کا کام اچھی طرح سے انجام دے سکتے ہین مگر جب انکو مصر مین جا کر کام کرنا پڑا تو صرف اسوجہ سے کہ وہ صنعت و حرفت سے واقف نہ تھے اُنکے ماتحت انپر ٹھٹھے مارا کرتے تھے

مصر کے انتظام کو درست کرنے مین ایک اور نصیحت بھی یاد رکھنی چاہیے مگر مجھکو یہ اندیشہ ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ نے ابتک اُس نصیحت کو نہین یاد کیا ہے کیونکہ چند ہی مہینہ کا عرصہ گذرا ہے کہ جب ائرہ سینہ کے ایک منتظم کا عہدہ خالی ہوا تو اُسی پرانے قاعدہ کے موافق اُسپر ایک شخص کو مقرر کر دیا گیا۔ جو وزیر انگلستان منتظمان ائرہ سینیہ کو منتخب کرنے کا ذمہ دار تھا اُسکی دانست مین منتظم کے عہدہ کے امیدوارین یہ لیاقتین ہونی چاہیین کہ اول تو وہ ایک شریف بھلا مانس ہو۔ دوم یہ کہ وہ چند یورپ کی زبانین جانتا ہو مگر عربی زبان سے ناواقف ہو سوم یہ کہ اگرچہ وہ صنعت و حرفت کا علم نہ رکھتا ہو مگر اُس علم کو حاصل کرنے پر آمادہ ہو مجھے تعجب ہے کہ اگر وزیر موصوف بڑے بڑے عالیشان نیشکر کے کشت زارون اور صدہا شکر کے کارخانون کا خود مالک ہوتا تو کیا وہ اُنکا منتظم ایسے شخص کو مقرر کرتا جسمین اُس عہدہ کی لیاقتین نہوتین۔ اگر وہ ایسا کرتا اور اگر میرا بھی کچھ روپیہ اس معاملہ مین شریک ہوتا تو مین اپنا روپیہ بہت جلد واپس لیتا تاکہ وہ منتظم جدید جو ایک مدت مدید تک صنعت و حرفت سیکھیگا اور اس عرصہ مین بیکار رہیگا اور غلطیان کریگا اُس بیکاری اور اُن غلطیون کے معاوضہ مین مجھکو کچھ اُسے دینا پڑے

شاید اسکا یہ جواب دیا جاے کہ وہ منتظم جدید اکیلا نہین ہے بلکہ اُسکے ساتھ ایک فرانسیسی بھی شریک ہے جو شکر بنانے کی کیفیت سے خوب واقف ہے۔ یہ تو صحیح ہے مگر فرض کیجیے کہ وہ فرانسیسی اپنے عہدہ سے چلا جاے اور گورنمنٹ فرانس بھی ہماری گورنمنٹ (انگلستان) کی تقلید کرکے ایسے شخص کو ڈائرکٹر یعنے منتظم مقرر کرے جو صنعت و حرفت کا علم نرکھتا ہو ایسی حالت مین ہمکو تو شکوہ و شکایت کا موقع ہرگز نہوگا چونکہ ہندوستان مین تعلیم یافتہ عہدہ دارون کو مقرر کرنے کے فوائد ہمکو معلوم ہو چکے ہین لہذا مصر مین بھی ہم یہی عمل کرین

تاکہ وہان کے لوگ ہمارا انگریزون کا مقابلہ فرانسیسیون کے ساتھ کرکے ہمکو برا اور انکو اچھا نہ کہین۔

اب انتظام موجودہ کے نتائج عملی کی مختصر کیفیت سُنیے کہ اگرچہ یہ جملہ تغیر کافی آمدنی جسکا ذکر سابق مین کیا گیا فی نفسہ مضمون خیز ہے تاہم چند ایسے واقعات بیان کرنا مناسب ہے جنسے اس خراب حالت کے وجوہ معلوم ہو جائین۔ نیک نیت اور محنتی وائرکٹر اپنے دفتر مین بیٹھے ہوے دن بھر چٹھیان اور تار برقی اور رپورٹ پڑھا کرتے ہین اور کمیٹیان کیا کرتے ہین اور احکام صادر کیا کرتے ہین اور نقشجات کو جانچا کرتے ہین اور اور قسم کے کام کیا کرتے ہین جیسا منتظمان اعلی یا حکام صدر کا قاعدہ ہے۔ اسمین شک نہین ہے کہ انکو بہت کام کرنا پڑتا ہے کیونکہ چاہے کوئی علاقہ کتنے ہی فاصلہ پر ہو اسمین کبھی کوئی بات بغیر انکی باضابطہ منظوری کے عقلاً نہین ہو سکتی مگر عملاً یہ کیفیت ہے کہ جو علاقے بڑی دور نہین ہین اُنمین بھی بہت سا کام کیا جاتا ہے اور بہت سا کام یونہین پڑا رہتا ہے اور ان بیچارے نیک نیت اور محنتی وائرکٹرون کو کچھ خبر بھی نہین ہوتی چنانچہ ہمنے ان علاقون مین خود جا کر **مفتشون** یعنے سربراہ کارون سے اسکا سبب دریافت کیا گیا کہ انکی آمدنی مین کمی کیون پڑتی ہے۔ یہ بات آسان نہتھی کیونکہ **مفتش** وہ لوگ ہین جنکو اس راز کے پوشیدہ رکھنے سے اپنا بڑا فائدہ مقصود ہے اور جو اپنے پیشہ کے غوامض و اسرار کو غیر آدمی سے ہرگز نہ بیان کرینگے کہ مبادا وہ وائرکٹرون کا دوست ہو اور وہ ہمارا راز کہدے مگر علمی تحقیقات مین جو دقتین پیش آتی ہین وہ عقل و دانش اور استقلال سے رفع ہو سکتی ہین اور جب بہت سے آدمیون کی کمیٹی ہو تو انمین سے کوئی نہ کوئی کسی ذات شریف کے قابو مین آکر وہ بات بیان کر دیتا ہے جسکو وہ پوشیدہ ہی رکھنا پسند کرتا اسکے ثبوت مین ایک ایماندار مفتش کا قول نقل کرتا ہون جو اسنے مجھسے بڑی بے تکلفی کے عالم مین بیان کیا تھا اسنے کہا کہ میرے سپرد ایک بڑا سا علاقہ ہے مگر

مجھکو یہ اختیار نہین ہے کہ اسکا انتظام اس طور سے کردن جو میرے نزدیک نہایت نافع
ہے کیونکہ القاہرہ مین ہر بات کا فیصلہ وہ لوگ کرتے ہین جو اس علاقہ کے اوصاف مخصوصہ
سے واقف نہین ہین اور انکے حماقت آمیز فیصلون کی شکایت یا تردید کرنا بیکار ہے بلکہ
جان جوکھم کی بات ہے مثلاً فرض کیجیے کہ مجھے سرکاری حکم پہونچا یا انسپکٹر جنرل کے طور پر مجھسے
کہلا بھیجا کہ امسال ۰۰۰ ۳ ایکڑ روئی یا گنے کی کاشت کرو۔ مگر مین جانتا ہون کہ زمین اور
آب پاشی اور جتنے کام کرنے والے آدمی میرے پاس ہین ان سب کی حالت موجودہ
کا مقتضے یہ ہے کہ مقدار مذکورہ کی نصف کاشت امسال کیجائے تو بہت نافع ہو۔
اگر میرا اختیار رہتا تو مین یہی کرتا مگر مجھکو تعمیل حکم کرنا فرض ہے اور اگر کچھ نقصان ہوا تو میرا
نقصان تھوڑا ہی ہوگا۔ علاوہ اسکے۔ علاقے بہت بڑے بڑے ہین۔ جو شخص زراعت کی
کیفیت سے واقف ہو وہ یہ گمان کبھی نہ کریگا کہ مین ایک آدمی تیس چالیس بلکہ بیس ہزار
ص۲۴۶ ایکڑ کی کاشت کی بھی نگرانی کر سکونگا۔ اگر مین چوبیس گھنٹون مین سے بارہ گھنٹے بھی گھوڑے
پر سوار دھوپ مین جلتا ہوا کھیتون مین دورہ کیا کرون تو بھی مجھسے نگرانی نہوگی پس جو بات
ممکن نہو اسکی کوشش مین مین اپنے تئین کیون ہلکان کرون اور اپنی تندرستی مین کیون
فرق ڈالون اور گو مین کتنی ہی خاک اڑاؤن مگر مجھے ایک کوڑی بھی زیادہ نہ ملیگی نہ میرا اور
کوئی مطلب نکلیگا۔ لہذا چین چان سے رہتا ہون اور خوب جانتا ہون کہ اس علاقہ مین
اتنا پیدا ہو جائے جتنا سال گذشتہ مین پیدا ہوا تھا بس ورنہ زیادہ کی کیا ضرورت ہے۔"
یہ اقرار جہانتک ہے کافی ہے مگر اس سے مطمئن ہو جانا بیکار ہے کیونکہ ایماندار
مفتش تعداد مین بہت کم ہین۔ البتہ بے ایمانون کی کثرت ہے۔ کاش انھین مین سے
ایک مفتش بھی سارا حال کھل کر بیان کردے تو بھی غنیمت ہے۔ گر یہ بات آسان نہین
ہے جیسا مجھے تجربہ سے معلوم ہو گیا ہے لیکن جو صاحب مشرقی لوگون سے خوب واقف
ہین انکے نزدیک یہ امر ناممکن نہین ہے مشرقی لوگون سے جو مجھکو سابقہ رہا ہے

اس سے مجھکو خوب معلوم ہوگیا ہے کہ جس مکاری پر انکو ناز ہے وہ بالکل سطحی ہے اور اسکی
کیفیت صاف معلوم ہو جاتی ہے۔ ہر چند مین نے صدہا مشرقی آدمیون کو دیکھا ہے
کہ جھوٹ بولتے ہین اور ذرا بھی نہین شرماتے مگر انمین مین نے کوئی ایسا شخص نہین دیکھا
جو چند منٹ بھی جھوٹ بولے اور اُسکے جھوٹ کے کھل جانے کا اندیشہ نہو۔ دروغ گو را
حافظہ نباشد۔ اگر یہ مثال صادق آتی ہے تو مشرقی آدمیون پر صادق آتی ہے۔ جو
صفتین کہ دروغ گو مین ہونی چاہیین وہ انمین بہت کم ہوتی ہین یعنے حافظہ قوی۔
شیرین کلامی اور رنگین بیانی۔ اور سب سے زیادہ کلام کا تناقض عقلی سے بری ہونا۔ اگر
اہل یورپ ذرا بھی سمجھدار اور ہوشیار آدمی ہو تو چند ہی روز کے تجربہ سے سچی اور جھوٹی بات ٤
مین اسطرح تمیز کر لیگا جسطرح مصور جب کسی خاکہ کو دیکھتا ہے تو فوراً پہچان جاتا ہے کہ یہ اصلی
ہے یا خیالی۔ اہل یورپ اکثر اس سبب سے دھوکا کھا جاتے ہین کہ غلط طریقہ اختیار کرتے
ہین اور اپنے زعم ناقص مین سمجھتے ہین کہ متکلم کی چتون اور رخ کو دیکھکر ہم اسکی دروغ گوئی
کو پہچان جاتے ہین۔ یہ گمان غلط ہے۔ مشرقی آدمی کی نگاہ اور رخ سے اُسکے جھوٹ
سچ کو دریافت کرنا ایسی بیوقوفی ہے جیسے جس آلہ مقیاس الموسم مین پارہ نہو۔ اُس سے
موسم کا اندازہ کرنا حماقت ہے۔ انسان کی نگاہ اور رخ سے جو چیز ثابت ہوتی ہے وہ
کانشنش یعنے وہ قوت مدرکہ ہے جو حق و باطل مین تمیز کر لیتی ہے اور دروغگوئی کے
مقدمہ مین مشرقی آدمی کانشنش رکھتا ہی نہین ہے۔ فقرہ باز مشرقی آدمی مین ایک
خاص صفت یہ بھی ہوتی ہے کہ آپ کو فقرہ دینے مین وہ ہمہ تن مصروف ہو جاتا ہے اور
آپ کو محض بیوقوف سمجھتا ہے (اہل مشرق کے نزدیک بیوقوف وہ ہے جو مکار نہو)۔
پس اس سے زیادہ آسان کوئی بات نہین ہے کہ جب وہ آپکو فقرہ دینے مین مصروف ہو
تو اُسی کے جال مین اُسکو پھانس لیجیے یا اپنی طبیعت سے کوئی نیا جال ایجاد کر کے اُسکو
پھانس لیجیے۔ آخر الذکر تدبیر اس سبب سے ترجیح رکھتی ہے کہ اسمین کوشش کم کرنی پڑتی ہے

اور اگر یہ تدبیر چل گئی تو آپکی وقعت اُنکی نظرون مین بہت سما جائیگی کیونکہ اپنے جال مین پ
پھنس جانے کو وہ اپنے اناڑی پن پر محمول کرینگا آپکی دانائی اور چالاکی پر نہین محمول کریگا
چنانچہ مین نے ایک بے ایمان مفتش سے اُسکے فن کے اسرار دریافت کرنے
مین اُس تجربہ سے کام لیا جو مجھکو مشرقی لوگون کے طبائع کا حاصل ہے اور ایسا چھوٹا سا
نفیس اور لطیف جال اُسکے پھانسنے کے لیے بچھایا کہ اُسکو مطلق نہ محسوس ہوا اور غالباً اب
اُسکو وہم و گمان بھی نہین ہے کہ ایسے جال مین مین پھنس گیا تھا ؎ دام ہر رنگ مین بود گرفتار
شدم ۔ چونکہ مین اور لوگون کے اختراعات مین دست اندازی بیجا کرنا نہین چاہتا ہون
لہذا مین بے تکلف اقرار کرتا ہون کہ اس جال کا مضمون میرا طبع زاد نہ تھا بلکہ یہ مین نے حصہ ۳
اُن فسانہ نویسون سے سیکھا تھا جو اپنے خیالات اور مشاہدات کو مصنوعی اور فرضی اشخاص
کے کلام اور افعال کے پیرایہ مین بیان کرتے ہین البتہ اُس بے ایمان مفتش کو جسکا ذکر
ہو رہا ہے مین افسانہ نویسی پر تو آمادہ نکر سکا لیکن جب اُسکو خوب باور ہو گیا کہ جو کچھ مین نے
اُسکی بے لوث اور بے لغزش ایمانداری کی تعریف مین کہا ہے اُسکا یقین بھی مجھکو ہے
تو اُسنے بلا تامل چند مضحک حکایتین مجھسے اُن لوگون کے مکر و فریب کی بیان کین جو اُسکے ہم منصب
تھے مگر اُتنے سنغز نتھے مین ان حکایتون کو مفصل نہ بیان کرونگا کہ مبادا ناظرین کو بار خاطر
ہو۔ ان سب کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ ایماندار مفتشون کا قاعدہ ہے کہ غریبون کو لوٹ لوٹ کر
اپنا گھر بھرتے ہین اور جو اُنکے دام مین پھنس جاتا ہے اُسکو بے کچھ لیے نہین چھوڑتے اور
مواشی کو فاقون مارتے ہین اور اُنکا دانہ بھوسا بیچ بیچ کھاتے ہین اور جب بہت سے مواشی
مر جاتے ہین تو وہ خوب بغلین بجاتے ہین کہ اُنکے بدلے جو نئے مواشی خریدے جائینگے
اُسمین ہمکو کیا کچھ فائدہ ہوگا اور جتنی اراضی نقشون مین لکھ دیتے ہین اُس سے زیادہ کاشت
کرتے ہین اور جو فصل فاضل بچتی ہے اُسکو چپکے سے بیچ کھوچ کر مزے اُڑاتے ہین اور
جب اراضی نیلام مین اسامیون کو دیتے ہین تو سب عمدہ قطعات اراضی

کی [illegible]ی اُس شخص کے نام ختم کرتے ہین جو اُس اراضی کے منافع مین اُنکو شریک کرنے کا اقرار کر لیتا ہے۔ اور جب کوئی انسپکٹر کسی علاقہ کے معاینہ کو آتا ہے تو اُسکی خاطر تواضع کرکے یا کچھ دے لیکر اُسکو راضی کر لیتے ہین۔ اور جب کوئی بڑا آدمی دورہ پر آتا ہے تو اُسکو خوب باغ سبز دکھا کر راضی کر لیتے ہین۔ البتہ اس قسم کے سربراہ کارون کو برطرفی کا بلکہ فوجداری مین ماخوذ ہونے کا ہمیشہ اندیشہ رہتا ہے مگر افشائے جرم یا قیدخانہ کا خوف نہین ہوتا کیونکہ حکام صدر اہل کاران سرکاری کی بدنامی کو اپنی بدنامی تصور کرکے بہت چھپتے ہین اور موجودہ عدالتون کا اعتبار نہین کرتے۔ بے ایمان نمک حرام مفتش کے لیے سب سے بدتر سزا برطرفی ہے لیکن جب وہ برطرف ہوجاتا ہے تو اور کہین روزگار ڈھونڈھ لیتا ہے کیونکہ ایسی باتین مصر مین بہت خفیف سمجھی جاتی ہین اور جو شخص ایسی حرکتین کرتا ہے شاید چند مدت تک بدنام رہتا ہے مگر اُسکی آبرو پر مرتے دم تک دھبہ نہین رہتا ہے نہ وہ ساری عمر کے لیے بیکار اور بے روزگار ہوجاتا ہے مین چند آدمیون کا نام لے سکتا ہون جو رشوت ستانی کی علت مین برطرف ہوے تھے مگر اب عہدہاے جلیلہ پر مامور ہین۔

پس دائرہ سنیہ اور علاقجات خاندانی کو من حیث المجموع دیکھنے سے امور ذیل معلوم ہوے۔ دو بڑے بڑے دفتر جنمین لاکھا روپیہ کا صرف ہے اور ہر دفتر مین دو دو عہدہ دار غیر ملک کے رہنے والے اور بیش قرار تنخواہین پانے والے ایماندار۔ فہیدہ سنجیدہ محنتی اور نیک نیت مگر صنعت و حرفت کے علم مین خام ایسے عظیم الشان کارخانون کا انتظام اور نگرانی ایسے طریقہ سے کرنا چاہتے ہین جو فی نفسہ بالکل ناقص ہے گو انمین خود اُنکی حکومت کو بہت دخل ہے اور جیسا سب ملکون مین جا بجا تمام انتظام کا قاعدہ ہے ویسا ہی ان دونون کارخانون کے انتظام مین بھی بہت بڑا سقم یہ ہے کہ کل امور کا دارومدار ڈائرکٹرون پر ہے اور اُنکو ذرا ذرا سی باتون کی نگرانی باقاعدہ طور سے کرنی پڑتی

ہے ایسے انتظام سے نفع کم اور ضرر زیادہ ہوتا ہے۔ اور بلکہ یقین تو موقوف نہین ہو تین
مگر جن اہلکارون پر اُسکی کامیابی موقوف ہے اُنکی سرگرمی جاتی رہتی ہے اور اُنکی
ذمہ داری کا خیال نہین باقی رہتا۔ اگر اس انتظام مین اصلاحین کرنی منظور ہین تو مین امور ذیل ص ۳
کی صلاح دیتا ہون۔ کارپردازون مین بہت تخفیف کیجائے۔ مصارف بہت کم کر دیے
جائین۔ سربراہ کارون کی بے پروائی اور بدلیاقتی اور بے ایمانی سے جو مضر اثر پیدا ہوتا ہے
وہ بہت کم کر دیا جاے۔ اور ان علاقون کی نکاسی خام مین قرار واقعی افزونی ہو جاے بشرطیکہ
منتظم لوگ ان علاقون مین خود کاشت کرانا موقوف کرین اور اُنکے بڑے بڑے یا چھوٹے
چھوٹے ٹکڑے کرکے قرب وجوار کے زمینداروں یا اسامیون کو یا کسی شخص کو جو ضروری
ضمانت دیدے کاشت کے لیے دین۔ چنانچہ علاقجات خاندانی کے منتظمون نے
اس قسم کی آزمایش کی ہے اور جو اراضی پٹہ یا ٹھیکا پر دی گئی ہے اُسکے رقبہ کو ۲۷۸۷۱۲
ایکڑ سے بڑھاکر ۸۶۷۰۹۷۔ ایکڑ کر دیا ہے۔ اور اس انتظام کا نتیجہ لائق اطمینان ہوا ہے
یعنے اسکی وجہ سے بعض علاقون کی آمدنی مین فی صدی تیس پونڈ کی افزونی ہوئی ہے
اور ایک علاقہ ایسا ہے جسکی آمدنی مین پُرانے قاعدے کے موافق کمی پڑتی تھی مگر اب وہ
فی ایکڑ تیس شلنگ کے حساب سے پٹہ پر دیا گیا ہے۔ جن علاقون کو پٹہ پر دینا مناسب نہین ہے
اونکے واسطے اور شکر بنانے اور روئی صاف کرنے کے کارخانون کے لیے بھی ایک نیا
قاعدہ جاری کیا جاے جسمین بڑی صفت یہ ہو کہ بڑے بڑے اہلکار باحتیاط تمام
منتخب کیے جائین اور اُنسے یہ وعدہ کیا جاے کہ اگر تمھاری خوش انتظامی سے تمھارے
زیر انتظام علاقہ یا کارخانہ کے منافع مین کچھ ترقی ہوگی تو اسمین تمکو بھی حصہ ملیگا تاکہ اُنکو
کوشش بلیغ کرنے کی ترغیب ہو دائرۂ سنیہ کے ایک علاقہ ارمنت نامے مین جو مصر شمالی
مین ہے یہی اصول اختیار کیا گیا ہے اور مین اپنے تجربۂ ذاتی سے بیان کرتا ہون کہ اس ص ۳
اصول کا اثر بہت عمدہ ہوا ہے یعنے اسکے سبب سے اُس علاقہ کے سربراہ کارین

سرگرمی اور دور اندیشی پیدا ہوئی ہے اور اسکی قوت موجبہ زیادہ ہو گئی ہے۔ فی الواقع ایک فقط اسی علاقہ کے سربراہ کار کو مین نے دیکھا ہے کہ ایمانداری اور احتیاط سے کام کرتا ہے اور اپنی تمام عقل و جودت کو اسنے اس مسئلہ کے حل کرنے مین صرف کر دیا ہے کہ آمدنی کیونکر بڑھائی جائے اور خرچ کیونکر گھٹایا جائے گویا کہ وہ اپنے کسی اہم ذاتی کام کا انتظام کر رہا ہے سربراہ کار موصوف ایک فرانسیسی اہلکار ہے اور اسکا نام [illegible] ہے اور اسکا پیشہ انجینیری ہے اور اسکا خاص کام یہ ہے کہ شکر کے کارخانہ کا انتظام کرتا ہے اور دودکش کلون کی نگرانی کرتا ہے اور چونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ کارخانہ مذکور کی آمدنی کا دارومدار گنّے کی کثرت اور عمدگی پر ہے لہذا وہ ہمیشہ اُس مفتش کو مدد دیا کرتا ہے جو گنّے کی کاشت کی نگرانی کرتا ہے۔ مین ان واقعات کو اسلیے بیان کرتا ہون کہ مصر مین ایسا اہل کار عنقا ہے جو اپنے کام پر صرف توجہ تام ہی نہین رکھتا ہے بلکہ اپنے ان ہم منصبون کو بھی مدد دیتا ہے جنکا کام خود اُسکے کام سے تعلق رکھتا ہے۔

چونکہ دائرہ سنیہ و علاقجات خاندانی کے قرضہ کا سود بلا ناغہ ادا کرنے کی ذمہ دار مصر کی گورنمنٹ ہے لہذا ان دونون کی آمدنی مین جو کچھ کمی پڑتی ہے وہ بھی اسکو دینی پڑتی ہے اور چونکہ بالفعل گورنمنٹ کو آمدنی اور خرچ مین عموماً مساوات قائم رکھنا کسیقدر دشوار معلوم ہوتا ہے لہذا القاہرہ کے اہلکاران سرکاری مین جابجا اس بات کا چرچا رہتا ہے کہ خزانہ کو اس بار عظیم سے سبکدوش کرنے کی کیا تدبیر کیجائے بعض حکام کی رائے یہ ہے کہ اُس قسم کی اصلاحین جیسی مین نے سابق مین بیان کین بتدریجاً عمل مین لائی جائین اور بعض کی رائے یہ ہے کہ ان اراضیات کو فروخت کرکے فوراً سارا قرضہ ادا کر دیا جائے چنانچہ ایک تجویز اسلیے پیش ہو چکی ہے کہ علاقجات خاندانی کا قرضہ اسی طریقہ [illegible] یا جائے جن افسران مال کو اس کام مین شریک ہونیکی توقع ہے انکو تو یہ تجویز خواہ مخواہ اچھی ہی معلوم ہوگی لیکن قطع نظر اسکے اس تجویز سے فی نفسہٖ بھی

بعض فوائد عظیمہ متصور ہین۔ اگر اس تجویز کی عملدرآمد مین کامیابی ہوئی یعنے اگر اراضیات مذکورہ
اتنی قیمت پر فروخت ہوسکین جو پورا قرضہ ادا کرنے کے لیے کافی ہو تو گورنمنٹ آیندہ کی
ذمہ داریون سے بری ہوجائیگی اور اراضیات سرکاری کا ایک بہت بڑا رقبہ جب اور لوگون کا
مال ہوجائیگا تو اُسکی پیداوار مین یقیناً بہت افزونی ہوگی لیکن بہت سے موانع رفع
کرنے پڑینگے تب یہ تجویز مؤثر ہوگی۔ فی الحال مصر مین ایسے لوگ بہت نہین ہین جو اراضی
کی قیمت واجبی دیکر خریدنا چاہتے ہون اور جو کچھ لوگ اراضی کے ایسے شائق ہین بھی تو انکے پاس
اتنا روپیہ نہین ہے کہ اُسکو خرید سکین۔ ان دقتون کے رفع کرنے کے لیے ایک مہاجن نے
یہ اقرار کیا ہے کہ ان اراضیات کے لیے مین ایسے خریدار پیدا کرونگا جو سرکاری تخمینہ کے
موافق انکی قیمت دیکر خرید لینگے مگر شرط یہ ہے کہ مجھکو فی صدی دو پونڈ بابت حق کمیشن کے
ملے خواہ یہ اراضیات میری معرفت فروخت ہون خواہ میرے واسطہ سے نہ فروخت ہون
مگر لطف یہ ہے کہ اگر وہ اس اقرار کو پورا نہ کرسکے تو روپیہ کا ذمہ دار نہوگا) اور ایک
فرانسیسی بنک نے وعدہ کیا ہے کہ جب سرکار کو منظور ہو زرثمن مین سے فیصدی ساٹھ
پونڈ اس جایداد کی ضمانت پر ہمسے لے مگر جتنے سود پر سرکار کو اس کام کے لیے یورپ
مین روپیہ مل سکتا ہے اُس سے فیصدی ایک پونڈ ہم زیادہ لینگے۔ اگر یہ کام چل جاے ص ۲۶۳
تو اسکا نتیجہ عملی یہ ہوگا کہ علاقجات خاندانی کا قرضہ ادا ہوجائیگا اور گورنمنٹ مزید
ذمہ داری سے بری ہوجائیگی لیکن اگر ادا ہوگا تو گورنمنٹ کا قرضہ ادا ہوگا۔ ملکی قرضہ جو
غیر ملکون سے لیا گیا ہے وہ تو کم ہوگا کیونکہ اس ملک (مصر) کے لوگون پاس اتنا فاضل روپیہ
نہین ہے کہ اراضیات مذکورہ کی بابت ادا کرین لہذا بنک موصوف نے جو پیام بھیجا ہے
عموماً وہ قبول کرلیا جائیگا جس سے یہ لازم آتا ہے کہ تقریباً فیصدی ساٹھ پونڈ منجملہ اُس قرضہ
کے جو ادا کیا جائیگا غیر ملک کے بازارون مین کسیقدر مختلف پیرایہ [illegible] گا یعنے ایک جدید
کمپنی مرتہن اراضی بلا شرکت گورنمنٹ بنک موصوف کے زیر سایہ پیدا ہوجائیگی۔ اس بحث

کا تصفیہ کرنے کی جرأت مجھ مین نہین ہے کہ اراضیات مذکورہ کی قیمت مین جو فی صدی چالیس پونڈ کی کمی پڑیگی آیا مصر کی رعایا کے روپیہ سے وہ کمی پوری ہوسکیگی یا نہین حالانکہ اس کام مین کامیاب ہونا تمامکر اسی بحث کے تصفیہ پر موقوف ہے۔ بعض حضرات نے مجھ سے فرمایا ہے کہ جن کسانون سے اسمٰعیل پاشا نے انکی اراضیات چھین لی تھین انکو اور سود خورے مہاجنون کو مدد دیجائیگی کہ اپنی اراضیات قدیم پر دوبارہ قبضہ حاصل کرین یا اراضیات جدید حاصل کرلین۔ مگر جو کیفیت مجھکو مشرقی مدبران مال کی عمومًا معلوم ہے اور وزراے مصر کی حقیقت اور انکی لیاقت وقابلیت کی جسقدر کیفیت مین جانتا ہون اُسکی رو سے تو ایسے اقرارون کے پورا ہونے مین ذرا مجھکو شک ہے اور مجھکو یہ اندیشہ ہے کہ اس کام سے جو کچھ فائدہ ہوگا مصر کے منتظمان مال اور انکے شرکا کو ہوگا کاشتکارون یا خزانہ عامرہ کو خاک بھی فائدہ نہوگا فقط

باب یازدہم

جو مسلہ دقیق پیش ہے اُسکو حل کرنے کی ترکیب کے بیان مین ص ۳۶

مصر کے معاملہ مین تو ہمنے خوب چکر لگائے اور اُسکے ہر ایک کوچہ بلکہ اُسکے کونہ کونہ کو خوب جی بھر کے دیکھ لیا۔ الحمد للہ گھوم گھام کر اب منزل مقصود کے قریب ہم پہونچتے جاتے ہین۔ ناظرین نے ہمارے حال پر بڑی عنایت کرکے اور ہماری خاطر سخت زحمت گوارا کرکے یہان تک تو ہمارا ساتھ خوب دیا اب ہم اُنکو بشارت دیتے ہین کہ اُس بلندی پر ہم پہونچ گئے ہین جہان سے ہمنے وعدہ کیا تھا کہ اُنکو مصر کی ساری سیر کھا دینگے۔ اگر ناظرین مزید عنایت اپنی اور حال پر نظر کرین یعنے جو حالات سابق مین بیان ہو چکے ہین اُنکو اور جو حال آیندہ بیان کیا جاتا ہے اُسکو ملاحظہ کرین تو بندہ اُنکی خاطر سے مخبری کرنے کو بھی موجود ہے یعنے اُنکو وہ چیزین دکھاؤنگا جو فی الواقع دیکھنے کے قابل ہین اور اُنکی کیفیت بھی کچھ عرض کرونگا اور کچھ اپنی رائے ناقص بھی اُنکی نسبت بیان کرونگا۔ مگر پیشتر چند کلمات بطور تمہید کے عرض کرتا ہون۔ ص ۳۷

ناظرین تمکین کی خدمت مین التماس ہے کہ اس بلندی پر ہم اُنکو صرف اسلیے نہین لائے ہین کہ اِدھر اُدھر خوب گھور گھور کر دیکھین یا جو دلچسپ تماشا اُنکو اس بلندی سے دکھائی دے اُسکو دیکھکر چپکے ہو رہین۔ بلکہ ہم اُنکو اس ٹیلہ پر اس عرض سے چڑھا لائے ہین کہ (حاکمانہ حیثیت سے غور کرنا تو بیجا ہے کیونکہ یہ کام پارلیمنٹ اور وزراء انگلستان کا ہے اور ہم نہ کوئی ممبر پارلیمنٹ ہین نہ کونسل وزراء کے ممبر ہین) اپنے تئین غریب رعیت ہی سمجھکر اپنے دل مین غور کرین کہ گورنمنٹ انگلشیہ کو مصر کے باب مین کیا کرنا چاہیے ہے

سفر مین مین نے جہان جہان گشت کی ہے یہی امر پیش نظر ہمیشہ رہا ہے یعنے غریب فلاح کے کلبہ احزان مین اور ذی شعور لوگون اور صاحب حکومت پاشا کی صحبت مین بھی یہی خیال مجھکو ہمیشہ دامنگیر رہا ہے۔ اگر مین نے اپنے اس خیال کو اپنے رفیقان ہمسفر سے مکرر و متواتر بیان کرکے انکا اظہار نہین کیا ہے تو اسکا سبب یہ ہے کہ مجھکو یہ منظور نہ تھا کہ انکی راے مین تعصب آجاے اور جو متفرق واقعات مین انسے بیان کرون انکو بے سمجھے بوجھے وہ نتیجے نکالنے لگین۔

ہم مصر مین گئے اور وہان رہے اور ہمارے وہان رہنے سے یہ قیاس ہو سکتا ہے کہ ہمکو وہان کچھ کام ہوگا۔ خیر اس کام کو تو پیچھے دیکھ لینگے پہلے اپنے راہ داری کے پروانون کو تو دیکھ لین۔ اس تجویز کو شاید انگریز لوگ عموماً نہ پسند کرین کیونکہ انکا قاعدہ ہے کہ راہ داری کے پروانون سے بلکہ ہر قسم کی اجازت راہ داری سے چڑھتے ہین اور کہتے ہین کہ انگریز کی قوم ایک آزاد منش قوم ہے انگریز کا جہان جی چاہے جاے اور جو چاہے کرے۔ اسکی آمد و رفت پر کوئی قید لگانا بیجا ہے اور اسکے امور مین پولیس کیا دست اندازی کر سکتا ہے۔ علی الخصوص اس زمانہ مین تو ایسے قاعدہ کی پابندی کرنی بعض حضرات کو ایک محض لغو اور مہمل حرکت معلوم ہوگی اور وہ کہینگے کہ یہ لکیر کا فقیر بنا کیا معنے۔ اب بھلا اہل پولیس کی یہ مجال ہے کہ انگریز کو مصر مین روکین یا اس سے مزاحمت کرین۔ شاہزادہ مبارک مصر ہمسے موافق ہی نہین ہے (اور ہم خوب جانتے ہین کہ اسکا موافق ہونا سب سے بڑا قانون ہے) بلکہ وہ ہماری آمد و رفت کو بھی بالطبع پسند کرتا ہے اور مدبران ویب پر بالفعل وہی حکومت کر رہا ہے یا اقل مراتب مقدمۃ الجیش بنا ہوا ہے پس اگر کوئی احمق ہم سے پوچھے کہ تم کسکی اجازت سے یہان (مصر مین) آئے ہو تو اتنا کہدینا کیا مشکل ہے کہ تم کون ہمارا جہان جی چاہے جائین اور جہان جی چاہے رہین۔ یہ تو صحیح ہے کہ کسی کی یہ مجال نہین ہے کہ ہمسے راہ داری کا پروانہ طلب کرے یا معاذ اللہ ہمکو کسی حاکم پاس پکڑ لیجاے

کہ یہ شخص ناجائز طور سے ہمارے ملک مین گھس آیا ہے - تاہم اس مثل پر ہمکو گھمنڈ کرنا چاہیے
کہ جسکی لاٹھی اُسکی بھینس ہو وہ جسکی تیغ اُسکی دیغ ہے انگلستان اسوقت اور لوگون مین
وہ مرتبہ رکھتا ہے جو اگلے زمانہ مین فریسی قوم یہود مین رکھتا تھا اور فریسی
بھی وہ ذلیل وحقیر اور ریاکار فریسی نہین جو اپنے تئین اپنے دشمنون سے ناحق و
ناروا بہتر سمجھتا ہے بلکہ سچا اور پاک اعتقاد فریسی جسکو لوگون نے ناحق بدنام کیا ہے
اور جسکو دل سے یہ اعتقاد ہے کہ اور لوگون سے مین کہین زیادہ متقی و پرہیزگار ہون
اور جو خدا کا شکر بجا لاتا ہے کہ مین اور گناہگارون کی طرح معصیت مین الودہ نہین ہون
مین کہتا ہون کہ جس ملک کو خدا نے یہ رتبہ عطا کیا ہو اُسکو یہ لازم نہین ہے کہ جو رواسم
قومون کو ایک دوسری کی نسبت برتنے چاہیین اور جو (مثل قانون قدرت کے) مثل ہے
تغیر پذیر نہین ہین اُنکی بے ادبی اور خلاف ورزی کرکے یورپ کی شریر سلطنتون کو جو
نہ خوف خدا رکھتی ہین نہ پاس خلق ایک خراب نمونہ دکھائے جو لوگ اپنے تجربہ کار ہونے پر
ناز کرتے ہین اور اپنی تجربہ کاری کے غرہ مین نہین معلوم کیا کیا شرارتین کرتے ہین
اگر اسوقت بدذاتیان کرتے ہین جبکہ پولیس کے سپاہی کی نگاہ اُنپر نہین ہوتی
ہے اُنسے میری گزارش ہے کہ یہ کلیہ جو آپ نے سُنا ہو کہ ایمانداری سے بہتر
کوئی حکمت عملی نہین ہے جسکی تعمیم پر مین سابق مین جرح کرچکا ہون اس مقام پر
خوب صادق آتا ہے - چند ہی سال کا عرصہ گذرا ہے کہ ہمنے ایمان کے گلے پر چھری
پھیرا اور نہین معلوم کس عرمین آکر جزیرہ سائپرس (صنوبر) کو لے لیا اور اسکو
دولت عثمانیہ سے جدا کرلینے سے اس مفید کام مین فتور ڈالا جو مدبران ملک مین مشہور ہے
اور جسکا مفاد یہ ہے کہ دولت عثمانیہ کی سلامتی مین خلل ڈالنا اور اسکو پارہ پارہ کردینا
سراسر خلاف عقل اور خلاف مصلحت ہے - آخر ہمنے اس گناہ کی سزا پائی اور غالباً کسی ذریعہ
اسکی سزا پاتے رہینگے کیونکہ فرانسیسی صوبہ ٹیونس کو لے چکے ہین اور نامطبوع نتائج بھی

پیدا ہو چکے ہیں اور کوتاہ بینون کو اب تک نہین دکھائی دیتے۔

پس سب سے پیشتر ہمکو یہ لازم ہے کہ اپنے راہداری کے پروانہ کو غور سے دیکھین اور اگر اُسکو ناقص پائین تو سب سے پہلے مصر مین یہ کام کرین کہ وہان سے بہت جلد نکل جائین۔ خیر۔ اُس پروانہ کو خوب غور سے دیکھ لینا چاہیے کیونکہ یہ ممکن نہین ہے کہ اُسکی وہی صورت ہو جو عموماً اس قسم کے پروانون کی ہوا کرتی ہے ہمنے کچھ ایسے مخصوص حالات مین مصر مین جانا اختیار کیا تھا کہ یورپ کے تمام دفترہاے وزارت مین تلاش کرتے کرتے حیران ہو جائیے مگر کوئی مناسب جملہ ہمارے پروانہ راہداری کے لیے ہرگز نہ ملیگا

جب برلین کانفرنس (سفیران یورپ کی کونسل) منعقد ہوئی تھی اُسوقت اطالیہ
کی گورنمنٹ نے شاہزادہ بسمارک سے یہ استدعا کی تھی کہ ایک قسم خاص کا پروانہ راہداری کا ۲
ہمارے لیے ایجاد کر کے ہمکو عنایت کیجیے مگر اُسنے صاف انکار کیا کیونکہ اُسوقت مدار المہام سلطنت جرمنی (بسمارک) اس عذاب مین پڑا ہوا تھا کہ سر خود ڈپٹیون اور انتخاب کنندون کو لاکھ ٹھیک بناتا تھا مگر وہ کسی طرح ٹھیک ہی نہ بنتے تھے۔ اور اُسکو اس کام سے اتنی مہلت نہ تھی کہ نئے نئے مدبرانہ جملے ایجاد کرتا یا غیر ملک کے لوگون کو راہداری کے پروانے دیتا کہ وہ دنیا بھر مین گھومتے پھرتے۔ اس فعل کے نتائج کے ادراک سے چشم حقیقت بین بھی عاجز تھی۔ جو منصب ہماری قوم (انگریز) مصر مین رکھتی ہے اُسکا قیاس ان سنگین جملون سے نہین ہو سکتا جو دفترہاے وزارت مین تراشے گئے ہون بلکہ قومون کے باہمی منفعات تبادلہ کے وسیع اصول اور عقل سلیم کے موافق اُسکو قیاس کرنا چاہیے پس اس منصب کی تحقیق کرنے کے لیے ہمکو وہ حالات مخصوصہ یاد کرنے چاہیین جو مصر مین ہمارے جانے کے باعث ہوے

ہمکو یہ تحقیق کرنا کچھ ضرور نہین ہے کہ آیا سفیران ممالک غیر کی تحریک سے مصر مین بغاوت ہوئی تھی فی الواقع یہ مضمون عجیب غریب اور دلچسپ ہے اُسکو مین بیشک شاید شرح و بسط سے بیان کرونگا مگر اس مقام پر وہ خارج از بحث ہے۔ بغاوت چاہے کسی سبب سے

ہوئی ہو مدت قلیل مین خطرناک حد تک پہونچ گئی اور اہل یورپ کو اُس سے ایسا خوف پیدا ہوا
کہ سواے سلطان روم کے سب پادشاہان یورپ نے بالاتفاق تجویز کیا کہ اِس فساد کو
بزور شمشیر رفع کرنا واجب ہے - یہ سچ ہے کہ حضرت سلطان المعظم نے بارہا یہ اعلان فرمایا
کہ القاہرہ اور اسکندریہ مین امن وامان ہے اور ما بدولت کے ظل عاطفت اور
کنف حمایت مین سارا انتظام خود بخود درست ہو جائیگا بلکہ جب اسکندریہ مین قتل عام ہوچکا
اور رغیب پاشا کی وزارت چند روزہ قائم ہوئی تب تک سلطان اپنی گایا کیے
اور حق ناحق بھی مصر کی خیر منایا کیے - مگر انکی نغمہ سرائی کو سفیران یورپ نے کانفرنس مین
جمع ہو کر کچھ بھی نہ سنا - یہانتک کہ ویانا[۱] اور برلن کے وزرا نے بھی اب اِس راے سے
اتفاق ظاہر کیا کہ اِس فساد کو بزور شمشیر مٹانا چاہیے حالانکہ انھین کے سفیران متعینہ
اسکندریہ کی اعانت سے رغیب پاشا کی وزارت قائم ہوئی تھی - اب صرف یہ امر طے ہونا
باقی تھا کہ لڑائی کی ابتدا کسکی طرف سے ہو - الغرض بعد قیل وقال بسیار یہ قرار پایا کہ چونکہ
والی ملک سلطان روم ہین لہذا اُنسے التماس کیا جاے کہ ابتدا آپ ہی کی طرف سے
ہونی چاہیے مگر سلطان روم نے اِس امر کو ہرگز نہین منظور کیا اور اِسکے وجوہ سابق مین
بیان کیے گئے سلطان ہنوز اِسی پیش وپنج مین تھے کہ اسکندریہ پر بم کا گولہ برسنے لگا اور
گورنمنٹ انگلشیہ نے صاف صاف کہدیا کہ اِس غدر کو دفع کرنے مین ہم سابق سے بھی زیادہ
کد کرینگے جب یہ امر لارڈ ڈفرن نے کانفرنس مین بیان کیا تو انکے ہم منصبون مین سے
کسی نے چون بھی نہین کیا گو تھوڑی دیر کے بعد سفیر روس نے مقابلہ پر کچھ آمادگی ظاہر کی
مگر اسکی غرض یہ تھی کہ ایک قسم کی نظارت پادشاہان یورپ کی قائم کیجاے جو مصر مین
غیر قوم کی عملداری ہونے دے یہ مطلب اُسکا ہرگز نہ تھا کہ انگلستان کو مصر مین امن وامان
دوبارہ قائم کرنے سے مانع ہو یورپ کی سب سلطنتون کو خوب معلوم تھا کہ سلطان روم
باغیون سے ملے ہوے ہین اور اب تک حیلہ حوالہ کر رہے ہین یعنی اگر اِس فساد کو رفع کرنا

[۱] ویانا پایۂ تخت آسٹریا اور برلن پایۂ تخت جرمنی کا ہے ۱۲ مترجمہ

اسپر موقوف رکھا جاے تو ہمکو مدت تک انتظار کرنا پڑیگا اور جب ہم مصر مین دوبارہ انتظام
کرنا اور ترکون کی فوج کو وہان سے نکالنا چاہینگے تو غالبًا ہمکو نئی نئی اور بڑی بڑی دقتین
پیش آئینگی - اگرچہ یورپ کی سلطنتون نے انگلستان کی کارروائی کو ضمنًا منظور کرلیا
مگر انگلستان کی شرکت پر کوئی سلطنت ذرا بھی نہین مائل ہوئی - یہ مین نہین کہہ سکتا کہ
مخالف فریقون کے باہمی جھگڑون سے یا جرمنی کی حملہ آوری کے خوف سے فرانس گھبرا
گیا تھا یا اُسنے اس خیال سے اس معاملہ مین نہین دخل دیا کہ جب یہ فساد آگے بڑھے اور
اُسوقت ہم اسمین دخل دین تو ہمکو زیادہ فائدہ ہوگا - مگر مین یہ جانتا ہون کہ فرانس نے
انکار قطعی کیا کہ ہم اس معاملہ مین کسیطرح دخل نہ دینگے اور اطالیہ نے بھی اُسکی تقلید کی - اور
کسی سلطنت کی کوئی ایسی غرض مصر سے متعلق نہ تھی کہ خواہ مخواہ اس معاملہ مین دخل دیتی -
الغرض - یورپ کی سب سلطنتین خاموش ہوکر تماشا دیکھنے لگین اور تن تنہا انگلستان کو
مصر مین دوبارہ انتظام قائم کرنا پڑا اور یہ فعل اُسنے سب سلطنتون کی ضمنی رضامندی سے کیا
لہذا کوئی سلطنت مصر مین ہمارے (انگریزون کے) ہونے کی شکایت نہین کرسکتی ہے
نہ کسیکو وہان سے ہمارا اخراج منظور ہے -

لیکن یہ امر موضع نزاع ہے کہ ہمارا قیام اُس ملک مین کتنی مدت تک رہیگا - سب غیر ملک کے
لوگون کو ایک وقت معین محدود تک وہان قیام کرنے کی اجازت ملی ہے پھر جو پروانۂ قیام ہم
لوگون کو ملا ہے کیا اُسمین کوئی فقرہ اس مضمون کا نہین ہے ؟ - جہان تک مین خیال کرتا ہون
ایسا کوئی فقرہ ہمارے پروانۂ قیام مین نہین ہے - جب مین نے اس پروانہ کو پڑھا تو اس
قسم کی کوئی قید اسمین مندرج نہین دیکھی بلکہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ انگلستان کے دفتر دول
خارجیہ سے یہ پروانہ صادر ہوا ہے -

لیکن اب ہم پوچھتے ہین کہ جو وعدے مسٹر گلیڈسٹن اور دیگر وزراے انگلستان وقتًا فوقتًا
کرتے رہے ہین آخر انکا کیا انجام ہوگا ؟ یہ سوال مجھکو مشکل معلوم ہوتا ہے کیونکہ جہان تک

مین واقف ہون یہ وعدے کبھی کسی کتاب مین نہین تحریر کیے گئے۔ پس ممکن ہے کہ مین نے
بعض وعدے ایسے ہون جنکو مین نہ جانتا ہون جن وعدون سے مین واقف ہون وہ
تین ہین۔ اول یہ کہ انگریزی فوج مصر مین چند روز کے لیے ہے اور عرصہ تک بلا ضرورت
نہ رہیگی۔ دوم یہ کہ مصر کا انتظام ایسا درست کیا جائیگا کہ آیندہ ہمیشہ امن وامان رہے۔
سوم یہ کہ رعایا کے اختیارات ملکی دوراندیشی کے ساتھ وسیع کیے جائینگے۔

ان وعدون کو مین نے تاریخ وار یا ترتیب منطقی سے نہین درج کیا ہے بلکہ جسطور
سے انکو منقول پایا اُسیطور سے مین نے بھی لکھدیا۔ چونکہ ان وعدون کا ذکر وہ لوگ اکثر کیا
کرتے ہین جنکو اس امر کے تصور سے گویا تپ چڑھتی ہے کہ مصر مین غیر ضروری ذمہ داریان
اختیار کرنے کا دیکھیے کیا انجام ہویا جو کسی اور وجہ سے یہی چاہتے ہین کہ انگریزی فوج اس
ملک سے حتی الامکان بہت جلد برخاست کیجاے لہذا جو وعدہ ہمکو اکثر یاد دلایا جاتا ہے وہ
یہ ہے کہ فوج انگریزی کا قیام مصر مین چند ہی روز رہیگا۔ مگر میری دانست مین اہم وضروری
ہونے کے اعتبار سے یہ وعدہ سب سے مؤخر ہونا چاہیے۔ مثلاً فرض کیجیے کہ کوئی بڑا نامور ڈاکٹر
جسکو اپنی نیکنامی کا خیال ہو کسی مریض سے یہ وعدہ کرلے کہ جب تک اس بیماری سے
نکس کرنے کا خوف بالکل نہ جاتا رہیگا اُسوقت تک مین تمھارے ساتھ رہونگا اور وہ ایک
پسندیدہ طریقہ سے اُس بیماری کا علاج کرے اور یہ بھی فرض کیجیے کہ وہ بقراط زمان و
جالینوس دوران جب اپنے گھر سے چلنے لگا تھا اسوقت اُسنے یہ وعدہ کیا تھا اور جب
اسکو اپنے گھر مین کوئی خط بھیجنے کی ضرورت ہوتی تھی تو اُس خط مین اپنی میم صاحبہ سے جو
ذرا نازک مزاج اور بکی اور خفقانی آدمی تھین یہی وعدہ کرتا تھا کہ مین بہت جلد واپس آکر
تمسے ملونگا خاطر جمع رکھو۔ پس سنجیدہ اور منصف مزاج آدمیون سے مین پوچھتا ہون کہ آپکے
نزدیک ان دونون مین سے کونسا وعدہ زیادہ اہم ہے آیا وہ وعدہ جو اس ڈاکٹر نے مریض اور
اسکے احباب سے کیا تھا یا وہ وعدہ جو اُسنے اپنی بکی اور خفقانی بی بی سے کیا تھا اور

علاج کے زمانہ مین اُسکو کس قدر عمدہ کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے تھا۔ اگر اس ڈاکٹر نے مریض کی فصد لیکر اُسکو کمزور کر دیا ہوا ور اُسکی معمولی غذا بھی ترک کرا دی ہوا ور ہنوز اُسکو دوا دینی شروع بھی نہ کی ہو کہ خدا پرا ور اناڑی ڈاکٹر دن بپر اُسکو چھوڑ کر سیدھا اپنے گھر کو چلا آجا ئے تاکہ اُسکی بکی اور خفقانی بی بی کے خفقان مین سکون ہو حالانکہ اُسکے خفقان سے کوئی اندیشہ نہو بجز اسکے کہ جو لوگ اُسکے ساتھ رہتے ہین وہ اُسکی خفقانیت سے بہ تنگ آجاتے ہون تو ایسے ڈاکٹر کو کیا کہیے گا؟۔ میری دانست مین ایسے ڈاکٹر کو سخت سُست کہنا جائز ہے۔ علی ہذا القیاس اگر گورنمنٹ انگلشیہ بعض بکی اور خفقانی آدمیون کے شور وغل سے بہ تنگ آکر مصر کے انتظام کو ادھورا چھوڑ کر چلی آئے یا اُن وسائل کو استعمال مین نہ لائے جنپر کامیابی موقوف ہے تو اُسکو بھی ایسے ہی درشت کلمات کہنا روا ہے۔ اگر ہمکو مصر کا انتظام ہمیشہ کے لیے درست کر دینا منظور نہ تھا تو ہم وہان گئے کیون؟ اگر ہمکو وہان ایسی حکومت قائم کرنی نہین منظور تھی جو فی الواقع عمدہ و مفید خلائق ہو تو پھر ہمنے قومی فریق کو کیون فنا کر دیا حالانکہ جس خدیو کو ہمنے دوبارہ مسند حکومت پر بٹھایا اُسکی بہ نسبت تو قومی فریق ہی سے زیادہ امید اس بات کی تھی کہ کسی نہ کسی قسم کا انتظام تو اُس ملک مین قائم رکھیگا۔ اگر ہماری نیت مین یہ تھا کہ مصریون کو ہماری کشتیون مین ڈالکر اور اُنکی تقدیر پر چھوڑ کر چلے آئین تو پھر ہمنے اس کارروائی مین کیون دخل دیا اور بارود مین کیون چنگی ڈال دی۔ اگر ہمکو مصر مین کوئی کار نمایان کرنا منظور نہ تھا تو پھر ہمنے دورویہ نظارت کو موقوف کر کے فرانس کو کیون ناحق آزردہ کیا؟ سال گذشتہ مین جب ہمنے عربی کی حکومت کو خاک مین ملا دیا اور جب اسکندریہ پر تاخت و تاراج کیا گیا اس سے پیشتر ہی ہمکو یہ امر سوچ لینا چاہیے تھا کہ آیا ہمکو مصر کا انتظام درست کرنے کا کام اپنے ذمہ لینا چاہیے یا نہین۔ اگر اب ہمکو اپنے اس فعل سے ندامت ہوئی تو بیکار ہوئی ع اب پچھتائے کیا ہو جب چڑیان چگ گئین کھیت۔ اب ہمکو یہ خیال کرنا محض حماقت ہے

کہ اپنے فرائض اور ذمہ داریون کو توبالائے طاق رکھین اور پھر ہماری نے لوٹی اور
فیاضی بھی ساری دنیا مین مشہور ہوجاے - جو شخص کسی عالیشان عمارت کو منہدم کرکے
اپنے دل مین نادم و پشیمان ہونے لگے اور اسکو دوبارہ بنانے مین جو دقتین اور خطر
لامحالہ پیش آتین انسے اپنی جان چراتے وہ نیکنام نہین مشہور ہوسکتا بلکہ اگر وہ بڑا بزدل
اور نامرد مشہور کیا جاے تو بیجا ہے - مصر کو تو ہمنے خواب ہی تباہ و برباد کیا - مین اسکندریہ
کی عمارات عالیشان کا ذکر نہین کرتا جو ہماری گولہ باری سے خاک سیاہ ہوگئی ہین
حالانکہ جب تک ہمارے جنگی جہازون نے وہان جاکر اپنی عظمت و جبروت کا اظہار
نہین کیا اسوقت تک اسکندریہ بھی ایک نہایت عمدہ اور آباد شہر ساحل بحیرۂ روم پر تھا
بلکہ میری مراد یہ ہے کہ ہمنے مصر کے قدیم طرز حکمرانی کو بالکل نیست و نابود کردیا اور کل انتظام کو
تہ و بالا کردیا - شاید کوئی صاحب یہ فرماتین کہ عربی اور اسکے رفقانے مصر کو تباہ و برباد
کردیا ہمنے کیا کیا - مین اس قول سے انکار قطعی کرتا ہون - یہ سچ ہے کہ عربی اور اسکے
ص ۲۷۹ رفقا نے چند مدت تک نہایت خطرناک غدر برپا رکھا مگر انھون نے ہماری طرح مصر کی
بیخ کنی نہین کی - اگر ہم انکو انھین کے حال پر چھوڑ دیتے تو وہ کسی قسم کی سلطنت مطلق العنان
ضرور قائم کرلیتے خواہ انھین باقاعدہ حکومت کرنا لازم ظاہری پائے جاتے خواہ نہ پائے
جاتے - اور شاید چند مدت کے بعد رعایا کو بھی اس قسم کی آزادی حاصل ہوجاتی جسکو مشرقی
لوگ یا اہل مصر آزادی سمجھتے ہین محمد علی کے زمانہ سے بلکہ شاید اس سے پیشتر بھی کوئی شخص
مصر مین ایسا نہین گذرا تھا جو خلائق کے قلوب پر ایسا محیط ہو جیسا عربی تھا کیونکہ صرف
فوج اور پولیس ہی اسکے قابو مین نہ تھا کہ وہ جتنا چاہتا تھا دھمکا لیتا تھا بلکہ مصر کی
رعایا کا تقریباً ہر فرقہ اسکا غمخوار و غمگسار تھا جیسا سابق مین بیان کیا گیا - مجھکو گمان ہے کہ
بعض سفیران یورپ نے یہ بات مشہور کردی ہے کہ عربی صرف ایک طامع افسر فوج تھا اور مصر کی
رعایا اسکی طرفدار ہرگز نہ تھی اور مصر کے مسئلہ کو حل کرنے کی صرف یہی تدبیر تھی کہ عربی اور اسکے

شکار کو گولی ماردی جاتی یا پھانسی دیدی جاتی - اب یہ قول لائق تسلیم نہین باقی رہا ہے
البتہ عربی اس معنی سے تو بیباک اور طماع تھا جس معنی سے محمد علی پاشا تھا جو اُس سے
کہین متیز گننا تھا اور اگر جیسے ہی اُس سے بغاوت کے آثار ظاہر ہوے تھے ویسے ہی وہ
جلاء وطن کردیا جاتا یا قتل کیا جاتا تو یہ ملکی جھگڑا مدت مدید تک ہونے پاتا - مگر یہ کسنے منع کیا تھا
کہ وہ سیدھے سادے مشرقی طور سے نہ آرام دیا جاوے؟ - سفیر انگلستان نے منع کیا تھا اور
بیشک اپنی گورنمنٹ کی ہدایت کے موافق منع کیا تھا - ابتدا مین تو ہمنے خدیو کو عربی سے اپنا
پیچھا نہ چھڑانے دیا - پھر جب **قومی فریق** ظفریاب ہوا تو ہمنے عربی کو خدیو سے اپنا پیچھا
نہ چھڑانے دیا - اور آخر کو جب خدیو دوبارہ مسند حکومت پر بٹھایا گیا تو ہمنے اُسکو وہ سختی نکرنے دی
جو سب منصف مزاج مصریون کے نزدیک اسلیے ضرور تھی کہ اُسکا رعب اور دبدبہ لوگون پر ہوجاے
اسکی تفصیل آئندہ بیان کی جائیگی - جب سے ہمارا دخل مصر مین ہوا ہے ہمنے خدیو کو مجبور کرکے
ایک فیاض بادشاہ کا کام اُس سے اس معنی سے لیا ہے جو لفظ "فیاض" کے معنے ہمارے
نزدیک ہین اور ہمنے وزیر صیغہ داخلیہ سے ایک فرمان مشعر موقوفی سزاے قرباش
(کوڑا) زبردستی جاری کرایا ہے - خلاصہ یہ ہے کہ ہمنے قدیم بناء حکومت کو کسی قدر تو منہدم
بھی کردیا ہے مگر بالکل ضعیف اور مضمحل کردیا ہے لیکن اسکے بدلے کیا انتظام جاری کیا ہے؟
صرف اتنا انتظام کیا ہے کہ چند عہدہ داران و اہل کاران انگریز کو مقرر کردیا ہے جنکو ہمیشہ
یہ شکایت رہتی ہے کہ ہمکو کوئی کارروائی کرنے کا اختیار نہین دیا گیا ہے اور چند غیر ملک کے
آدمیون کا پولیس القاہرہ اور سکندریہ مین مقرر کردیا ہے اور ایک باقاعدہ حکومت کی
ترکیب صرف کاغذ پر اس طور سے لکھ دی ہے کہ مصر کے تعلیم یافتہ لوگ بھی اُسکو نہین سمجھتے
کہ یہ کیا چیز ہے - اگر ہمین اپنی شفقت و جانکاہی کو اسی حد تک پہونچ کر چھوڑ دینا منظور ہے
اور مہذب و شایستہ قومون کو اپنے اوپر ہنسوانا یا اپنے سے ناراض کرنا مقصود ہے تو
اس سے تو ہزار درجہ یہی بہتر تھا کہ ہم مصریون کو اُنکے حال پر چھوڑ دیتے اور بارود مین

چنگی نہ ڈالتے اگر ہمکو غیر ملک کے لوگون کی مدح وثنا کی طمع مین اپنی بے لوثی اور فیاضی کا اظہار منظور تھا (یا جیسا بعض حضرات کا قول ہے) کہ اپنے فیض وسخا کو عیان کر دینا ہمین ضروری و لابدی تھا تو اسکی آسان تدبیر یہ تھی کہ جسقدر جایداد اسکندریہ مین ہماری اعانت و حمایت سے ضائع و برباد ہوگئی تھی اُسکا تاوان دینے مین ہم بھی شریک ہون یا ہمارے قیام کے مصارف جو بالکل مصر کے خزانہ سے لیے جاتے ہین ہمین اپنے پاس سے دیا کرین یا کچھ روپیہ قرض دیکر بیچارے فلاحین کو سود خورے مہاجنون کے دام تزویر سے چھڑائین یا اور چند تدبیرین بھی مین عرض کر سکتا ہون - اس قسم کی بے دریغی اور فیاضی کو تو مصر کے ادنی ادنی بے عقل آدمی بھی سمجھ سکتے ہین اور تعریف کر سکتے ہین لیکن ایسا فاضل متحمل کہان سے آئے جو اُس بے لوثی اور فیاضی کی قدر ومنزلت او ثنا وصفت کرے جسکا مفاد ومآل یہ ہو کہ کسی غریب آدمی کے مٹی کے برتنون کو توڑ تاڑ کر بھاگ جائیے اور اسکو ایک کوڑی بھی نہ دیجیے اور یہ دلیل پیش کیجیے کہ اگر ہم تمہارے گھر مین زیادہ توقف کرینگے تو خود تمکو ناگوار ہوگا یا تمہارے ہمسایہ والے ہمکو برا کہینگے -

جو بزدل اور سادہ لوح آدمی سیاست دانی کے مدعی ہوکر خواہ مخواہ شور وغل مچا رہے ہین کہ للہ مصر مین اپنے کام کو ادھورا ہی چھوڑ کر چلے آئیے انکی تعداد شاید بہت نہین ہے مگر ستم یہ ہے کہ اُنکی نصرت وحمایت کو ایک گروہ معزز اشخاص کا موجود ہے جو اسی امر کے ضمناً طلبگار رہین (گو خود انکو نہین معلوم ہے کہ ہم کیا کر رہے ہین) یعنی بعض ایسی تدابیر پر مصر ہین جنکا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ کام کامیابی کے ساتھ انجام نہ پائیگا - ان حضرات کی خدمت مین میرا یہ التماس ہے کہ اُس قدیم فرانسیسی مثل کو بڑی دیر تک اپنے دل مین سوچیے جسکا مضمون یہ ہے کہ جو شخص کسی کام کو انجام دینے کی آرزو رکھتا ہو اُسکے ذریعہ کی بھی تمنا رکھے - اگر یہ لوگ فی الواقع یہ آرزو رکھتے ہین (جیسا وہ خود فرماتے ہین) کہ یہ کام چلا جاے اور ختم کر دیا جاے تو انکو لازم ہے کہ ہمیشہ کے غل شور مچانے سے باز آئین اور گورنمنٹ کو

جنگ نہ کیا کرین کہ خدا کے واسطے مصر سے اپنی فوج کو برخاست کر لیجیے کیونکہ اگر وقت مناسب سے پیشتر وہان سے فوج انگریزی برخاست کیجائیگی تو ایک تو کامیابی کا احتمال اب بھی قوی نہین ہے اور جب فوج برخاست کر لی گئی تو وہ احتمال بالکل ضعیف ہو جائیگا اور صرف ایک امید موہوم رہجائیگی۔

میری راے مین فوج انگریزی کا مصر مین چند مدت تک رہنا چند وجوہ سے ضرور ہے اول تو فوج مذکور کی موجودگی امن و امان کا باعث ہے مجھکو مصر کی رعایا کے خود بخود افروختہ ہو جانے کا خوف نہین ہے کیونکہ مصر کی رعایا سے زیادہ مطیع و فرمان بردار شاید کسی ملک کی رعایا ہوگی۔ البتہ مجھکو یہ اندیشہ ہے کہ کہین مصر کی فوج پھر نہ باغی ہو جاے اس فوج کے سپاہی تو اپنے افسرون سے خود بخود باغی نہو جائینگے کیونکہ وہ صرف مطیع و فرمان بردار غلام ہین جنکو فوجی وردی پہنا دی ہے لیکن اگر افسران فوج باغی ہو جائین تو اُنکے رسالون اور پلٹنون کے سوار اور پیادے ضرور اُنکا ساتھ دینگے جیسا عرابی کی بغاوت مین ہوا۔ یہ امر بھی فراموش نکرنا چاہیے کہ مصر کی فوج قدیم کو موقوف کر کے ہمنے اکثر افسران فوج کو بیکار اور بے روزگار کر دیا اور جو لوگ اُنمین سے تنخواہ پاتے ہین یا پنشن پاتے ہین انکی تو غالباً فاقہ کشی کی نوبت پہونچی ہے ایسے لوگ چونکہ مدبر سے بیزار ہین لہذا اُن افسران فوج کو جو برطرف نہین ہوے ہین حتی الامکان بہت بھڑکاینگے اور بغاوت پر آمادہ کرینگے اور اگر بغاوت کے آثار عیان ہوے اور باغیون کے دھمکانے یا زیر کرنے کو فوج انگریزی نہوئی تو میرے نزدیک کوئی وجہ اسکی نہین ہے کہ جو افسران فوج فوج مین موجود ہین اور موقوف نہین ہوے ہین وہ اپنے اقربا اور احباب کے کہنے سُننے مین کیون نہ آجائینگے اور اُنکی منت و سماجت کو کیون نہ قبول کر لینگے علی الخصوص جب وہ یہ جانتے ہین کہ جو اہل فوج چند روز ہوے کہ باغی ہو گئے تھے اُنکو کچھ بھی سزا نہین ملی ہین نے فرض کیا کہ جو افسران فوج برطرف ہو گئے ہین وہ مفسدہ پرداز تر کون یا کسی

غیر سلطنت کے گوئیدون کے بھڑکانے مین نہ آجائینگے اور کسی غیر سلطنت سے نفرت و
حمایت کی امید نہین رکھ سکتے مگر یہ نرا فرض ہی فرض ہے جسکی کوئی دلیل نہین ہے کیونکہ
یہ امر یقینی ہے کہ آئرلینڈ و کیتوشنک سے زیادہ مادۂ فساد دنیا مین کہین نہین جمع رہتا ہے
پس وہان کے مفسد لوگ مصر مین انگریزون کے تسلط کو جی سے منظور نہ کرلینگے
اور یہ بھی مجھکو یقین نہین ہے کہ فرانس تمام موجودہ پر مدت تک تماشا گر و قانع بیٹھا رہیگا
مین یہ خبر سن چکا ہون کہ قسطنطنیہ مین سازشین اور فتنہ پردازیان ہو رہی ہین اور
یہ بھی مین نے دیکھا ہے کہ سفیر فرانس جو القاہرہ مین تھا اور جسنے اپنی گورنمنٹ کو یہ
صلاح دی تھی کہ ابھی خاموش بیٹھے رہیے دیکھیے خدا کیا کرتا ہے وہ معزول کیا گیا ہے
اگر دولت عثمانیہ یا سلطنت فرانس مصر مین نیا فساد برپا کرنا چاہے تو کارآزمودہ مفسدون
کی کیا کمی ہے برطرف شدہ اور بے روزگار افسران فوج بڑی خوشی سے عذر کر دینگے اور
اگر یہ لوگ ان افسرون کو جو بالفعل فوج مین موجود ہین بغاوت پر آمادہ کر دین تو سپاہی انکو
اپنا افسر سمجھکر ضرور انکا ساتھ دینگے اور ہزارہا ملازمین ملکی جنکی عادات رشوت اور حرام خوری
مین ان اصلاحون کی وجہ سے خلل پڑجائیگا جنکو ہمنے (انگریزون نے) تجویز کیا ہے جس
قسم کی بغاوت ہوگی اسمین غمخواری کرینگے اور جب انکو اپنی جان و مال کا کچھ خوف
نہ باقی رہیگا تو فوراً اسمین شریک ہو جائینگے - ایسی بحثون مین چند امور ضروری کا ہمیشہ
لحاظ رکھنا چاہیے جنکو مین سابق مین بیان کر چکا ہون اور جنکو مکرر بیان کرنا مناسب
جانتا ہون - اول تو خدیو سے رعایا یقیناً نفرت رکھتی ہے اور اسکا سبب کچھ تو یہ ہے
کہ خدیو کے اوصاف ذاتی کا یہی مقتضے ہے اور کچھ یہ بھی باعث ہے کہ عرابی کی بغاوت
مین خدیو ایک غیر سلطنت کا شریک ہو گیا تھا - دوم یہ کہ خدیو حال توفیق پاشا مین وہ
جودت اور دوراندیشی نہین ہے جو والی ملک مین ہونی چاہیے اور ہم اسکو وہ ذریعے نہین
استعمال مین لانے دیتے جنکو مشرقی پادشاہ اپنی سلطنت کو قائم رکھنے کے لیے عموماً

عموماً

عمل میں لاتے ہیں۔ ششم یہ کہ جب ترقی حقیقی اور اصلاح کامل کی کوئی ایسی تدبیر کیجاویگی جو اکثر اعلیٰ و ادنیٰ اہلکاران سلطنت کے اغراض ذاتی کے منافی ہوگی تو جو لوگ ایسی تدبیر کو عمل میں لاوینگے اور جو عوام الناس کو برخلاف کر دینے کی قابلیت تامہ رکھتے ہیں وہ اسکی مخالفت اور مزاحمت علانیہ یا پوشیدہ طور سے کرینگے۔

اب یہ سوال ہے کہ اگر جزیرہ سائیپرس میں کچھ سپاہ انگریزی رکھی جاوے اور عند الضرورت چند ہی روز میں وہان سے مصر میں بھیجدی جاوے تو کیا فوج مصر کے تمرد اور رعایائے مصر کی بغاوت کی مانع نہوگی؟ میرے نزدیک مانع نہوگی کیونکہ مصری کیا جانینگے اور کیون تحقیق کرینگے کہ سائیپرس میں کتنی انگریزی فوج ہے یا انکو کیا اور کیونکر معلوم ہوگا کہ گورنمنٹ انگلشیہ مصر پر دوبارہ فوج کشی کرنے کا عزم بالجزم رکھتی ہے یا نہیں رکھتی ہے۔ جب وہ انگریزی فوج کے سب آخری ہزان کو اسکندریہ میں جہاز پر روانہ ہوتے دیکھینگے تو خدا کا شکر کرینگے کہ اب غیر ملک والون سے ہمارا پیچھا چھوٹا اور فوج مذکور کے چلے جانے کی یہ وجہ سمجھینگے کہ حضرت سلطان المعظم کے حکم قطعی سے یہ ہوا ہے یا اور سلطنتون کے سفیرون کی تاکید اور دباؤ سے ایسا ہوا ہے یا اور کوئی ایسی ہی وجہ اپنے ذہن میں قرار دے لینگے اور فوراً یہ خیال کرنے لگینگے کہ اب پھر جو ہمارے جی میں آوے کرین اب کسی غیر سلطنت کی مزاحمت کا اندیشہ ہمکو نہیں ہے میری دانست میں انکا یہ خیال بالکل غلط بھی نہوگا کیونکہ غالباً گورنمنٹ انگلشیہ مدتوں تک سوچ بچار لیگی تب مصر پر دوبارہ فوج کشی کرنے کا قصد کریگی اور جب ایسے فعل کو اصولاً مناسب قرار دے لیگی تب بھی شاید اسکو چند در چند دقتین اسکے عملدرآمد میں پیش آوینگی یعنی سلطان روم اپنے حقوق شاہی میں دست اندازی بیجا کی شکایت کرنے لگینگے اور اس مقدمہ میں غور کرنے کے لیے سفیران یورپ کی کانفرس (کمیٹی) تجویز کرینگے اور فرانس یہ عذر پیش کریگا کہ ہماری رعایا کے اغراض معرض خوف و خطر میں ہین لہذا

ہمکو مصر مین امن و امان قائم کرنے کی کوشش مین ضرور شریک ہونا چاہیے اور فرانس کی
یہ دلیل بھی بادی النظر مین قوی معلوم ہوگی کہ جب انگریز مصر مین امن و امان قائم رکھنے
سے عاجز آگئے تو اب ہماری باری ہے ہم اُس ملک کے انتظام کو درست کرینگے۔
اور اس اثنا مین جو بغاوت مصر مین ہوگی اور جسکو لارڈ ڈفرن فوج کے ایک گارد کے
ذریعہ سے ابتدا ہی مین رفع کردیتے اب وہ خواہ مخواہ ایسی قوت پکڑ لیگی کہ اُسکے دفع
کرنے کو فوج کثیر درکار ہوگی۔ بڑے تعجب کا مقام ہے کہ پارلیمنٹ کے عاقل اور معزز
ممبرون کو تو یہ باتین نہ سوجھین جنکے وقوع کا ظن غالب ہے اور اُنے ناظرین کے جیسے
اور مجھ جیسے اناڑی ناتجربہ کار کو ایسی باتین سوجھین اور سمجھانی پڑین۔
مگر انگریزی فوج کا مصر مین اور چند مدت رہنا صرف اسی لیے ضرور نہین ہے کہ فوج
یا رعایا بغاوت نکرنے پائے۔ بلکہ فوج انگریزی کا قیام اُس ملک مین اس وجہ سے بھی ضرور ہے
کہ جو اصلاحین تجویز ہوگئی ہین وہ جاری بھی ہوجائین۔ بعض حضرات کو یہ وجہ بادی النظر
مین عجیب و غریب معلوم ہوگی مگر جو لوگ عموماً مشرقی ملکون کی کیفیت سے اور خصوصاً مصر کے
حالات سے واقف ہین وہ میرا مطلب فوراً سمجھ جائینگے۔ اگر ہم اپنی فوج مصر سے برخاست
کر لینگے تو کوئی مشرقی آدمی یہ باور نکریگا کہ ہمکو اس ملک مین اصلاحین کرنے کی دل سے
لگی ہے اور ہمکو مصر کی گورنمنٹ اور مصر کے حکام پر دباؤ ڈالکر اُنکی بے پروائی اور ضد
اور کد اور مزاحمت کو دفع کرنا بہت مشکل ہوجائیگا کیونکہ وہ دونون باطناً ہمسے خلاف
ہین اور کسی قسم کی اصلاح پر مطلق توجہ و اعتنا نہین کرتے جیسا اُس وقت سے خوب عیان
رہا ہے جب سے لارڈ ڈفرن مصر سے چلے آئے ہین۔ اس بارِ خاص مین ہمکو وہ واقعہ
نصیحتاً یاد رکھنا چاہیے جو سلطنت روم مین برلن کانفرنس کے بعد وقوع مین آیا تھا۔
ایک مشترک قومی کمیشن نے چند اصلاحین مشرقی رومیلیا کے لیے تجویز کین اور بعد اسکے
چند اور اصلاحین دولت عثمانیہ کے باقی اضلاع کے لیے تجویز کین۔ جو اصلاحین

مشرقی رومیلیا کے لیے تجویز ہوئی تھین وہ تو بخوبی عمل مین آئین کیونکہ اُس صوبہ مین روسی فوج موجود تھی مگر جو اصلاحین باقی اضلاع دولت عثمانیہ کے لیے تجویز ہوئی تھین اُنکا نقشہ سبزات عاشقان بر شاخ آہو' کا ہے اور اب تک معطل پڑی ہوئی ہین -

فوج انگریزی کے مصر مین قیام کرنے کی تیسری وجہ (جو شاید ایسی قوی نہین ہے جیسی پہلی دو وجہین ہین تاہم غور طلب ہے) یہ ہے کہ غیر قومین جو اُس ملک مین رہتی ہین اپنی جان و مال کی حفاظت اسی پر موقوف سمجھتی ہین مین نے مانا کہ مصر مین جو غیر قومین رہتی ہین وہ بڑی بزدل ہین کیونکہ نہین اکثر لوانٹ یعنی ملک شام کے حصۂ غربی کے باشندے ہین جو اکثر بودے ہوتے ہین اور یہ دھمکی جو اکثر اوقات اُنھون نے دی ہے کہ اگر فوج انگریزی مصر سے چلی جائیگی تو ہم بھی اس ملک سے فوراً نکل جائینگے شاید جبکہ وہ لفظاً باللفظ عمل مین نہ لاسکین - مگر ہمین شک نہین ہے کہ اہل یورپ کا روپیہ جو لوانٹ والون سے بھی زیادہ بزدل ہے ایسے ملک مین کبھی قدم نہ رکھیگا جسکی نسبت اہل یورپ کو یہ گمان ہے کہ ہماری جان و مال معرض خوف مین ہے خواہ یہ گمان صحیح ہو خواہ غلط -

۴ مین پوچھتا ہون کہ آخر ہمکو مصر سے اپنی فوج برخاست کر لینے کی ایسی جلدی کیا ہے ؟ - چونکہ مجھکو یہ امید تھی کہ اس واقعہ کی کچھ کیفیت مستند القول اشخاص سے معلوم ہو جائیگی لہذا مین نے یہ سوال اپنے بعض احباب سے کیا اور تحکیہ کی صحبت مین اور جلسۂ عام مین بھی اُنھون نے اپنی بڑی تمنا ظاہر کی کہ خدا کرے ہماری فوج مصر سے جلد چلی آئے مگر اُنکے جوابات سے مجھکو تسکین نہین ہوئی - ایک صاحب نے تو یہ جواب دیا کہ اس معاملہ مین خرچ بہت پڑتا ہے اور انگلستان کے ٹیکس دینے والے از مصر کے فلاح و فتوحات کے فوائد کو مدنظر رکھنا واجب ہے یہ جواب تو واہیات ہے کیونکہ فوج انگریزی کا خرچ مصر کے خزانہ سے لیا جاتا ہے انگلستان کے خزانہ سے کیا مطلب ایک اور دوست نے جنکی تراے کو

انگلستان کے اکثر لوگ بہت باوقعت سمجھتے ہین میرے حال پر عنایت کرکے بڑی شرح و
بسط سے یہ مضمون بیان کیا کہ ہماری فوج القاہرہ اور اسکندریہ کے بدلے سایپرس
مین ہوتی تب بھی ہمارا رسوخ مصر مین باقی رہتا مگر کوئی ذمہ داری ہمپر عائد ہوتی۔ یہ جملہ
سنکر تو میرے تن بدن مین لرزہ پڑگیا اول تو یہی بات غلط ہے کہ ہماری فوج سایپرس
مین بیٹھے بیٹھے اپنا رسوخ مصر مین جتائے اور اسکی تردید مین سابق مین کرچکا ہون قطع نظر
اسکے مجھکو یہ گمان ہرگز نہ تھا کہ ایک جلیل الشان مدبر الملک کے منہ سے (اور وہ بھی کون
کا انگریز) یہ نرالا اور عجیب مسئلہ سنون کہ حکومت اور ذمہ داری مین باہم جدائی ممکن ہے
اور ہماری قوم کو ایسی تدبیر کرنی چاہیے کہ ہم حکمرانی کرین اور ذمہ داری سے بچے رہین
سچی بات تو یہ ہے کہ جب مین نے یہ کلام سنا تو اپنے تئین انگریز سمجھکر ذرا اپنے دل مین
ذلیل ہوا جیسا سب انگریزون کا قاعدہ ہے ویسا مین نے بھی اپنے ہم وطنون کی جہالت
اور حماقت اور ضد اور دیگر عیوب کو یاد کرکے اکثر کف افسوس ملا ہے اور انکو ملامت کی ہے
علی الخصوص جو لوگ سلطنت انگلشیہ کے مدار المہام ہین انکی حماقت پر مجھکو اکثر تاسف ہوا ہے
اور انکو مین نے اکثر فضیحت کی ہے مگر جب مین نے زبان سے انکی مذمت کی تو دل سے
انکی ہمت و مردانگی کی تعریف بھی کی کہ اپنے افعال کے نتائج کو کیسی صاف باطنی اور
کشادہ پیشانی سے قبول کرلیتے ہین کہ سبحان اللہ۔ لکن جب مین نے بعض سرآمد مقننین
انگلستان کو سنا کہ اس مسئلہ کی تائید و تشدید فرما رہے ہین کہ ہمکو حکومت حاصل کرنے کی
فکر کرنی چاہیے مگر اسکی ذمہ داری کو ٹال دینا چاہیے تو اس سے مجھکو یہ معلوم ہوا کہ ہماری
قوم سے وہ چند عمدہ اور مردانہ صفتین رفتہ رفتہ زائل ہوتی جاتی ہین جو ہم مین موجود تھین
اور جنکی ضرورت شدیدہ ہمکو لاحق ہے اور جنکے باعث سے کسیقدر مکافات ہمارے
صدہا قومی عیوب کی ہوگئی ہے۔ مگر میری تقریر مین تو اس سے بھی عجیب تر باتین سنتا تھا
جب مین اپنے خیالات مصر کے مسئلہ کی نسبت بیان کرچکا اور آخر مین اپنی یہ رائے

ظاہر کیا کہ ہماری فوج کا مصر سے برخاست ہونا ابھی مدت تک غیر ممکن ہے تو میرے مخاطب نے مجھکو اِن کلمات جواب دیا غیر ممکن وہ کا لفظ تو فرمائیے کیونکہ ہم سے ایسے ایسے بہت سے کار نمایان ہو چکے ہین - افغانستان اور جنوبی افریقہ کو یاد تو کیجیے کہ اکثر لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ اِن ملکون سے ہماری فوج کا برخاست ہونا غیر ممکن ہے لیکن آخر ہمنے اپنی فوج کو وہان سے برخاست کر ہی لیا" اور جب یہ کلمات انکی زبان پر جاری ہوے تو اُنکے لب و لہجہ سے ایسی نخوت اور مسرت ٹپکتی تھی جو مجھکو سخت ناگوار گذری کیونکہ جنگ افغانستان اور جنوبی افریقہ کی لڑائی کے نتائج سے مجھکو تو کوئی ایسی بات نہین معلوم ہوتی جسپر ہماری قوم کو فخر و مباہات کرنا زیبا ہو پس اگر کسی صاحب کی یہ خوشی ہو کہ مصر مین بھی وہی کیفیت ہو جاے جو افغانستان اور جنوبی افریقہ مین ہے تو مین اُنسے اتفاق راے نہین کرتا اور میرے اور اُنکے خیالات مین ایسا زمین و آسمان کا فرق ہے کہ اُنسے اس مقدمہ مین بحث کرنا بیکار ہے پس اس مضمون کو قلم انداز کرکے مین اور مضمون بیان کرتا ہون - جب مین اُس وعدہ کا ذکر کرونگا جو مصر کی رعایا کے اختیارات کی توسیع کے بارہ مین کیا گیا ہے تب مین فوج انگریزی کے طول قیام کی ضرورت کو پھر بیان کرونگا -

پس فرض کیجیے کہ فی الحقیقت ہماری نیت مین یہ ہے کہ جس غریب آدمی کے مٹی کے برتن ہمنے توڑ ڈالے ہین اُسکو تاوان دیا جاے اور ہمکو یہ بھی منظور ہے کہ مصر مین ایسا انتظام جاری کیا جاے جس سے امید وجہی آیندہ کے فسادات کے انسداد کی ہو سکے اور جس سے اُس ملک کو دائمی فائدہ ہو تو اب یہ دیکھنا چاہیے کہ ان لائق تعریف مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے کیا ذریعے اختیار کرنے چاہیین - جو مسئلہ ہمکو حل کرنا منظور رہے جب ہم اُسکو اچھی طرح سے بیان کر لینگے تب ہم یہ سوچینگے کہ اُسکو حل کرنے کی کتنی فکر ہم کر چکے ہین اور کتنی فکر کرنی ابھی باقی ہے

سابق مین بیان کیا گیا کہ عرابی کی بغاوت کی ابتدا فوج کے تمرد و سرکشی سے ہوئی کہ
چند افسران فوج نے فوجی عظمت کا اظہار کرکے وزرا کو خوف زدہ کر دیا اور عنان حکومت کو
اپنے ہاتھ مین لے لیا اور خدیو کو معزولی کی دھمکی دی آخر غیر ملک کے لوگون کو فوج کے
ذریعہ سے دست اندازی کرنی پڑی۔ لہذا ہمکو پہلے مصر کی فوج ہی کی خبر لینی چاہیے۔
پرانی فوج چونکہ برطرف ہو گئی ہے لہذا بالفعل تو اُس سے فساد کا اندیشہ نہین ہے مگر
جب نئی فوج بھرتی کیجاے تو اس بات کا تقدم بالحفظ کر لینا ضرور ہے کہ نئی فوج بھی
کہین پرانی فوج کی تقلید نہ اختیار کر لے۔ ہمارا یہ فرض زیادہ تر مؤکد اس وجہ سے
ہو گیا ہے کہ باغیون کو سرسری طور سے سزا ہمین نے نہین دینے دی تا کہ اورون کو
نصیحت ہو جاتی جیسا آیندہ بیان کیا جائیگا۔

۶ اگر فوج کے تمرد و سرکشی کو جو بغاوت کا باعث ہوئی امعان نظر سے دیکھیے تو معلوم
ہو جائیگا کہ سرکشی سپاہیون نے نہین کی بلکہ اُنکے افسرون نے کی۔ سپاہی تو اول سے
آخر تک ادب قاعدہ کے بخوبی پابند رہے اور جو اُنسے کہا گیا وہ کیے گئے اور جو ہین
اُنکے سرغنہ شکست کھا کر تقابلہ سے باز آئے وہ اپنے اپنے گانؤن بے تحاشا بھاگ گے
اور شکر خدا بجا لائے کہ جو فوجی خدمت ہمسے جبراً لیجاتی تھی اُس سے ہمکو جلد نجات ملگئی
آیندہ کی نسبت بھی یہ قیاس ہو سکتا ہے کہ سپاہیون نے جیسا زمانۂ گذشتہ مین کیا تھا
ویسا ہی اپنے افسرون کی طاعت ہمیشہ بلا عذر و منت کرینگے اور اُنکا کہنا مانینگے کیونکہ
فلاحین سے زیادہ مطیع و فرمان بردار کوئی قوم روے زمین پر نہین ہے جیسا سابق مین
بیان کیا گیا اور اگر انکو اپنے معمولی صلح آمیز اشغال کی طرف عود کرنے کا موقع ملے تو
بیشک وہ ایسا ہی کرین کیونکہ انکو سپاہگری کے جملہ اقسام سے نفرت کلی ہے۔ پس ظاہر
ہے کہ افسران فوج کے انتخاب و ترتیب و تہذیب پر توجہ خاص کرنا لازم ہے۔

قدیم افسران فوج کچھ تو فلاحین کی قوم سے تھے اور کچھ ترک اور سرکاشین کے

زمرہ سے تھے اور انمین دو فرقون کی باہمی عداوت ورقابت سے فساد کی بنا رقائم ہوئی
ایسی رقابت کے انسداد کی دو تدبیرین بیان کی گئی ہین۔ ایک تدبیر تو یہ ہے کہ فلاحین کو
کبھی ترقی نہ دی جاے اور دوسری تدبیر یہ ہے کہ ترک اور سرکاشیا والے فوج سے
نکال ڈالے جائین۔ میری راے مین ان دونون مین سے کوئی تدبیر اچھی نہین ہے
فلاحین کو اعلی عہدون پر ترقی پانے سے محروم کر دینا عقلاً تو ناانصافی ہے اور مصالح
ملکی کے لحاظ سے غلط ہے۔ جب عموماً سپاہی فلاحین کے زمرہ سے بھرتی کیے جاتے ہین
تو مقتضاے انصاف یہی ہے کہ وہ ترقی اور انعام دونون مین شریک کیے جائین کیونکہ اگر
وہ ان دونون نعمتون سے محروم رکھے جائینگے تو یہ ناانصافی ایک معقول حیلہ ملکی فساد کا
کا ہو جائیگی۔ برخلاف اسکے ترک اور سرکاشیا والون کو فوج سے نکال دینا بھی خلاف انصاف
اور خلاف مصلحت ہے کیونکہ یہ لوگ بھی تو آخر مصر ہی مین پیدا ہوے ہین اور فلاحین
کی طرح انکا بھی وطن آبائی مصر کے سوا کوئی نہین ہے اور حب الوطن کا جوش انکے دل
مین بھی ویسا ہی ہے جیسا اُن لوگون کے دل مین جو فاتحان عرب کی نسل سے ہین
یا جنکے آبا و اجداد پہلے قبطی عیسائی تھے مگر آخر کو مسلمان ہو گئے تھے۔ غیر انتی دلیلون سے
تو یہ فعل عقلاً خلاف انصاف ہے۔ اب اسکو مصالح ملکی اور فوجی پیشہ کے فوائد کے
لحاظ سے دیکھیے تو ان لوگون کو فوج مین رکھنے کی ضرورت اشد ثابت ہوتی ہے اسمین
شک نہین ہے کہ انمین نہایت عمدہ اوصاف پیشہ ور سپاہی کے پائے جاتے ہین جو
مصر کی خلقت مین عموماً نہین پائے جاتے۔ اسی وجہ سے کسی مدبر نے انکو برطرف کرنے کا
کبھی نام بھی نہین لیا۔ لارڈ ڈفرن نے اپنی رپورٹ مین کیا خوب فقرہ لکھا ہے کہ۔
"دو سپاہ فلاحین کمزور ہے اسکی کمر مضبوط کرنے کے لیے اُن شجاعان اولوالعزم کی اولاد
کو فوج مین بھرتی کرنا چاہیے جو محمد علی پاشا کے علم ظفر شیم کو القاہرہ سے قسطنطنیہ تک بفتح
و فیروزی لے گئے تھے"۔ یہ فعل اور وجوہ سے بھی موافق عقل سلیم ہے جنکو لارڈ ڈفرن نے

اپنی رپورٹ مین نہین لکھا ہے مگر جو ایسے باخبر اور دور اندیش مدبر الملک کے ذہن مین ضرور ہونگی - ان شجاعان اولوالعزم کی اولاد مین استقلال اور دلیری اور چشم نمائی اور حکمرانی کرنے کی لیاقت اور اور ایسے ہی اوصاف ہین جو اُس شخص مین ہونے چاہئین جسکو اہل فوج کی اصطلاح مین "چالاک افسر" کہتے ہین اور علاوہ ان اوصاف کے انکو فوجی عزت اور حکام بالادست سے وفاداری کا خیال بھی فلاح افسران فوج سے بمراتب زیادہ ہے لہذا فلاحین کی بنسبت اُنسے اس بات کا اندیشہ کم ہے کہ عربی جیسے جاہل آدمی کی فصیح و بلیغ تقریرون سے یا علی فہمی یا محمد سمیع جیسے مفسد آدمی کے فریب آمیز مشورون اور طمع انگیز وعدون سے گمراہ ہوکر اور بادشاہ وقت سے بغاوت اختیار کرکے سپاہی کا دھرم ناس کر دینگے - حالانکہ عربی ایک مرد جاہل تھا اور عدل و انصاف کے ابدی اصول کی تائید بڑی فصاحت کے ساتھ کیا کرتا تھا تاہم اتنی عقل اور تجربہ رکھتا تھا کہ یہ خوب سمجھ گیا تھا کہ جو تدبیرین مین نے کی ہین انہین کامیابی حاصل کرنے کے لیے مناسب ہے کہ سرکاشین افسران فوج کالے پانی بھیجدیے جائین - اگر اُسکو اُنکے ملک بدر کرنے سے کچھ رحم و مروت مانع تھی تو جب اُسنے سُنا کہ یہ لوگ میری جان لینے کی فکر مین ہین تو اتنا رحم بھی اُسکے دل سے جاتا رہا کیونکہ اگرچہ وہ فصیح البیان تھا اُن جو اوصاف سرگروہ رعایا مین ہونے چاہئین وہ بھی اُسمین موجود تھے مگر اپنی جان کی حفاظت سے وہ بالکل بے فکر اور بے پروا نہ تھا -

یہ سچ ہے کہ یہ چالاک افسران فوج حد اعتدال سے تجاوز کر جاتے ہین اور پابند قاعدہ سپاہی اور سنگدل سپاہی مین جو فرق ہے اُسکو بھول جاتے ہین اور اس کلیہ کو ہمیشہ یاد نہین رکھتے کہ ادب قاعدہ کو عدل و انصاف پر مبنی ہونا چاہیے اور چونکہ وہ مصر ص۳۹
مین پیدا ہوے ہین اور وہین تربیت پائی ہے لہذا مصری اہلکارون کی طرح فرمون ہامان ہین اور قانون کو کچھ مال نہین سمجھتے اور جیسا مصر مین ہر ایسے شخص کا قاعدہ ہے جو کچھ

حکومت یا اختیار رکھتا ہے ویسے ہی وہ بھی غریب مسکین فلاحین کو نظر حقارت سے
دیکھتے ہین اور اُنپر ظلم کرتے ہین۔ البتہ ان خراب عادتون کو ضرور روکنا چاہیے بلکہ
جہانتک ممکن ہو انکی بیخ کنی کرلی چاہیے۔ اسکی آسان تدبیر یہ ہے کہ چند افسران انگریز
جنکے خدمات کی ضرورت مصالح ملکی اور اُنکے پیشہ کے لحاظ سے چند مدت تک باقی رہیگی
مصر مین موجود رہین اور اپنا رعب داب جماتے رہین۔

عرابی کی بغاوت نے جو راہ بتادی ہے اُسی دھرے پر سیدھے چلے جائیے تو ایک
اور مضمون بھی توجہ طلب پائیے گا۔ وہ یہ ہے کہ مصر مین ہوشیار اور کارگزار پولیس اور
افسران پولیس مقرر کیے جائین۔ جب اسکندریہ مین قتل عام ہوا تو وہان کے پولیس والے
باغیون کے شریک ہوگئے اور بہت سے بیگناہون کو قتل کرڈالا اور جو قتل عام سکندریہ
کے تاخت وتاراج ہونے کے بعد طنطہ اور دیگر قصبات مین ہوا اُسمین اگر اہل پولیس شریک
نہین ہوے تو چپکے کھڑے ہوے تماشا دیکھا کیے۔ فوج کیطرح پولیس مین بھی اگر توجہ طلب ہے
تو افسران پولیس کی حالت ہے کیونکہ جن حوادث کا ذکر کیا گیا اگر اُنمین افسران پولیس
پیش قدمی کرتے تو پولیس کے سپاہی بھی ضرور اپنا کام کرجاتے۔ چند غیر ملک والے جو
اپنی جان پر کھیل کر القاہرہ مین رہگئے تھے اُنکے بیان سے معلوم ہوا کہ ایک نیک نیت اور
۳ چالاک افسر پولیس کی کوشش سے تمام زمانہ غدر مین اُس شہر مین بالکل امن وامان رہی۔
اور طنطہ مین ایک میندار احمد بے نامے نے ابتدا ہی مین ایسا بندوبست کرلیا کہ
ہیاہا افروختہ تو ہوئی مگر اُسکی افروختگی بڑھنے نہین پائی۔ مصر کے انتظام کو درست کرنا
واقع مین بڑا مشکل کام ہے اور اُس کام کے اس جزو سے متعلق جو مسئلہ ہمکو حل کرنا منظور
ہے وہ نہایت دقیق اور نازک ہے کیونکہ ہمکو ایسی فوج مقرر کرنی پڑیگی جسکو اتنا اختیار
ہو کہ امن وامان قائم رکھے مگر ساتھی اسکے ظلم ستانی اور بیرحمی کی قدیم عادتون سے
پابند ہے کہ مصر مین جو شخص ذراسا اختیار بھی رکھتا ہے اسکے نزدیک غربا پر ظلم وتعدی کرنا

کچھ بات نہین ہے آیندہ بیان کیا جائیگا کہ اس مقدمہ مین کیا ہو چکا ہے اور کیا کرنا ابھی باقی ہے۔ مگرچہ مسئلہ ہمکو حل کرنا منظور ہے پہلے اُسکی اصل کو بیان کرلین تب اُسکی فروع پر نظر کرینگے۔ پس اب ہم اس انقلاب کی دوسری شکل کو دیکھکر تحقیق کرتے ہین کہ اس سے کن باتون کا تقدُم بالحفظ کرنا لازم آتا ہے۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب افسران فوج باغی ان امور کو حاصل کرچکے جو انکو مطلوب تھے تو انھون نے اپنی جان و مال کو معرض خوف مین پایا اور اپنی دائمی حفاظت کے لیے چاہا کہ کل اختیارات ملکی ہمکو حاصل ہو جائین۔ اسلیے اُنھون نے اپنی کارروائی کو بڑھانا شروع کیا اور خلائق کی طبیعت مین اصلاح امور سلطنت کا جوش پیدا کیا۔ اور اصلاح امور سلطنت کے ضمن مین اس بات کو بھی شامل کیا کہ مصر کے اندرونی معاملات مین غیر ملک کے لوگ مطلق دخل نہ دینے پائین۔ یہ جوش اہلکاران سرکاری کے سب فرقون مین بہت جلد پھیل گیا۔ اُسوقت تک تو عربی کا بھروسا صرف فوج پر رہا تھا مگر اب کُل کارپردازان سلطنت ص ۳۹
اُسکی اعانت پر آمادہ ہو گئے۔ پس سوال یہ ہے کہ کن تدابیر شایستہ سے اس قسم کے نامطبوع واقعات کا انسداد آیندہ کے لیے ہو سکتا ہے۔

اس سوال نے تو ہماری مڈبھیڑ مصر کے نفس مسئلہ سے کرادی ہے اور اب ہم آگے قدم نہین بڑھا سکتے تا وقتیکہ اس امر کا اقرار علانیہ نہ کرلین کہ باوجود اُن اصلاحات کے جو طریقہ انتخاب ممبران پارلیمنٹ مین تجویز ہوے ہین اور باوصف اُن سپیچون کے جو مسٹر گلیڈسٹن نے متواتر بیان کی ہین جو حکمت عملی ہماری گورنمنٹ نے غیر ملکون کی نسبت اختیار کی ہے اقوام اب وہ تو خطا و زلل سے بالکل بری نہین ہے۔ اسمین کچھ شک نہین ہے کہ مصر کے انقلاب کی حقیقت واقعی کو ہماری گورنمنٹ بالکل غلط سمجھی کیونکہ مین یہ کبھی نہ مانونگا کہ وہ وزراے انگلستان جنکو اپنی ایمانداری پر ناز تھا اس انقلاب کی حقیقت کو سمجھ تو گئے تھے مگر اسکو عمداً غلط بیان کرتے تھے۔ ہمارے ملک کے ارباب سیاست

مصر سچا یا ضمناً بار بار یہی کہے جاتے تھے کہ عربی صرف ایک طماع افسر فوج ہے اور کچھ بھی نہین ہے۔ اور افسران فوج باغی اپنی ہی طرف سے لڑ رہے ہین اور رعایا کو دھمکا دھمکا کر فقط جھوٹ موٹ اپنا شریک بنا لیا ہے۔ اور اگر فی الواقع کوئی قومی فریق مصر مین ہے تو اسکا پیشوا وہ مرد نیک یعنی شریف پاشا ہے۔ اور وہ فریق عربی اور اُسکے شریر شرکا کے ساتھ کسی قسم کی ہمدردی نہین رکھتا ہے اور رعایا کے سب فرقون کے دل مین اُس نوجوان اور خلیق خدیو کی محبت اور وفاداری ہے جو مصر کا پادشاہ حقیقی ہے اور افسران فوج باغی کے خوف سے رعایا اپنی محبت اور وفاداری کو علانیہ نہین ظاہر کر سکتی اور باستثناء چند اشخاص کے جو اپنی غرض ذاتی سے عربی کے طرفدار بنے ہین مصر مین ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ افسران باغی کے ظلم و جور سے کسیطرح نجات ملے اور جو ہین افسران مذکورین برخاست کیے جائینگے رعایا بڑی خوشی سے خدیو کی شریک ہو جائیگی اور اپنے اختیارات کو دور اندیشی کے ساتھ وسیع کرنے مین خدیو کو مدد دیگی اور اُسکے ظل عاطفت مین بخیر و عافیت بسر کریگی کیونکہ وہ نوجوان اور خلیق شاہزادہ (**توفیق پاشا**) رعایا کا محبوب ہے اور رعایا اُسکے نام پر دل و جان سے فدا ہے۔

مجھکو یہ تحقیق کرنا نہین منظور ہے کہ مصر کے انقلاب کی یہ بُری گت کسنے بنائی ہے خیر۔ کوئی شخص ہوگا۔ مجھکو اسپر سختی کرنی نہین منظور ہے۔ کیونکہ مجھکو تجربہ سے معلوم ہو گیا ہے کہ جب ایک جم غفیر آگے ہی بڑھتا چلا آتا ہو تو اُسکی کیفیت صحیح صحیح بیان کرنا بہت مشکل ہے یا جب کوئی شخص شامت اعمال سے بدمعاشون کے غول مین پھنس جاتا ہے تو شور و غل کے مارے اُسکو یہ نہین معلوم ہو سکتا کہ اس غول کے اندر کیا ہو رہا ہے اور یہ لوگ کیا چاہتے ہین پس جن لوگون نے ہمکو نادانستہ بہکایا تھا اُنکے قصور کو تو ہمنے معاف کیا۔ مگر اُنسے ہمارا یہ التماس ہے کہ خدا کے واسطے عقل اور ایمان کی راہ پر چلیے اور اپنی غلطیون کا صاف صاف اقرار کیجیے اور بزدل اور بیوقوف آدمیون کی

حماقت آمیز تدبیر اختیار کرکے اپنے تئین اور زیادہ خرابی مین ڈالا لیے اور وا قعات کیسے ہی زشت اور ناپسندیدہ ہون مگر اُنسے جی نہ چرائیے عربی نے لوگون کو دھمکا دھمکا کر اپنا رعب نہین بٹھایا تھا کیونکہ ابتدا مین تو وہ کسی کی ضرر رسانی کی قدرت ہی نہ رکھتا تھا اور جب تک ۵ برس حکومت رہا اُسنے کسی کا سر نہین کٹوا ڈالا نہ کسیکو پھانسی دلوائی اور نہ کسیکو گولی سے مروا ڈالا۔ اگر عربی اور توفیق پاشا دونون کے انتخاب پر رعایا کی ووٹ (رائے) لیجاتی اور رشوت ستانی کا بخوبی انسداد کر دیا جاتا تو آزادنش انتخاب ص۹۳
کنندون کے غلبہ آراسے عربی ہی بادشاہ مقرر ہوتا۔ توفیق پاشا کو یہ توفیق کبھی نہین ہوئی کہ رعایا کے دل مین اپنی محبت کا جوش پیدا کرتا اور جب اُسنے عربی سے خلاف ہوکر غیر ملک والون کی شرکت اختیار کی تو رعایا کو اُس سے نفرت کلی ہو گئی۔ اب رہا وہ مرد نیک شریف پاشا سو وہ فقط اپنے خیالات اور شاید چند معزز اور معتدل مزاج اشخاص کی رائے کا مظہر تھا جنکے نام انگلیون پر گن لیجیے مصر مین ہر شخص کو جو اتنا عقل و شعور رکھتا تھا کہ امر متنازع فیہ کو سمجھ سکے افسران فوج باغی کے ظلم و جور سے نجات پانے کی آرزو نہ تھی بلکہ اُن مفید قیود سے خلاص ہونے کی تمنا تھی جو انگریزی و فرانسیسی نظارت نے مقرر کی تھین اور جاہل کسانون کے گروہ کثیر کو سود خورے مہاجنون کے پنجہ سے نکلنے کی آرزو تھی اور غیر ملک والون کی اتنی ہی حقیقت وہ جانتے تھے کہ یہ لوگ سود خورے ہین جب وہ نوجوان شاہزادہ جو اپنی خیرخواہ وفادار رعایا کا محبوب کہلاتا تھا انگریزی فوج کی مدد سے مسند حکومت پر دوبارہ بٹھایا گیا تو ہزارہا آدمیون نے بڑے بڑے عہدون کی طمع مین یا اس امید سے کہ باغیون کی شرکت کی سزا سے محفوظ رہین گے آکر اُسکو گھیر لیا مگر بہت کم لوگون کے دل مین اسکی محبت خالص اور وفاداری بے ریا تھی اور یہ چند آدمی بھی اُن اصلاحات مین شریک ہونا نہ چاہتے تھے جو گورنمنٹ انگلشیہ نے تجویز کی تھین۔ جو لوگ توفیق پاشا کے دلی خیرخواہ اُس زمانہ مین رہے تھے جب وہ

مصائب و اذکار مین مبتلا تھا اور جو خدا سے چاہتے تھے کہ مصر کا انتظام درست ہو جاوے
انمین سے جس شخص سے مجھکو بے تکلف کلام کرنے کا اتفاق ہوا اُسنے یہی کہا کہ سب سے
زیادہ اہم و ضروری اصلاح یہ ہے کہ جو لوگ قومی فریق کے سرگروہ ہین وہ سب سرسری
طور سے قتل کیے جائین اور ایک لائق اعتبار فوج غیر ملک کے آدمیون کی رکھی جاوے
جب مین القاہرہ مین تھا تو فصل سرما مین مجھسے اور مصر کے اکثر اہلکاران سرکاری سے
ملاقات ہوئی لیکن سوائے شریف پاشا اور نیوبر پاشا کے مجھکو ایک شخص کا بھی نام یاد نہین ہے
جسنے کبھی اپنی دلی ہمدردی اُن اصلاحات کے ساتھ ظاہر کی ہو جنکو ہم لوگ فیاضانہ
اصلاح مین سمجھتے ہین۔ شاید حکام مصر کے زمرہ مین کہین چند اشخاص ایسے بھی ہون جو
اپنے اعتقاد باطنی اور حب الوطن کے جوش سے اُن اصلاحات کو قبول کرلین
جو ہمنے تجویز کی ہین اور حتی الامکان اُنکو عمل مین لانے کی کوشش ایمانداری سے
کرین۔ مگر یہ خیال کرنا کہ اگر بالفرض ایسے چند اشخاص موجود بھی ہون تو وہ اپنی قوت ذاتی
سے اور بغیر بیرونی اعانت کے اُن نیک ارادون کو جو ہم اُنکے ملک کی نسبت رکھتے ہین
سمجھ جائینگے ویسا ہی مہمل ہے جیسا یہ گمان کرنا کہ دو جوان آدمی اور ایک لڑکا سب سے
بڑے جہاز کو گھسیٹ کر سمندر مین لیجائینگے۔

اِن نا مطبوع واقعات سے جو نتیجہ عملی نکل سکتا ہے وہ یہ ہے کہ مصر کے انتظام کو
درست کرنے مین ہم لوگون کو صرف اسیقدر شرکت نہ کرنی چاہیے کہ موانع اتفاقی کو مثل
مطلق العنانی افسران فوج وغیرہ کے دفع کردین اور اہل مصر کو کچھ گر کی باتین بتا دین
جو اس مہم مین اُنکے کام آئین۔ بلکہ اگر نتیجہ مطلوبہ حاصل کرنا منظور ہے تو ہمکو اس کام مین
بہت زیادہ شرکت کرنی چاہیے اور میرے نزدیک اصول ذیل اختیار کرنے سے کامیابی
کا یقین بخوبی ہو سکتا ہے۔ اول یہ کہ اصلاحات مجوزہ ہماری زیر نگرانی عمل مین لائی جائین
اس کام کے اس جزو کی نسبت جہان تک ہمکو واقعات کا علم مصریون کے ذریعہ سے

حاصل ہو سکے اُسمین دریغ نکرنی چاہیے مگر جو اصلاح و مشورہ وہ لوگ ہمکو دین اُسکو خوب جانچ لینا چاہیے اسواسطے کہ اہل مصر عموماً لیاقت انتظامی بہت کم رکھتے ہین اور جو شاید ذرا ذہن و عقل سلیم وہ رکھتے بھی ہین تو یقین ہے کہ فوائد ذاتی کے خیالات نے اُسکو خراب کر دیا ہوگا - دوم یہ کہ ہمکو یہ امر ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے کہ جہان تک ممکن ہو رعایا کو کوئی وجہ معقول شکایت کی نہ باقی رہے تاکہ آیندہ کوئی خطرناک ملکی جوش و خروش عایا مین نہ پیدا ہو مگر ہمکو یہ توقع نہ رکھنی چاہیے کہ ہماری بے لوث کوششون کی تائید کو اہل کاران سرکاری یا رعایا فوراً مستعد ہو جائیگی - بلکہ بہت سی اصلاحات ضروری حرام خور اہلکارون کو لامحالہ سخت ناگوار گذرینگی - افسوس ہے کہ اکثر تعلیم یافتہ فرقون کے لوگ اسی قسم کے اہل کار ہین - اور عوام الناس ایسے جاہل مطلق ہین کہ اتنا نہین سمجھ سکتے کہ ہمارے فائدہ کے لیے یہ کیا ہو رہا ہے - سوم یہ کہ جو کچھ ملکی کمیٹیان قائم کیجائین اس طور سے قائم کیجائین کہ صرف واقعات کی اطلاع اور مشورہ دیا کرین مگر کوئی ملکی اختیار انکو نہ دیا جاوے اور ایسی تدبیرین کی جائین کہ وہ کمیٹیان بغاوت کا ذریعہ نہ بن سکین جیسی سابق مین مجلس صنادید عربی کی بغاوت کا ذریعہ بنائی گئی تھی - چہارم یہ کہ خدیو اور اُسکے وزرا کو بہت سے اختیارات دیے جائین کیونکہ اُنھین پر تو دباؤ ڈال کر ہم اصلاحات مجوزہ کو جاری کرا سکتے ہین -

اس ساری تقریر پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ اگر میرا مشورہ مان لیا جائے تو حکومت واقعی تو ہندرونتک گورنمنٹ انگلشیہ کو حاصل رہیگی پس اہل مصر اپنے ملک کے انتظام مین دخل دینا کیونکر شروع کرینگے - اسکا جواب یہ ہے کہ مین بھی تو چاہتا ہون کیونکہ مصر مین مین نے کوئی ایسا فرقہ نہین دیکھا جو ان اصلاحون کو از خود عمل مین لانے کی خواہش یا لیاقت رکھتا ہو جو میری راے مین اس ملک کی دائمی امن و امان اور عام بہبود کے لیے لازم ہین - جب ان اصلاحات ضروری کی تکمیل ہو جائیگی تب مصری اپنے ملک کے انتظام مین

دخل دینا شروع کرین توخیر کچھ مضائقہ نہین ہے۔

مگر وہ اصلاحات کیا ہین جنکا ذکر مبہم طور سے کیا گیا ہے۔ اب مین اُنکو بیان کرتا ہون پیشتر ایک باب مین مَین مصر کے انتظام کی کیفیت موجودہ مجملاً بیان کر چکا ہون اور جو بڑے بڑے عیوب اُسمین ہین اُنکو بھی بتا چکا ہون۔ اگرچہ مین نے اپنے بیان کو طول نہین دیا تاہم جو کچھ مین نے بیان کیا اُس سے ناظرین کو یہ یقین ہوگیا ہوگا کہ اگر ہمکو مصر کا انتظام فی الواقع درست کرنا منظور ہے تو حالت موجودہ کو باقی رکھنا ممکن نہین ہے۔ نہین معلوم کتنی آلایش اس ملک مین کب سے جمع ہے پھر اُسکو صاف کرنا کچھ دل لگی نہین ہے اور یہ گمان کرنا محض حماقت ہے کہ اس کام کا انتظام اہل مصر خود کر لینگے اور خود ہی اُسکو انجام دے لینگے۔ جو لوگ صاحب حکومت ہین وہ اس کام کی خواہش اور لیاقت نہین رکھتے ہین اور عوام الناس شاید اپنی اصلاح حال کے خواہان ہون مگر وہ کوئی ایسا ذریعہ نہین رکھتے ہین جس سے حکام کا کہنا سُنین یا اُنکی بات مانین۔ چونکہ اکثر اہل کاران مصر عادتاً حرام خور اور فرعون بے سامان ہین لہذا ایسی اصلاحات کے خواہان نہین ہین جنکی وجہ سے اُنکی حرام خوری کم ہوجاے یا اُنکی مطلق العنانی مین فرق پڑے اور اگر اُن مین کچھ لوگ ایسے بھی ہین جنکا چال چلن اچھا اور جنکی نیت خالص ہے تو وہ لوگ اچھی طرح نہین سمجھتے کہ یہ مقصد کیونکر بر آسکتا ہے۔ اور جب اُنکو سیدھی راہ بتائی جاتی ہے تو وہ شک یا بے پروائی یا بد لیاقتی ظاہر کرتے ہین۔ صرف اتنا ہی کافی نہین ہے کہ مصر کے انتظام مین براے نام کچھ اصلاح کردی جاے اور یہ بھی کافی نہین ہے کہ اس ملک کا انتظام اُن اصول کے موافق جنکو نوجوانان مصر فرانسیسی اور جرمنی کتابون مین دیکھا کرتے ہین درست کیا جاے بلکہ مصر کے انتظام کی اصل حقیقت کو بالکل بدل دینا چاہیے اور میری دانست مین یہ امر ان دو طریقون مین سے ایک طریقہ سے ہوسکتا ہے یعنی یا تو خود اہل مصر مین ایک ایسی زبردست راے جمہور پیدا ہو جسکا دباو سب کو

ماننا پڑے یا باہر سے ایسی شرکت اور اعانت کیجاے۔ اور ایسا دباؤ ڈالا جاے کہ خواہ مخواہ سب کو ماننا پڑے۔ مین تو خدا سے چاہتا ہون کہ مصر مین جہان تک ممکن ہو راے جمہور سے کام لیا جاے مگر مین نہین سمجھتا کہ ایک واجبی میعاد کے اندر اُس ملک مین ایک مضبوط و مستحکم اور صائب راے عوام کیونکر پیدا ہو سکتی ہے بلکہ مجھکو یقین ہے کہ اُس ملک مین بزور شمشیر دست اندازی کر کے ایسی راے کے پیدا ہونے کو ہمنے ایک پشت تک اور ملتوی کر دیا کیونکہ قومی تحریک مین راے عوام کا تخم موجود تھا اور اگرچہ وہ روئیدہ اور بار ور نہ ہوا تھا لکن لڑ بھڑ کر اُسمین قوت و توانائی ضرور آجاتی اور آخر مشمر بہ ثمرہ نیک ہوتا پس میری دانست مین مصر کا انتظام اُس قسم کی ترقی اور طہارت کا محتاج ہے جیسی ہندوستان کے انتظام مین ہوئی ہے نہ اس قسم کی ترقی اور طہارت کا جیسی انگلستان کے انتظام مین ہوئی ہے اور چونکہ یہ امید نہین ہے کہ مصر مین نخل مراد خود بخود روئیدہ و بار ور ہوگا لہذا ضرور ہے کہ کسی اور ملک سے وہان لایا جاے اور چند مدت تک اُسکی خدمت اچھی طرح کیجاے۔ جب وہ ایک بار مضبوط جڑ پکڑ لیگا تب اُسکو اُسکے حال پر چھوڑ دینا کچھ مضائقہ نہین ہے کیونکہ ہمنے اکثر دیکھا ہے کہ جب ایک ملک کا درخت جا کر دوسرے ملک مین بویا گیا ہے جہان کی زمین اور آب و ہوا اور ہی قسم کی تھی تو وہان بھی چند مدت کے بعد خوب پھولا پھلا ہے۔

مگر مجھکو صرف وہی انتظامی اصلاحین نہین مدنظر ہین جو نہایت ضروری و لابدی ہین بلکہ بعض اور مسائل بھی حل کرنے کے قابل ہین اور اُسیقدر اہم ہین اور اُنکا حل ہونا بھی غیر ملک کے لوگون کے دباؤ اور شرکت پر موقوف ہے۔ پس اُنکی کیفیت مجھکو مجملاً بیان کرنی ضرور ہے۔

ہمارے دادا پردادا کے وقت مین حکما اور فلاسفہ کا یہ مقولہ تھا کہ ملکی آزادی جب سلطنت جمہوری کے لوازم کے پیرایہ مین ظاہر ہو تو رعایا کو اُس سے جلد نجات دینا

اور برکات آخرت حاصل ہوتی ہین - اس مغالطہ کا باعث کچھ تو یہ ہوا کہ بادشاہان سلف کے
ظلم و جور سے جو فرانس کی رعایا کا حال نہایت سقیم ہوگیا تھا اُسکا مقابلہ امریکا کی رعایا کے
ساتھ کیا گیا جو نہایت مرفۃ الحال تھی حالانکہ اسکے آسودہ حال ہونے کا سبب یہ تھا کہ
لاکھا بیگھہ ارضی نوتوڑ اُسکے ہاتھ آئی تھی اور جو لوگ انگلستان وغیرہ سے جاکر امریکا مین
بسے تھے وہ بھی بڑے عالی ہمت اور بلند حوصلہ تھے - لیکن امریکا کی رعایا کی آسودگی کا
باعث عموماً یہ سمجھا گیا کہ یہ سلطنت جمہوری کی برکت اور معجز نمائی ہے - مگر اُس زمانہ سے
آج تک جو تجربہ ہوا ہے وہ اس بات پر شاہد ہے کہ جن لوگون کو نہایت وسیع ملکی آزادی
حاصل ہے اُنھون نے بھی فاقہ کشی کی ہے بلکہ کبھی کبھی تو بھوکون کے مارے مرگئے ہین
ہے برخلاف اسکے ایک زبردست اور مطلق العنان اور خودسر سلطنت شخصی کی رعایا اپنی
دال روٹی سے خوب آباد رہی ہے اور چین چان سے بسر کرتی رہی ہے - پس اب یہ
مغالطہ وحی آسمانی نہین سمجھا جاتا جسمین کچھ قیل و قال ہو ہی نہین سکتا اور جو کسیطرح
بدل ہی نہین سکتا بلکہ اب اکثر محققین کی یہ راے ہے کہ رعایا کی آسودگی کے اسباب
اور ہی ہین - چنانچہ سوشل ازم (وہ مسلک جسکے رو سے دنیا کا سرمایہ سب آدمیون
مین برابر تقسیم ہوجانا چاہیے اور امیر و غریب مین تمول کے حساب سے کچھ فرق نہ رہنا چاہیے)
کو ملاحظہ کیجیے کہ یورپ و امریکا مین کیسا جلد جلد فروغ پاتا جاتا ہے اور یہ مسلک اُس
مذہب کے متضاد پیدا ہوا ہے جسمین ملکی آزادی ہر درد کی دوا قرار دی گئی ہے
اور ہر زہر کا تریاق سمجھا گیا ہے - اور سوشل ازم کی جو ایک شاخ اسٹیٹ سوشل ازم
پیدا ہوئی ہے وہ تو ملکی آزادی کی قاتل ہے اس معنی سے جو معنی اس لفظ کے سابق مین
سمجھے جاتے تھے - سچی بات یہ ہے کہ ملکی آزادی اگرچہ عموماً قوم کی آسودہ حالی اور
فارغ البالی کا باعث ہوتی ہے مگر قوم کی رفاہ و بہبود کے پیچیدہ مسئلہ کے جہان اور
چند اجزا ہین اُنمین سے صرف ایک جزء یہ بھی ہے - چند غیر متغیر قوانین معیشت ہمیشہ

جاری رہتے ہین جن پر توجہ واعتنا نہ کرنا بڑی بڑی خرابیون کا باعث ہوتا ہے اور مجموع
قوم کی زندگی مین ایک وقت ایسا آتا ہے کہ مسائل متعلقہ معیشت کو حل کرنا واجب
ہو جاتا ہے اور زبردست اور روشن ضمیر سلطنت مطلق العنان بلکہ فاتح ملک بھی اُن
مسائل کو زیادہ تر کامیابی کے ساتھ حل کر سکتا ہے بہ نسبت کسی قسم کی حکومت کے
جسمین رعایا کو دخل ہو میری دانست مین آج کل مصر کی بعینہ یہی حالت ہے یعنی
اُسکے اسباب معیشت مین انقلاب عظیم ہونے والا ہے اور میرے نزدیک کسی قسم کی
لوکل سلف گورنمنٹ یعنی وہ حکومت جسمین رعایا کو دخل ہو اُس انقلاب کو نہین
روک سکتی۔ یہ امر نہایت غور طلب ہے ہواسطے کہ اگر میری راے اس مقدمہ مین درست
ہے تو عربی کی بغاوت صرف ایک خفیف مقدمہ اور ایک ادنی اشمہ اُس انقلاب عظیم کا تھا
جسکی جڑین نہین معلوم کہان تک چلی گئی ہین اور ایک دن وہی بغاوت دہ چند
شدت وحدت کے ساتھ ضرور عود کریگی اور خواہ مخواہ لینے کے دینے پڑ جاینگے مگر یہ
پیش از مرگ واویلا کی جاے یعنی قبل از وقوع واقعہ اُسکے انسداد کی کچھ تدبیر کیجاے۔
اگر مین اُس فرقہ کے مصنفون مین سے ہوتا جو لوگون مین تہلکہ ڈال دیتے ہین
تو مین ایک نیا باب اس کتاب مین شامل کرکے اُسکا عنوان یا سرخی بقلم جلی یہ لکھتا
"مصر کے اسباب معیشت مین انقلاب ناگزیر" یا "مصر کی زمین کی
زرخیزی جسکی شیخی بگھاری جاتی تھی بالکل تشریف لیگئی"۔ تب مین
گرسنگی کو ایک بلاے مُبرم ومجسّم قرار دیکر اُسکی مہیب وخونخوار صورت کو وحشت انگیز
عبارت مین بیان کرتا کہ اس تاک مین کھڑی ہوئی ہے کہ جب وقت آوے تو کل مملکت
مصر مین جتنے مرد وزن اور صغیر وکبیر اور برنا و پیر ہین اُن سب کو ہلاک کردے حضرت
موسیٰ کے وقت مین جو عذاب اہل مصر پر نازل ہوا تھا اُسمین تو ملک الموت نے صرف
پلوٹھی کے لڑکون کی روحین طرفۃ العین مین قبض کرلی تھین مگر یہ بلا اُس سے بھی عظیم تر

ہوگی کہ مرد و زن صغیر و کبیر کسیکو نہ چھوڑیگی - لاکن میرا یہ ارادہ نہین ہے کہ ناظرین سے ایسا مذاق کرون اور اُنکے رحیم دل کو بیفائدہ کُڑھاؤن - البتہ مین چاہتا ہون کہ ایسی ترکیب کرون کہ وہ ذرا چونک پڑین اور اُس خواب راحت سے بیدار ہون جو سابق کے مضامین دلچسپ پڑھنے سے اُنپر طاری ہوا ہے کیونکہ مصر کے مقدمہ مین یہ بحث جواب بیان کی جاتی ہے فی الواقع نہایت اہم ہے - مین سچ کہتا ہون کہ مصر کے ہاب معیشت مین انقلاب عظیم ہونے والا ہے اور اگر اُسکے انسداد کی معقول تدبیر نہ کیجائیگی تو جو قحط اور مصیبتین اُس ملک پر نازل ہونگی اُنکے ذمہ دار اور جواب دہ کسیقدر تو ہم لوگ بھی ہونگے - رعایا کے اختیارات کو صرف وسیع کر دینے سے یہ بلا نہ ٹلیگی بلکہ اُسکے انسداد کے لیے اُس سے بہتر اور قوی تر تدبیر کرنی چاہیے -

جن حضرات نے زحمت گوارا کرکے اس کتاب کے بابہاے سابق کو بنظر توجہ ملاحظہ کیا ہے اُنھون نے یہ نتیجہ ضرور نکالا ہوگا کہ مصر کی حالت مین کچھ خرابی تو ضرور ہے اور جو سیاح کچھ بھی چشم بصیرت رکھتا ہو اور دوآبہ مصر اور صوبہ فیوم اور وادی نیل کے حصہ جنوبی مین دورہ کرے وہ اُن مقامات کی حالت دیکھکر یہی نتیجہ نکالیگا - جب وہ القاہرہ اور اسکندریہ مین پہونچیگا تو جیسا جنگ طل الکبیر کے پیشتر سُنا کرتا تھا ویسی وعظ آمیز تقریرین اب نہ سُنیگا یعنی اب کسی کو یہ کلام کرتے نہ سُنیگا کہ اسلام کو ساری دنیا مین عموماً اور مصر مین خصوصاً عیسائی سلطنتون کی علانیہ حرص اور پوشیدہ کاٹ چھانٹ سے بچانا ضرور ہے - بلکہ قصبات اور دیہات مین اور دوآبہ کے روئی کے کھیتون اور ضلاع متوسطہ کے شکر کے کارخانون مین الغرض - جہان جہان اُسکا گذر ہوگا وہان وہان جو آفت نازل ہونے والی ہے اُسکی ایک علامت اظہر من الشمس پائیگا - وہ علامت یہ ہے کہ لوگ صاف صاف اور بلا تصنع یہ شکایت کرتے ہین کہ ہمارے ملک کے کاشتکار مفلس ہو گئے ہین اور زمین کی سرسبزی و شادابی زائل

ہوتی جاتی ہے اور ٹیکسون کا ادا کرنا ہرسال زیادہ مشکل ہوتا جاتا ہے اور فلاحین
روز بروز زیادہ مقروض ہوتے جاتے ہین اور اکثر وہ لوگ جنکے پاس اب تک کچھ
زمینداری ہے اُسکو بہت جلد فروخت کرکے غیر ملک والے سود خورون کا قرضہ ادا
کرینگے جنکے پاس اُنکی زمین رہن ہے اور جو تقاضے کے مارے اُنکی جان کھائے جاتے ہین
اگر سیاح سے اور مرتہن اراضی کمپنیون کے ذی شعور کارندون سے کہین اتفاقی
ملاقات ہوجائیگی تو مذکورہ بالا شکایتون سے جو رنج اُسکو ہوا ہوگا تھوڑے عرصہ تک
اسمین تسکین رہیگی کیونکہ یہ لوگ اُسکو دم دینے کے لیے یہ تقریر کرینگے کہ فلاحین کے افلاس کو
علم دولت کے اصول کے موافق دیکھیے تو وہ ترقی دولت کی علامت ہے اور
مرتہن اراضی کمپنیان تو مصریون کی جان بچانے کو آسمان سے اُتری ہین۔ مین ان طائران
خوش الحان کی نغمہ سرائی کی کیفیت خوب جانتا ہون ع من خوب می شناسم پیران پارسا را
مگر انکا راگ مالا میرے کانون کو ہمیشہ "دور کے ڈھول سہانے" معلوم ہوا ہے انکے
پیچیدہ پن کا بندہ قائل ہے۔ لکن اُنکی راے سے مین نے کبھی نہین اتفاق کیا ہے اور مجھکو
یقین ہے کہ جب سیاح اتنی دیر سو لیگا کہ مرتہنان اراضی کے کلام بلاغت فرجام و فصاحت
انضمام کا نشہ اُسکے سر سے اُتر جاے تو وہ بھی میری راے سے اتفاق کریگا۔ مجھسے
زیادہ اس اصول کا کون قائل ہے کہ اگر اہل یورپ کا روپیہ مصر کے قدرتی ذرائع معاش کی
ترقی مین لگایا جاے تو مصر کے قالب مردہ مین جان آجاے اور اس کام مین مرتہن اراضی کمپنیان
یا اسی قسم کے اور کارخانے مسیحائی کرسکتے ہین مگر جس بات پر مین حجت کرتا ہون وہ یہ ہے
کہ اسوقت تک جو اہل یورپ کی دولت مصر مین آئی ہے تو کسی ایسے کام مین نہین لگائی گئی ہے
جس سے اُس ملک کے باشندون کو فائدہ ہوتا البتہ جنھون نے روپیہ قرض دیا ہے اُنکو
نفع ہوا ہے اور اکثر روپیہ قرض دینے والون نے ترقی زراعت کا کبھی خیال نہین کیا
حالانکہ مصر کی سرسبزی خاص کر ترقی زراعت پر موقوف ہے بلکہ اُنھون نے اس کام میں

حصر کرتا ہے جسکو وہ "روپیہ کا" یا "زمیندارون کا خون تا سچوس لینا" کہتے ہین۔ ایک دفعہ
بڑی مثل لگی ہوئی کہ مجھ سے اور اُن صاحبون سے جو مصر کی خیر خواہی کا دم بھرتے ہین
اور مرتہن اراضی کمپنیون کو اہل مصر کی اصلاح حال کا ذریعہ گردانتے ہین مصر کے مقدمہ
مین بحث ہوئی اور جب مین نے روپیہ کو خون کی طرح چوس لینے مین اور روپیہ کو صفہ ۴۴
کسی مفید کام مین لگانے مین فرق اُنکو سمجھا دیا تب وہ قائل ہوئے اور بغلین جھانکنے لگے
اور کہنے لگے کہ جس کمپنی کی کارندہ گری کا افتخار مجھکو حاصل ہے وہ کبھی اُس فعل کو
نہین کرتی جسکی مذمت آپ نے کی ہے بلکہ وہ اپنا کل سرمایہ اور سب لیاقتین اصلاح
اور ترقی اراضی کے مفید کام مین اس نظر سے صرف کرتی ہے کہ جب اراضی کی حیثیت
درست ہو جائیگی تو اسکو مصر کے زمیندارون کے ہاتھ دوبارا فروخت کر لینگے۔ اگر مجھکو
ناواقف آدمی سمجھکر اُنھون نے یہ تقریر کی تو بڑی نادانی کی کیونکہ مین اُنھین کی کمپنی کی
سالانہ رپورٹون سے یہ امر ثابت کر سکتا تھا کہ اُس کمپنی کا مقصد واقعی صرف یہ تھا کہ
بہت سے سود پر لوگون کو روپیہ قرض دیا کرے اور اُسنے چند مرتبہ جو اراضی کو بطور
آزمایش کے درست کیا تھا صرف اسلیے کیا تھا کہ اُسکو اتنے مفلس آدمی ہی نہین ملے
جنکو روپیہ قرض دیکر وہ اپنا مطلب نکالتی۔ اگر ایسی ہزیمت کسی اور حجتی آدمی کو ہوتی
تو وہ چھپ کر چپکا ہو رہتا مگر میرا خصم بڑا مرد میدان تھا اُسکے استقلال اور ذکاوت کا
بندہ قائل ہے کہ وہ اپنے بیرونی مورچون کو چھوڑ کر جھٹ قلعہ کے اندر جا رہا اور
کہنے لگا کہ خیر بالفرض اگر غیر ملک کے آدمیون کے روپیہ قرض دینے سے مصر کے
زمیندارون کی ملکیتین جلد جلد زائل ہوتی جاتی ہین تو بھی تو زوال ملکیت صرف
ایک چند روزہ خرابی ہے بلکہ خرابی ہی نہین ہے۔ یہ تو اقبال اور آسودگی کا مقدمہ
ہے۔ جب مصر والے بالکل تباہ و برباد ہو جائینگے تو انکی زمینداریون کو غیر ملک والے
خرید لینگے پس جناب خدا ترسی کو تو جانے دیجیے اور اس مسئلہ کو ایک روشن دماغ

عالم علم دولت کی نظر سے دیکھیے۔ اگر فلاحین مالکان ارضی کو ہروا ہے بنا کر ان
کھیتون مین کام لیا جاے جو اہل یورپ کے روپیہ سے درست کیے گئے ہین اور جن
اہل یورپ کا انتظام سہے تو فرمائیے اس ملک کی پیداوار مین کسقدر افزونی ہوگی
اور اسکے باشندون کی حالت مین کس درجہ اصلاح ہو جائیگی" جب یہ کلام مین نے سُنا
تب مجھکو مرتہن ارضی کمپنیون کی فیاضی اور مردم دوستی کی قدر و عافیت معلوم ہوئی
جب یہ سود خورے مصر کے زمینداروں کی ملاقات کو جاتے ہین تو گویا ملائکہ رحمت اُنپر
نازل ہوتے ہین کیونکہ یہ حضرات جن کمپنیون کے کارندے ہین اُنکو تباہ و برباد کرکے
چاہتے ہین کہ زمینداروں کے حال مین ایسی اصلاح ہو کہ آیندہ اُنکو روٹی برابر ملجاے
اور اُنکا طرز معیشت جیسا اب ہے اُس سے بہت بہتر ہو جاے۔ فی الواقع اُنکو یہی تو
منظور ہے۔ یہ لوگ ہو بہو ویسے ہین جیسے بڑے بڑے شہرون مین سود خورے یہودی
طفیل خور نوجوانون پر یہ احسان کرتے ہین کہ اُنکو قرضہ کی علت مین جیل خانے
بھجوا دیتے ہین جہان اُنکا طور طریق خوب درست ہو جاتا ہے اور اُنکو فاقہ کشی کا اندیشہ
نہین ہوتا ہے۔ ہاے یہ کمبخت فلاحین کیسے کوڑ مغز ہوتے ہین کہ اپنے محسنون کو ظاہر
مین کر یہ منظر دیکھکر اُنکی عنایت و شفقت باطنی سے چشم پوشی کرتے ہین۔ مگر تجربہ کار
اور دور اندیش ارباب سیاست کی طرح ہمکو فلاحین کی کوتاہ بینی اور کوڑ مغزی کا خیال
ضرور کرنا چاہیے اور یہہ سوچنا چاہیے کہ ہنوز دلی دور آیندہ جب اُنکو رفاہ و فلاح ہوگی
تب ہوگی تب تک وہ بیچارے کیا کرینگے۔ اگر ہم ہوشیار نہ رہینگے تو یہ لوگ جو فلاحین کے
محسن بنے ہین صرف اسباب معیشت ہی مین انقلاب عظیم نہ پیدا کرینگے بلکہ ہمکو ایک
انقلاب ملکی مین مبتلا کر دینگے جو ویسا ہی خطرناک ہوگا جیسا وہ انقلاب تھا جو مصر مین
ہو چکا ہے۔ جاہل فلاحین سے یہ توقع کیونکر ہو سکتی ہے کہ علم دولت کے اصول
عقلی جو فی زمانا یورپ مین قرار دیے گئے ہین اُنکے موافق اپنا کردار رکھین اور

غیر ملک والون کے غلام بنکر رہنا اور اُنکی خاطر لکڑہارے اور پانی بھرنے بننا گوارا کرین جو گورنمنٹ ایسے انقلاب کی ترغیب صریحاً دیگی یا ضمناً وقوع مین آنے دیگی اُسکو مصر کے سب کاشتکار ہمیشہ کوسا کرینگے اور مصریون کی بغاوت اور غیر ملک والون کی فتنہ پردازی کا اندیشہ اُسکو ہمیشہ رہیگا۔

جب مین اپنے دل مین سوچتا ہون کہ مصر کا حال زار بیان کرنے کی سب سے عمدہ ترکیب کیا ہے تو ایک دقت عظیم مجھکو پیش آتی ہے۔ وہ دقت یہ ہے کہ مین نہین جانتا کہ اس کتاب کے ناظرین کس قماش کے لوگ ہین۔ اگر وہ تعلق پسند ہین اور کلیات کو پسند اور جزئیات کو ناپسند کرتے ہین تو مین ایک ہی جملہ مین اُنسے اپنا مطلب بیان کر دونگا۔ لیکن اگر وہ میرے مانند جزرس اور باریک بین ہین اور چھچھوندر کیطرح کونے کھدرے مین گھستے پھرتے ہین عقاب کے مانند بلند پروازی نہین کرتے یعنی واقعات کے ٹیلون کو آہستہ آہستہ کھود کر اور تحقیق و تفتیش کی بھول بھلیان مین گھوم گھام کر عام اصول کی منزل تک پہونچتے ہین تب تو اپنا مطلب مجھکو کئی صفحون مین بیان کرنا چاہیے۔ پس مین کیا کرون؟ شاید میرے حق مین یہی بہتر ہے کہ اُن دانشمند اور بلند ہمت دوکاندارون کا تتبع کرون جو گاہکون کے مختلف طبائع کا لحاظ کر کے اپنے مال و اسباب کو اسطور سے آراستہ کرتے ہین کہ خاص و عام کو اپنی طرف راغب کر لیتے ہین پس پہلے تو مین ایک ہی جملہ والا مطلب بیان کرتا ہون بعد اُسکے کچھ تفصیل بھی اُن لوگون کے فائدہ کے لیے بیان کرونگا جو ایسی قلیل و ثقیل غذاء عقلی کو ہضم کرنے کی قوت نہین رکھتے۔

ایک جملہ والا مضمون تو یہ ہے کہ چند عرصہ سے مصر پر یورپ کی تجارت یورپ کی دولت۔ یورپ کی طمع۔ یورپ کی حکومت۔ الغرض۔ یورپ کی تہذیب و شایستگی کا طوفان آرہا ہے۔ مگر میرے نزدیک اسکو تہذیب و شایستگی کہنا غلط ہے۔ اہل یورپ کی دست درازیون کو ترقی اسباب معیشت کی ہوس پر محمول کیجیے یا ہمین امداد کی تاویل کیجیے نتائج

59 جب اِس ہوا و ہوس نے مشرقی طبائع پر اثر کیا جو سکتہ کی حالت مین تھین اور پرانی لکیر کی فقیر بنی ہوئی تھین تو نتیجہ یہ ہوا کہ انتظام قدیم مین فتور عظیم واقع ہوا اور عجب پریشانی اور مفلسی پیدا ہوئی جسمین مادہ اِس فساد کا موجود ہے جو بیوقوف اور ضدی مصریون مین اور چالاک و عالی حوصلہ اغنیا مین ایک روز ہونا ضرور ہے اور فساد بھی کیسا جسمین دونون کی جانین جائینگی۔ جو لوگ اُس مطلب کو سمجھکر مطمئن ہو جائین جو اِس طویل و عریض حملہ مین کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اُنکو تو یہی مناسب ہے کہ آئندہ کے چند صفحون کو فقط نظر سرسری سے دیکھ جائین کیونکہ اُنمین اسی متن کی شرح اور اسی اجمال کی تفصیل اُن اخوان الصفا کے لیے بیان کی ہے جو ذرا کُند ذہن اور دیر فہم ہین۔

اِس حملہ کا مضمون تمام و کمال بیان کرنا تو دریا کو کوزہ مین بند کرنا ہے کیونکہ مصر کے تاریخی حالات صدی حال کے آغاز سے دیکھے جائین تب کہین اس حملہ کا پورا مضمون ادا ہو۔ اس عجیب قصہ مین جو باتین پیش پا افتادہ تھین وہ باب ہشتم اور باب نہم مین بیان کی گئین اور اس مقام پر مجھے یہ بھی گزارش کرنا مناسب ہے کہ اس موپیر عبدہ کی زبانی چند حکایات بیان کر کے جو مین نے اپنی طرف سے اُنپر حاشیہ چڑھایا تھا تو میری غرض اصلی یہی تھی کہ ناظرین کو اُن امور کے سمجھنے پر آمادہ کرون جنکو اب تحقیق کرنا منظور ہے۔ اب قفر سلیمان کے نابینا فقیر کی ہمراہ لیکر مین اُس ملک مین دوبارہ نہ جاؤنگا جسکی سیر کر چکا ہون بلکہ فلاحین کی حالت موجودہ مین جو دو تین گہر کی باتین ہین صرف اُنکی اصل کو بیان کرونگا۔

پہلا مضمون جو سب سے زیادہ حیرت انگیز اور تشویش خیز ہے یہ ہے کہ مصر کی زمین کی کمزوری کی علامات اظہر من الشمس ہین۔ اسکندریہ سے اسیوط تک جہان جہان پانچ قنطار روئی پیدا ہوتی تھی اب وہان وہی تین قنطار پیدا ہوتی ہے اور اضلاع متوسطہ مین بھی جہان گنّے کی کاشت سے بڑا فائدہ ہوتا ہے ایسی ہی اسکا تین

گھٹنے مین آتی ہین - مین یہ نہین کہتا کہ پیداوار اسقدر کم ہوتی ہے جیسا لوگون کا بیان ہے کیونکہ مین خوب جانتا ہون کہ جیسا اور ملکون کے کاشتکارون کا قاعدہ ہے جنکے حالات سے ہم زیادہ تر واقف ہین ویسا ہی مصر کے فلاحین کا بھی دستور ہے کہ اپنی صعوبات کو مبالغہ کے ساتھہ بیان کرتے ہین اور یاس و ہراس اسقدر ظاہر کرتے ہین کہ وقعات سے اسقدر نا امیدی نہین ثابت ہوتی - اور یہ بھی جانتا ہون کہ مصر کی زمین کی قوت پیداوار مین فیصدی پچاس بلکہ پچیس کی بھی کمی نہین ہوئی ہے جیسا بعض فال بدنکالنے والون کا قول ہے کیونکہ جو اشیا مصر سے بیرونجات مین بھیجے جاتے ہین اُنکے نقشون سے ثابت ہوتا ہے کہ روئی اور اشیاے خوردنی مین کچھ یون ہی سی کمی ہوتی ہے اور فی الحال جو رقبۂ مزروعہ وسیع ہوگیا ہے تو اسقدر وسیع نہین ہوا ہے کہ اُس سے زمین کی قوت مین فیصدی پچاس یا پچیس کی کمی کی مکافات ہوجاے - پس اگر چند ہی آدمیون کا یہ قول ہوتا کہ مصر کی زمین کی سرسبزی و شادابی کم ہوتی جاتی ہے تو اسکو غلطی یا خبط کہکر ٹالدیتے لکن جب ہم دیکھتے ہین کہ اس قول کی تائید وہ سب لوگ بالاتفاق کرتے ہین جو مصر کے حالات سے بخوبی واقف ہین تو ہمکو یہ تسلیم کرلینا لازم ہے کہ اگرچہ کبھی کبھی یہ بات مبالغہ کے ساتھہ بیان کیجاتی ہے تاہم محض بے اصل نہین ہے - اور یہ امر تسلیم کرنا اسوقت چندان مشکل نہ رہیگا جبکہ ہمکو یہ معلوم ہو جائیگا کہ جو شخص علم فلاحت مین دخل رکھتا ہوا ور چند عرصہ سے جو کیفیت زراعت کی مصر مین ہے اُس سے بھی واقف ہو اُسکو خواہ مخواہ یہی امید ہوگی کہ اُس ملک کی اراضی کی قوت پیداوار بہت کم ہوگئی ہے -

مگر ایسے اقوال اُس ملک کے باب مین کیونکر تسلیم ہو سکتے ہین جو ہزار ہا برس سے نہایت درجہ سرسبز و شاداب مشہور چلا آتا ہے ؟ - کیا دریاے نیل اب نہین جاری ہے یا اُسکا دھارا بدل گیا ہے ؟ کیا آفتاب عالمتاب نے اپنا رخ پر نور کچھ چھپا لیا ہے اپنی جانبخش وجانفزا شعاع پہونچانے مین بخل کرنا شروع کیا ہے ؟ کیا ریگستان مصر مین ایسی باد خزان

چلی ہے جسنے ہرے بھرے کھیتون کو زرد رنگ مین آلودہ کردیا ہے؟ ایسا تو ہرگز نہین ہوا ہے۔ کوئی طوفان عظیم نہین آیا ہے۔ اچھا پھر اسکا کیا باعث ہے کہ وہ ملک جسمین باوجودیکہ زراعت کے بالکل ابتدائی طریقے جاری ہین تاہم ہزارہا برس سے زرخیز چلا آتا ہے اسکی زرخیزی اس زمانہ مین جاتی رہی ہے جبکہ زراعت مین بڑی بڑی ترقیان عمل مین آئی ہین اگر ناظرین اس کتاب (انگریزی) کا صفحہ ۲۴۰-۲۵۱ تک ملاحظہ فرمائین تو انکو اس سوال کے جواب کا مادہ مل جائیگا۔ مصر کی زمین کی قوت پیداوار جو عرصۂ دراز تک کم نہین ہوتی تو اسی وجہ سے نہین کم ہوئی کہ وہان زراعت صرف ابتدائی طریقون سے ہوتی رہی اور جو طریقۂ زراعت فراعنۂ مصر کے وقت سے صدی روان کے آغاز تک برابر جاری رہا اور جو وادی نیل مین اسیوط تک بعینہ اب تک جاری ہے اُسکے موافق جو فصل پیدا ہوتی تھی تو مصر کی زمین سے نہین پیدا ہوتی تھی بلکہ اُس مرطوب مٹی سے پیدا ہوتی تھی جو دریاے نیل کے سیلاب مین ہر سال وسط افریقہ سے بہ آیا کرتی تھی۔ اور اگر ایک چھوٹا سا ٹکڑا مصر کی زمین کا زراعت کے کام مین لایا جاتا تھا اور اسکی زرخیزی مین کچھ فرق آتا تھا تو اسکا سبب یہ تھا کہ کاشتکار سیلابی طریقۂ زراعت سے روئی اور گنے وغیرہ کی کاشت نہ کرسکتے تھے جو زمین کی قوت پیداوار کو سلب کردیتی ہے۔ مگر جب محمد علی پاشا نے وہ نیا طریقہ جاری کیا جس سے سال بھر برابر آبپاشی ہوا کرتی ہے اور اسمعیل پاشا نے اسکو اور زیادہ فروغ دیا اسوقت سے مصر کی زراعت کا رنگ بالکل بدل گیا ہے۔ یعنی اسوقت سے یہ دستور ہوگیا ہے کہ وہ اشیا جو زمین کی قوت پیداوار کو زائل کردیتے ہین اور جنکو زمانۂ قدیم اور قرن اوسط کے مصری جانتے بھی نہ تھے کہ روئی یا گنا کس کھیت کی مولی ہے اب وہ خود مصر کی زمین مین بوئی جاتی ہین اور اس پانی سے سینچی جاتی ہین سرسبز و شاداب کرنے والی مٹی بہت کم ہوتی ہے۔ اسکے وجوہ سابق مین بیان کیے گئے۔ کسان یہ تو جانتے نہین کہ علم کیمیا کو زراعت مین

کیا دخل ہے لہذا اُنکو یہ دیکھکر بڑا تعجب ہوتا ہے کہ چند سال کے بعد پیداوار کی مقدار کم
ہو جاتی ہے اور اُسکی عمدگی مین فرق آجاتا ہے پس اُنسے یہ کہا جاتا ہے کہ اس خرابی کا
علاج یہ ہے کہ زمین مین مٹی اُن ٹیلون کی لیکر جو آن مقامات پر ہین جہان اگلے زمانہ
مین شہر آباد تھے کھیتون مین بکھرا دو ۔ اس اگلے زمانہ کی مٹی مین وہ مادہ شورہ جو روئی
اور گنّے کی کاشت کے لیے درکار ہے بہت قلیل ہے مگر امونیا اور وہ اجزا جو صرف
مدت قلیل تک زمین کو تقویت بخشتے ہین بمقدار کثیر ہین ۔ لہذا اس مٹی کی تاثیر سے
چند روز تک یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی قدیم سرسبزی و شادابی نے عود کیا ہے لیکن
آخر کو بعینہ وہی نتیجہ ہوتا ہے جو اُس حالت مین پیدا ہوتا ہے جبکہ مریض کو مقویات تو بہت
دے دیے جائین مگر غذا مقوی بمقدار کافی نہ دی جاے ۔ یعنی بہت سی قوت دفعتہً
پیدا ہو کر چند روز مین خود بخود زائل ہو جاتی ہے اور اُسکے بعد مریض پیشتر سے بھی زیادہ
ضعیف و نقیہ ہو جاتا ہے پس معلوم ہوا کہ جو ترقیان مصر کے طریقۂ زراعت مین اسلیے
کی گئی ہین کہ وہان کی روئی اور شکر یورپ کے بازارون مین بھیجی جاے وہ منجملہ اُن
اسباب کے ہین جنسے اُس ملک کے قدیم انتظام زراعت مین خلل عظیم واقع ہوا ہے
اب اکثر غلا مین کو ہر سال روئی اور گنّا بافراط بونے کی ضرورت ہوتی ہے اور زمین کی ضمن ۱۲
سرسبزی و شادابی جس سے روئی اور گنّے کی فصل بافراط پیدا ہوتی تھی زائل ہوتی جاتی ہے

انتظام قدیم مین دوسرا خلل آب پاشی کے انتظام جدید کی وجہ سے واقع ہوا ہے
سابق مین تو مصر کا صیغۂ تعمیرات سرکاری قدیم سیلابی طریقۂ زراعت کی جملہ ضرورتون کو
رفع کرنے کے لیے کافی تھا مگر اب جو اصلاحین محمد علی پاشا اور اُسکے جانشینون نے
زراعت مین کی ہین اُنکی ضرورتون کو رفع کرنے سے قاصر ہے اور اس جدید اور پیچیدہ
طریقۂ آبپاشی کو کام مین لانے کی جو کوشش کی گئی ہے اُسمین کامیابی نہین ہوئی ہے
بلکہ قریب ہے کہ یہ طریقہ بالکل موقوف ہو جاے ۔

انتظام قدیم مین تغیر فقط ٹیکس کے سبب سے ہوا ہے۔ سابق مین یہ قاعدہ تھا کہ کسان کسیقدر فصل بطور ٹیکس کے دے دیتا تھا اور چندروز تک باندھ بناتا تھا اور نہرین کھودتا تھا اور اَور سرکاری کام کرتا تھا جنکے انجام دینے سے جو فرائض گورنمنٹ کے سُپرد تھے وہ ادا ہوجاتے تھے۔ اب اُسکو فصل بیچکر جتنا ملتا ہے اُس سے زیادہ روپیہ ٹیکس مین دینا پڑتا ہے۔ جب سے اسمٰعیل پاشا معزول ہوا ہے اُسوقت سے غالبًا کسان پر ٹیکس کا بار کم ہوگیا ہے مگر یہ خیال کرنا چاہیے کہ اب اس بار کا متحمل ہونا اُسکو آسان ہے اسواسطے کہ اب مالگزاری مین بہت باقی نہین پڑتی ہے کیونکہ جزو اعظم مالگزاری اراضی کا سالانہ فصل سے نہین ادا کیا جاتا بلکہ دیہات کے مہاجنون سے سودی روپیہ لیکر ادا کیا جاتا ہے اور اب وہ مہاجن اپنے روپیہ کے لیے غل مچا رہے ہین۔

پس کیا وجہ ہے کہ فلاحین اپنے قدیم اور سادہ طرز معیشت کو پھر نہ اختیار کرین
اور روئی اور شکر کی کاشت کو ترک نہ کرین اور دریاے نیل کی اُس مٹی مین جو اب بھی ص ۱۴۳
سابق کی طرح وسط افریقہ سے بہ بہ کر چلی آتی ہے لوبیا اور اَور سادی چیزین نہ بویا کرین اور ٹیکس کی عوض مین غلہ نہ دیا کرین یا اُسکے بدلے نہرین وغیرہ کھود دیا کرین اور یورپ اور اُسکی تہذیب اور شایستگی سے جو اُنکی جان کا جنجال ہوگیا ہے قطع تعلق نہ کرلین؟ افسوس ہے کہ جب کوئی بات کسی قوم سے مدت سے جاتی رہتی ہے تو اُسکا پھر آنا غیر ممکن ہے اور اس قاعدہ سے اہل مصر مستثنی نہین ہین۔ جب سے وہ تغیرات ہو رہے ہین جنکے باعث سے مصر کا انتظام قدیم منقلب ہوگیا ہے اُسوقت سے اِس ملک کے قومی قرضہ کی مقدار بہت ہوگئی ہے مگر اُسپر کیا منحصر ہے یورپ کی مہذب و شایستہ سلطنتون پر بھی قومی قرضہ کا بار بہت ہوگیا ہے۔ اور باوجودیکہ اب جو نیا طریقہ زراعت مصر مین جاری ہوا ہے اُس سے پیداوار مین افزونی ہوئی ہے تاہم قومی قرضہ کا ششماہی سود ادا کرنا اب بھی مشکل ہوجاتا ہے پس اگر اب اس ملک مین

طریقہ قدیم پھر جاری کیا جاے تو جتنا سود ادا کرنا چاہیے اُسکا عشر عشیر بھی نہ ادا ہو سکیگا
قطع نظر اسکے جب سے اُس ملک مین قومی قرضہ لیا گیا ہے اُسوقت سے اہل یورپ
کی تجارتی اور ملکی اغراض اُسمین اسقدر شامل ہو گئے ہین کہ اگر شاید کچھ معجز نمائی
کرکے وہ قرضہ ادا کیا جاے تو بھی اہل یورپ سے قطع تعلق کر لینا اُسکو (مصر کو)
ممکن نہین ہے۔ شاید اُس قومی فریق مین جو مرحوم و مغفور ہو چکا ہے کچھ سودائی
لوگ ایسے بھی ہون جو ایسے لغو خیالات رکھتے ہون مگر ایسے خیالات نے تجربہ کار
ارباب سیاست کے ذہن مین یقیناً کبھی نہین خطور کیا۔ شاید کوئی صاحب علم کیمیا
مین ایسا عبور رکھتے ہون کہ شیر و شکر مین جدائی کی کوئی تدبیر نکالین مگر یقین کرکے
مانیے کہ کسی سیاست دان مین یہ قدرت نہین ہے کہ کسی تدبیر سے اہل یورپ کا
دخل مصر کے معاملات سے اُٹھا دے۔ چالاک اور بلند ہمت اغیار اور بیوقوف
و ضدی مصریون مین اتنی مدت سے لشت ہو رہی ہے کہ اغیار کو سرسری طور سے
مصر سے نکال دینا اب محال ہو گیا ہے۔ اب صرف اتنی تدبیر ہو سکتی ہے کہ
مصریون کی حق تلفی نہونے پائے اور اُنکی مدد اُن باتون مین کیجاے جنمین وہ
مخالفین کے بہ نسبت کمزور ہین اور یہ امر ایسا ہے جسکو گورنمنٹ انگلشیہ مصری حکام
یا مصریون کی پارلیمنٹ کی بہ نسبت زیادہ آسانی سے انجام دے سکتی ہے۔ یہ صحیح
ہے کہ ہمارے امکان مین یہ بات نہین ہے کہ پارلیمنٹ کے ایکٹ کے ذریعہ سے
مصر کی زمین کو زیادہ زرخیز کر دین یا مصر کے قومی قرضہ کو کم کر دین یا فلاحین کو سود خور
مہاجنون کے قرضہ سے بری کر دین مگر مصر کے کاشتکارون کی حالت مین ضمناً اصلاح
کرنا البتہ ہمارے امکان مین ہے۔ اگر اتنا بھی ہمسے نہو سکے تو پھر مصر مین ہمارا جانا محض
بیکار ہوا اسواسطے کہ ملکی یا انتظامی اصلاحات سے کسی قوم کی رفاہ و بہبود اُسوقت تک
نہین ہو سکتی جب تک کہ عامۂ خلائق کی حالت ایسی ابتر ہے جیسی مصر کی رعایا کی ہے

یہ مقدمہ ایسا ہے جسکی ہمکو دل سے فکر ہے اسوجہ سے شاید میری تحریر مین طول ہوگیا ہو لہذا بالفعل ہمکو موقوف رکھتا ہون اور جو چیدہ چیدہ باتین لکھ چکا ہون انکا خلاصہ بیان کرتا ہون تاکہ جو مسئلہ حل کرنا منظور ہے اسکی کچھ حقیقت معلوم ہوجائے اگر مین اس مسئلہ کو خوب سمجھا ہون تو میرے نزدیک یہ امور ذیل پر مشتمل ہے۔

(۱) مقرر کرنا اُس قسم کی فوج اور پولیس کا جو باعث امن وامان کا ہو۔

(۲) امور انتظامی مین اور عدالتون کے انتظام مین وہ اصلاحین عمل مین لانا جنکی نہایت ضرورت ہے۔

(۳) کاشتکارون کے حال مین اصلاح کرنا۔

(۴) مصر کی رعایا کو بعض ملکی اختیارات عطا کرنا نہ اسوجہ سے کہ اُنکی ضرورت شدیدہ بالفعل لاحق ہے بلکہ اسلیے کہ آیندہ کی ضرورتین رفع ہون اور جو وعدہ ہماری گورنمنٹ نے کیا ہے وہ بھی وفا ہوجاے۔

اب ہمکو یہ تحقیق کرنا ہے کہ یہ امور کسقدر حل ہوچکے ہین اور کس قدر حل ہونے باقی ہین فقط۔

باب دوازدہم

مصر کے مسئلہ کو حل کرنے کی ترکیب کے

بیان مین

مصر مین جنگ زرگری اور جنگ حقیقی دونون اس پھرتی اور خوبصورتی سے ہوئین کہ جو لوگ اپنے تئین مصر کے معاملات مین نہایت مستند القول سمجھتے تھے اُنکو بھی امید نہ تھی کہ ایسی گتھیان اس آسانی سے سُلجھ جائینگی - انگلستان کی جنگ زرگری اور جنگ حقیقی کی تاریخ مین بس یہ ایک بات استقلال اور قوت اور خوبی کے ساتھ انجام پائی ہے مگر بڑا امر یہ ہے کہ تقدیر نے بھی یاوری کی یا یہ کہیے کہ بن پڑی کیونکہ جب دنیا کے معاملات مین استقلال اور جودت کو دخل دیا جاتا ہے تب اکثر بن ہی پڑتی ہے لارڈ ڈفرن اور سر بوچامپ سیمور اور سر گارنٹ وُلزلی کا شکریہ کہان تک ادا کیا جائے جنکی حسن سعی سے ہماری عملداری مصر مین آخر بادستمبر تک بخوبی ہو گئی اور ٹرکی فوج یا اور کسی ملک کی فوج کی ضرورت نہین ہوئی نہ یورپ کی کسی سلطنت کی دست اندازی کی حاجت ہوئی - الغرض میدان بالکل صاف ہو گیا اور ہمکو انتظام جدید کی لیاقت کے اظہار کا خوب موقع ملا -

اُسکے بعد تھوڑے عرصہ تک توقف رہا جس سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ مصر کی حالت کے باب مین جو خیالات گورنمنٹ انگلستان کے ہین وہ صحیح نہین ہین اور جو انتظام کا خاکہ گورنمنٹ انگلشیہ نے جھٹ پٹ بنا لیا ہے وہ مصر کے حالات سے مناسب نہین ہوتا جس طرح ہمارے دوست عثمان کو ایک معمولی تازی اور متلون مزاج گرجن گینز

ہاتھ لگ گئی تھی اُسی طرح ہماری گورنمنٹ کو ایک سفید ہاتھی ملگیا تھا اور ہمارے ملکی و داب خانہ کے داروغہ بہت حیران تھے کہ اسکو کیا کرین اور کہان لیجائین سر اڈورڈ مالٹ اپنے افسران اعلی کے معتمد علیہ تو تھے مگر چونکہ مدت تک افکار مین مبتلا رہے تھے اور محنت بھی بے حد کی تھی لہذا ضعیف ہو گئے تھے اور لوگون کو اُنکی طرف سے یہ اندیشہ تھا کہ مبادا کوئی موج ایسی بڑھ آئے جو اُنکو بہالیجائے —

بعض بے ادب آدمیون کے علانیہ کلام سے یہ مترشح تھا کہ وہ موج واقع مین ایسی زبردست ہے کہ خود ہماری گورنمنٹ کو بہائے لیے جاتی ہے اور ابتک تو ہماری قوم جنگ زرگری اور جنگ حقیقی دونون مین کامیاب ہوئی تھی لیکن اب عنقریب تھا کہ امور ملکی مین اُسکی بڑی بدلیاقتی ظاہر ہو پس انگلستان مین ارکان دولت بلکہ جملہ خاص و عام کو یہ ثابت ہوا کہ ایسی حالت مین تلافی مافات کرنا اور اس مہم کو بالکل سر کر لینا اسپر موقوف ہے کہ القاہرہ مین کوئی نیا آدمی بھیجا جاے جو چشم بصیرت اور دست زبردست رکھتا ہو۔ وہ ساعت کیا نیک تھی جبکہ لارڈ گرانول وزیر دول خارجیہ نے مصر کے لیے اُس شخص کو تجویز کیا جو قسطنطنیہ مین انگلستان کا سفیر تھا۔ لارڈ صاحب موصوف کو اکثر مواقع پر لارڈ ڈفرن کی عقل سلیم اور جودت و حذاقت کی کیفیت معلوم ہو چکی تھی اور اُنکا یہ قیاس صحیح تھا کہ جس شخص مین علاوہ کمالات باطنی کے یہ اوصاف ظاہری بھی موجود ہون کہ امیر موروثی ذو الخطاب اور انگلستان کا سفیر دولت عثمانیہ مین ہو اور متعدد اعلی درجہ کے خطابات حاصل کر چکا ہو اُسکا وقعت و وقار القاہرہ مین ایک معمولی قسم کے سفیر انگلستان کی بہ نسبت بمراتب زیادہ ہوگا لہذا ایک خاص خدمت لارڈ ڈفرن کے سپرد کی گئی جسکا کوئی ٹھیک سرکاری نام نہین ہے اور ۲۲ نومبر ۱۸۸۲ء کو وہ قسطنطنیہ سے جہاز پر سوار ہو کر اسکندریہ کو روانہ ہوے اگرچہ سلطان روم اور اُنکے اہل دربار لارڈ صاحب ممدوح الالقاب سے بہت خوش تھے تاہم سلطان نے اُنکے جانے پر بڑا افسوس ظاہر کیا مگر اسکی اصل وجہ یہ نہ تھی

سلطان

کہ سلطان لارڈ ڈفرن سے دلی انس و محبت رکھتے تھے بلکہ اسکا باعث یہ تھا کہ سلطان کو اس بات کا اندیشہ تھا کہ وہ عاقل و مدبر شخص جسنے ہماری کاٹ پھانس کو مصر مین چلنے دیا جب مصر مین پہونچیگا تو اُس سے بھی زیادہ غضب ڈھائیگا اور آفت جوتیگا جتنی قسطنطنیہ مین ہلچل ڈال دی تھی۔ وہ دن بھی مجھے ہمیشہ یاد رہیگا جس روز سے پھر کو لارڈ ڈفرن دار الخلافت قسطنطنیہ سے مصر کو روانہ ہوے اُسوقت جو شخص اُس دودی جہاز کو جسپر لارڈ صاحب ممدوح سوار تھے ایوان سلطانی یلدز کیوسک سے بکمال غور دیکھ رہا تھا وہ اپنے دل مین یہ سوچ رہا تھا کہ یہ جہاز صرف لارڈ ڈفرن اور لیڈی ڈفرن اور اُنکے چند سکرٹریون ہی کو نہین لیے جاتا ہے بلکہ سلاطین روم کو جو صدہا برس سے صرف برائے نام حکومت مصر مین حاصل تھی اور جسکو سلطان عبد الحمید چاہتے ہین کہ حکومت انتظامی و واقعی کے درجہ تک پہونچا دین اُسکو بھی لیے جاتا ہے اُس مرد مدبر کو جو اُسوقت قصر سلطانی کے بام بلند پر کھڑا ہوا لارڈ ڈفرن کی روانگی کی سیر کر رہا تھا ظن غالب اس بات کا تھا کہ لارڈ صاحب موصوف نے سفیر کے خطاب کو ویسرائے یا نائب السلطنت کے خطاب سے جو پہلے خطاب سے بڑھا ہوا ہے باطناً بدل لیا ہے اور اب دولت عثمانیہ کے باقی اعضا مین سے ایک اور عضو قطع ہونے کو ہے جب لارڈ ڈفرن حضرت سلطان المعظم سے وداع ہونے لگے تھے تو اُسوقت کچھ تشفی کے کلمات فرمائے تھے اور باب العالی سے یہ بھی عرض کیا تھا کہ میرا قصد قسطنطنیہ مین مراجعت کرنے کا ہے مگر ایک سفیر باتدبیر قسطنطنیہ سے چلتے وقت چند مبہم اور شفقت آمیز کلمات کہے اُنکا کیا اعتبار ہو سکتا ہے ــ

جب لارڈ ڈفرن القاہرہ مین پہونچے تو وہان کے معاملات کو بہت ابتر پایا اور اگر اُنکو کچھ ہدایات انگلستان سے پہونچے تھے تو اُنکو ضرور معلوم ہو گیا ہوگا کہ جو بار عظیم مجھپر ڈالا گیا ہے وہ ان ہدایات سے ہلکا نہین ہو سکتا اُسوقت مصر کی کیفیت

اُس مکان کی سی تھی جسمین کسی بڑی لڑائی کے وقت مورچہ باندھا جاے اور جسپر گولے ۵۳
اور گراب بس شدت سے پڑی ہو کہ اُسکی بنیاد تک ہل گئی ہو اور جو صرف کھنڈر باقی
رہگیا ہو جسکے پارہ پارہ ہوجانے کا ہر وقت خوف ہو۔ اس مکان کو منہدم کرنے مین
گورنمنٹ انگلشیہ نے جبراً و قہراً قرار واقعی شرکت کی تھی اور اب چاہتی تھی کہ اس ص ۲۴
مکان شکستہ کو از سر نو اس خوبی سے تعمیر کرے کہ زمینداروں پر کیا منحصر ہے ساری
دنیا راضی و خوشنود ہو۔ مگر جب اُسنے یہ کام اپنے ذمہ لیا اُسوقت اُسکو یہ معلوم تھا
کہ یہ مکان (مصر) بالکل مسمار ہوگیا ہے اور اُسکو حالت سابقہ پر لانے کے لیے لائق آدمی
اور کافی سامان ملنا دشوار ہے لیکن آخر کو ایک نہایت لائق معمار ملگیا جسکو اپنی عزت
اور نیکنامی کی وجہ سے خواہ مخواہ کچھ آزادی عمل حاصل ہوئی مگر وہ ایسے قیود سے مقید کردیا گیا
جو اس شخص کو بہت ناگوار گذرے ہونگے جسکو خدا نے ایسی عقل سلیم اور ذہن صائب اور
طبع رسا عنایت کی تھی۔ اُسکو یہ منظور نہ تھا کہ اُس مکان کی دیوار ہاے کہنہ و شکستہ کو
منہدم کرکے از سر نو تعمیر کرے بلکہ اُسکا منشا یہ تھا کہ جو کچھ تغیرات اس مکان مین کیے جائین
حتی الامکان پرانا مصالح اُنمین لگایا جاے اور دیسی آدمیون سے کام لیا جاے
جو نقشے وہ معمار بنائے اُنمین نہ زمینداروں کے اخراج کا نام بھی نہو بلکہ اُنکے حقوق اور خواہشون
کا لحاظ رکھا جاے اور اُن لوگون کے حقوق اور خواہشون کا بھی خیال رکھا جاے جنکو
یہ امید موہوم تھی کہ ایک وزیر جایداد ہمکو وراثتاً یا دوسرے طور سے ملیگی۔ نیا مکان جو
بنایا جاے تو پرانے مکان سے زیادہ مضبوط اور کشادہ ہو اور فن عمارت ملکی مین جو نئے
اور فرزانہ خیالات اب پیدا ہوے ہین اُنکے زیادہ تر موافق ہو اور چند ہی مہینے کے
عرصہ قلیل مین اُس مکان کی تعمیر ختم ہوجاے اور سج بھی دیا جاے اور اسباب بھی لگا دیا جاے اور
آباد بھی کردیا جاے بلکہ چند مہینے کی مہلت ملنے کا بھی یقین نہ تھا کیونکہ بعض معزز آدمی انگلستان
مین ایسے بھی تھے جو یہ کہتے تھے کہ اس مکان شکستہ کی تعمیر کا ٹھیکہ فوراً توڑ دیا جاے اور یا کل مکان

کی راے پر چھوڑدیا جاے کہ اپنے مکان کو جو چاہے کرے جو ہین یہ معلوم ہوا کہ معمار کی
آزادی فعل پر ایسی ایسی قیدین لگائی گئی ہین اسوقت اکثر تماشائیون نے جو اس ملک
(مصر) کے باشندے یا غیر ملک کے رہنے والے تھے بالاتفاق اور بلاتامل کہدیا کہ اس
مہم کی تقدیر مین ناکامی لکھی ہے مگر معمار نے اپنے نفس پر بھروسا کیا اور عوام الناس کے
شوروغل کی سماعت نہ کی اور اپنے کام مین بڑی مردانگی سے مشغول ہوا اور ایسی خوبی سے
اسکو انجام دیا جسکی امید نہ تھی۔ اگر اُسنے اُن بدگمان آدمیون اور خودرائے نکتہ چینون کو
جو اپنے ذاتی اغراض یا حب الوطن کے جوش سے خدا سے چاہتے تھے کہ اس مہم مین
ناکامی ہو بالکل ساکت وصامت نہین کر دیا تو اقل مراتب یہ تو کیا کہ اے عوام کو
پلٹ دیا اور اکثر ارباب بصیرت اور اہل جرٔت کی زبان سے یہ کلام سننے مین آیا کہ "اگر لارڈ
ڈفرن یہان صرف ایک برس قیام فرمائین تو بگڑا ہوا کھیل بنجائے اور اگر اُنکے مقام پر گورنمنٹ
انگلشیہ کسی لائق آدمی کو مقرر کر کے بھیجے اور اُسکی تائید بقدر ضرورت کرے تو کچھ بھی
اندیشہ کا مقام نہین ہے" فی الواقع لارڈ ڈفرن صرف اپنے ہی نفس پر بھروسا نہین
رکھتے تھے بلکہ انہین یہ بھی صفت تھی کہ اپنا بھروسا اورون کے دل مین ڈالدیتے تھے
اور جو شخص کچھ بھی لیاقت رکھتا تھا اُسکی ملاقات سے اُنھون نے کبھی نہین انکار کیا اور
جو شخص اُنسے ہمکلام ہوا اُسکو یہ یقین ہو گیا کہ باوجود اس خُلق ومروت اور اس خوش آیند تبسم
کے اُنکی عقل بڑی تیز اور وسیع اور باریک بین معلوم ہوتی ہے اور نہایت مستقل مزاج اور
قوی الارادہ آدمی معلوم ہوتے ہین اور جو لوگ اُنکی ماتحتی مین کام کرتے تھے اُنکو تجربہ سے
معلوم ہو گیا تھا کہ اس نرم مخمل کے دستانہ مین جو ہاتھ چھپا ہوا ہے وہ بڑا ہی زبردست ہاتھ ہے
مصر کی خراب حالت کو درست کرنے سے پیشتر اس امر نازک کا تصفیہ کرنا لازم تھا
کہ سرداران فوج باغی کے ساتھ کیا سلوک کیا جاے۔ اس کام کا یہ جز نہایت
مشکل ثابت ہوا کیونکہ اُسکو بڑی ہی خرابی اور الجھن مین ڈال رکھا تھا مصر کی گذشتہ

یہ چاہتی تھی کہ سرداران باغی بے تکلف قتل کیے جائین مگر یہ مسئلہ ایسا پیچیدہ تھا کہ
سرسری طور سے حل نہو سکتا تھا کیونکہ سرداران موصوفین کو حکام مصر نے گرفتار نہین
کیا تھا بلکہ انھون نے خود ہماری (انگریزی) فوج کے آگے ہتھیار ڈال دیے تھے اور ہمنے
اُنکو پکڑ کر خدیو کے حوالہ کیا تھا۔ اگرچہ ہمارا یہ دستور ہے کہ جو لوگ ہم سے باغی ہو جاتے ہین
اُنکو ہم اکثر اوقات بے تکلف پھانسی دیدیتے ہین مگر ہمارا یہ قاعدہ نہین ہے کہ جن لوگون کو
مصالح ملکی سے گرفتار کرلیا ہو اُنکو ایک غیر سلطنت کے حوالہ کردین۔ الا اُس صورت مین
جبکہ اُنپر کسی معمولی جرم کا الزام لگایا گیا ہو اور اُس صورت مین بھی اس شرط سے کہ
ملکی بداعمالیون کی سزا اُنکو نہ دیجاے۔ پس یہ دلیل ہوسکتی تھی کہ ہم خود تو عربی اور اُسکے
شرکا کو اسوجہ سے نہین سزا دے سکتے ہین کہ وہ ہم سے باغیون کی نسبت نہ رکھتے تھے بلکہ غنیم
کی نسبت رکھتے تھے اور چونکہ ہمنے اپنے دستور قدیم کی خلاف ورزی کرکے اُنکو خدیو کے
حوالہ کردیا تھا جو اُنسے آزردہ تھا لہذا ہمکو یہ دیکھنا لازم تھا کہ ہر قسم کا انصاف اُنکے ساتھ
کیا جاے۔ اس فیض بخش و فیض رسان راے عوام کی عظمت کے لحاظ سے اور مسٹر الفرڈ بلنٹ
کی درخواست کے موافق لارڈ گرانول وزیر دول خارجیہ نے مصر کی گورنمنٹ کو اطلاع
دی کہ مجرمون کو اجازت دیجاے کہ اپنی طرف سے جوابدہی کرنے کے لیے انگریز بارسٹرون
کو مقرر کرین تاکہ مصر کی عدالتون مین اُنکے ساتھ کچھ ناانصافی نہونے پاے۔ پہلے تو مصر کے
وزرا نے باین خیال کہ اس فعل سے خواہ مخواہ ایک ہرج مرج ہو جائیگا اور جسکو وہ اپنے زعم
ناقص مین عدل و انصاف سمجھے تھے اگر اسمین کچھ خلل پڑیگا تو خدیو کی حکومت کی ص ۲۲۵
وقعت معرض خطر مین پڑجائیگی انکار کیا لیکن آخر کو مجبوری قبول کرلیا۔ الغرض مسٹر براڈلی
بڑے بارسٹر اور مسٹر مارک نیپیر چھوٹے بارسٹر مقرر ہوکر عربی کی طرف سے جوابدہی
کرنے کو القاہرہ مین پہونچے۔ ان دونون بارسٹرون کو جلد معلوم ہوگیا کہ بغاوت کے
زمانہ مین بعض ایسی سخت بیضابطگیان ہوگئی تھین کہ عربی کو یہ ثابت کرنا نہایت

دشوار ہے کہ ہمارے موکل یعنی مدعا علیہم جرم بغاوت کے مرتکب ہوے ہین اور قواعد
شہادت کے بموجب اس سے بھی زیادہ مشکل یہ امر ثابت کرنا تھا کہ عرابی اور اُسکے رفقا
اسکندریہ کے قتل عام اور بربادی مین شریک ہوے تھے۔ علاوہ برین بارسٹران صفائی نے
یہ بھی ایک چالاکی کی کہ مصر کی گورنمنٹ سے باضابطہ اجازت حاصل کرکے اس قسم کی کارروائی
کی جس سے اس مقدمہ کو وہ وقعت اور شہرت حاصل ہو گئی جو کسی بڑے سرکاری مقدمہ کو
ہوتی ہے اور اُسکی روبکاری مین خود خدیو اور اُسکے وزرا اور سفیران سلطان روم
اور اور اشخاص جو نہایت معزز و موقر تھے شریک ہوے اور گواہ قرار دیے گئے اور
اظہار لینے کے وقت اُنپر خوب جرح و قدح کی گئی۔ پس جب لارڈ ڈفرن القاہرہ مین پہونچے
تو اس مقدمہ کو اُلجھن مین پایا اور براہ دانشمندی یہ سمجھے کہ اتنے بڑے مقدمہ سے
خواہ مخواہ سارے شہر مین تہلکہ پڑ جائیگا اور اُسکو ملتوی بھی ضرور رکھنا پڑیگا اور یہ دونون
باتین اسوجہ سے اور زیادہ نامناسب ہین کہ مدعی نے جو باغیون اور قاتلون کی شرکت کا
الزام مدعا علیہم پر لگایا ہے آخر کو وہ قانوناً ثابت نہو سکیگا اور مقدمہ ہر جائیگا مگر یہ بھی لارڈ
ڈفرن کو منظور نہ تھا کہ عدالتانہ کارروائی مین حاکمانہ دست اندازی کرین اور یہ تاکید
کرین کہ مجرم یا تو فوراً سزا پائین یا بری کر دیے جائین۔ اس مقام نازک مین لارڈ ڈفرن
نے اپنی دوراندیشی اور لیاقت کو خوب ظاہر کر دیا۔ اُنھون نے سرکاری طور سے تو اس
کارروائی مین دست اندازی نہین کی مگر اپنے رسوخ ذاتی کو دخل دیکر بأحسن وجوہ
مصالحہ کرلیا اور شرائط مصالحہ یہ قرار پائے کہ مدعی ان الزامات سے دست بردار
ہوجاے جو اُسنے مدعا علیہم پر لگائے گئے تھے اور جنکا قانوناً ثابت ہونا غیر ممکن تھا اور
مجرم بغاوت کے الزام کو بلا عذر و منت قبول کرلین بشرطیکہ اگر جج سزاے موت کا حکم
صادر کرین تو خدیو اُسکو جلاوطنی کے حکم کے ساتھ مبدل کرین۔

اسوقت تک تو حکومت اور انتظام کی عمارت شکستہ ازسرنو تعمیر ہوئی تھی مگر

جس زمین پر وہ عمارت قائم تھی اسکی جانچ پڑتال ہو رہی تھی اور اسکی کوئی چھوٹی چھوٹی بنیادین
جانچی جاتی تھین اور وہ اصول قرار دیے جاتے تھے جنکے موافق اسکو از سر نو بنانا منظور
تھا لیکن اسکے سرسری معاینہ سے جو عام نتایج مشروط نکالے گئے تھے وہ مصری ارباب سیاست
کی راے سے بالکل موافقت نہ رکھتے تھے۔ جو ذوق وشوق انھون نے عربی اور اسکے رفقا
کے سر ہی قتل کے باب مین ظاہر کیا تھا وہ صرف ایک پیرایہ انکی عام حکمت عملی کا تھا۔
مصر مین جو گورنمنٹ از سر نو قائم ہوئی تھی اسنے اور اسکے طرفدارون نے مشرقی کوتہ اندیشی
اور خواہش انتقام کو دخل دیکر یہ چاہا تھا کہ جو صدمے اور ذلتین ہمکو باغیون کے ہاتھ سے
پہونچی ہین انکا انتقام شدید انسے لیا جاے اور ترک اور سرکاشیا والے بر سر حکومت
رکھے جائین تاکہ انکے خوف و دہشت سے آیندہ کوئی فتنہ و فساد فلاحین کے نام سے
نہ برپا کیا جاے۔ انمین سے بعض صاحبون نے مجھسے یہ کیفیت اکثر مفصل و مشرح بیان کی
کہ ہماری دانست مین صرف ایک یہی طریقہ ایسا تھا جس سے خدیو کی وقعت اور حکام مصری کی
حکومت دوبارہ قائم ہو سکتی تھی۔ یہ حضرات مجھسے فرمایا کرتے تھے کہ آپ کیا جانین کہ عموماً
اہل مشرق اور خصوصاً اہل مصر کس قماش کے لوگ ہین۔ مشرقی آدمیون کی (اور چونکہ
اہل مصر بھی ایک شعبہ اہل مشرق کا ہے لہذا انکی بھی یہی کیفیت سمجھیے) یہ کیفیت ہے کہ انکی
ساری عمر قرباش (کوڑے) کے خوف مین بسر ہو جاتی ہے اور جو فرایض گورنمنٹ کے انکے
ذمہ ہین انکو ادا کرنے کا صرف ایک ہی محرک انکو ہوتا ہے۔ وہ محرک خوف ہے۔ جب انکو معلوم
ہوتا ہے کہ جو لوگ برملا بغاوت کرتے ہین انکو سرکار کچھ سزا نہین دیتی ہے تو وہ یہ قیاس کر لیتے
ہین کہ سرکار کچھ مال ہی نہین ہے اور اسکی عزت اور اطاعت کرنا بیکار ہے۔ یہ قیاس خود
اہل مصر کے تجربہ ذاتی سے اور انکے اسلاف کے تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے انکو یقین دلانا
غیر ممکن ہے کہ دنیا مین کوئی گورنمنٹ نیک نیت اور رعایا کی طرفدار بھی ہے اگرچہ وہ لوگ جاہل اور احمق ہین
مگر اتنی عقل رکھتے ہین کہ قوت اور ضعف مین امتیاز کر لین جب یورپ کے مدبران مین فطین

یہ گمان کرتے تھے کہ عربی مین اتنی قدرت نہین ہے کہ خدیو کی سلطنت کو تہ و بالا کر دے
اُسوقت سادہ لوح اور جاہل فلاحین یہ سمجھ گئے تھے کہ عربی بڑا کڑا آدمی ہے اور خدیو سے
زیادہ اقتدار رکھتا ہے پس عربی کی اطاعت کرنا چاہیے اور خدیو کو صرف برائے نام
بادشاہ سمجھنا چاہیے۔ اسیوجہ سے مشرقی ملکون مین وقعت اکثر اوقات سخت گیری کا
کام دیتی ہے جیسی سخت گیری عدل و انصاف اور اور بہت سے اوصاف حمیدہ کا
کام دیتی ہے جو اہل یورپ کے زعم ناقص مین ہر قسم کی گورنمنٹ کے لوازم ضروریہ مین داخل
ہین خدیو کی وقعت کو تو عربی نے خاک مین ملا دیا اب آپ (انگریز) لوگ اُس کام کو
پورا کر رہے ہین جسکی ابتدا عربی سے ہوئی تھی۔ جب گورنمنٹ کی وقعت تشریف لیگئی تو
اسکو سخت گیری سے کام لینا لازم ہے اور جب تک اُسکی وقعت عود نکرے اسوقت تک
سخت گیری کرتی رہے۔ اسمین شک نہین کہ آپ لوگ (انگریز) بڑے نیک نیت ہین
لیکن آپکی لیاقت عملی کا جیسا شہرہ ہے اگر اُسکی نصف لیاقت علمی بھی آپ رکھتے ہین تو آپ
خود سمجھ جائینگے کہ آپ اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ رہے ہین۔ بمقتضے اپنی رحمدلی کے
آپ چاہتے ہین کہ غیر ضروری سخت گیری بالکل موقوف ہو جاے مگر جب آپ خدیو کو اپنی
وقعت دوبارہ نہین حاصل کرنے دیتے تو گویا آپ اُس چیز سے مانع ہوتے ہین جو
سخت گیری کا نعم البدل ہے اُن لوگون سے استصواب کیجیے جنکی رگ و پے مین مشرقی خون
دوڑا ہوا ہے اور جو مدتون سے اس ملک کے حالات کو جانتے ہین وہ سب بالاتفاق یہی
کہینگے کہ مصر مین پہلی اصلاح یہ کرنی چاہیے کہ ہر شہر مین چند باغیون کو پھانسی دیدیجاے جب
اسطور سے آپ گورنمنٹ کا جوہر ذاتی پیدا کر لینگے تب آپکو اختیار ہے کہ دو ملکی کمیٹیان یا اور قسم کا
سامان نمائش اختراع کر کے جہانتک ممکن ہو خوب اپنا جی بہلائیے اور مزے اڑائیے۔

تقریر مذکورہ بالا گویا عمدہ نمونہ اہل مشرق کی منطق دانی اور سیاست آزمائی کا ہے
جو اصول اس تقریر مین بیان کیے گئے ہین اُنکے بموجب اور جو خواہش انتقام اسمین ظاہر

کی گئی ہے اُسکے موافق گورنمنٹ نے یہ امر قرار دیا کہ بہت سے اشخاص کو جو اس بغاوت مین کم و بیش شریک ہوے تھے سزا دیجاے اور مصری فوج اور پولیس برطرف کیا جاے اور اُنکی جگہ پر البینیا والون کی فوج اور ایسا پولیس رکھا جاے جسمین یورپ کی مختلف قومون کے لوگ بھرتی کیے جائین۔ دارالخلافت اور بیرونجات کے جیلخانے اُن مجرمون سے بھر گئے تھے جنپر شرکت بغاوت کا الزام لگایا گیا تھا یا فقط شبہہ ہوا تھا اور ممالک وطن آسٹریا اور سوٹزرلینڈ مین صدہا آدمی پولیس کے لیے نوکر رکھے گئے کیونکہ اُن غیر ملک کے لوگون سے یہ اندیشہ نہ تھا کہ مصریون کی بغاوت مین پوشیدہ طور سے شرکت کرینگے

لارڈ ڈفرن نے اس ساری کارروائی کو فوراً موقوف کر دیا اور بمقتضاے اپنی دوراندیشی اور نیک نیتی کے اس انتظام کو بہت ناپسند کیا اور خود درمیان مین پڑکر خدیو اور اُسکے وزرا سے اُسکو موقوف کرا دیا۔ لارڈ صاحب موصوف نے اپنے ذہن مین یہ حکمت عملی قرار دی تھی کہ نئی سلطنت کی بنا تہدید و تخویف پر نہ قائم کیجاے بلکہ عدل و انصاف اور خوش انتظامی پر قائم کیجاے اور غیر ملک کے لوگ جو رکھے جائین تو اسلیے نہ رکھے جائین کہ مصریون کو دبائے رہین بلکہ اُن خدمات مخصوصہ کو انجام دینے کے لیے رکھے جائین جنکی انجام دہی کی لیاقت مصریون مین نہ تھی لہذا جو اشخاص جرم بغاوت مین ماخوذ ہوے تھے وہ فوراً رہا کر دیے گئے اور غیر ملکون مین پولیس کے لیے لوگون کا بھرتی ہونا موقوف کیا گیا اور جو مفسدہ پرداز اہل پولیس غیر ملکون مین بھرتی ہو کر مصر مین آ چکے تھے وہ اپنے اپنے وطن کو واپس کیے گئے اور مصریون کی فوج اور مصریون ہی کا پولیس مقرر کرنے کا انتظام سر ایولن ووڈ اور بیکر پاشا سے متعلق کیا گیا۔

جب لارڈ ڈفرن اس ترکیب سے بغاوت کا خاتمہ بالخیر کر چکے اور جس قدر فوج امن و امان قائم رکھنے کے لیے درکار تھی اُسکو مقرر کرنے کے لیے تدابیر ابتدائی عمل مین لا چکے تب اُنکو اتنی فرصت ملی کہ اُنھون نے مصر کی حالت موجودہ کے مختلف جزئیات پر

غور کرنا شروع کیا اور انتظام جدید کی تیاری کرنے لگے۔ انتظام جدید مین یہ امر انکو ملحوظ تھا
کہ مصر کے حالات مخصوصہ کے موافق و مناسب ہوا ور گورنمنٹ انگلشیہ و انگلستان کی رعایا
عوام بھی اُسکو پسند کرے۔ جب اُنھون نے امور جزئی کا بنظر غور سے ملاحظہ کیا تو جو خیال اُنکو
پہلے ہوا تھا اُسکی تصدیق ہوگئی یعنی اُنکو یہ بات ثابت ہوگئی کہ اگر حکیمانہ اور حیا نظایات
سے قطع نظر کیجائے تو بھی عمدہ ترین حکمت عملی اسکی مقتضی نہین ہے کہ ایک ڈرانے والی
اور دھمکانے والی سلطنت قائم کیجائے اور اُسکی پشتی پر غیر ملک کے لوگون کا پلٹن و فوج
مقرر کیجائے بلکہ بہترین حکمت عملی کا مقتضے یہ ہے کہ ایک فیض بخش و منفعت رسان حکومت خود
اہل مصر کی قائم کیجائے اور چند لائق و فائق اغیار اُسکے مدد و معاون مقرر کیے جائین۔ جو
لوگ لارڈ ڈفرن کی بہ نسبت کمتر عقیل اور زیرک تھے وہ بھی خوب سمجھ گئے تھے کہ عربی کی
بغاوت کے اسباب ظاہری تو اہل فوج کا تمرد و سرکشی اور افسران فوج کی طمع ملک گیری تھی مگر
اُسکے اسباب باطنی حکام کے ظلم و جور کی شکایتین تھین جو چند ہی مدت کے بعد پھر بغاوت کے
پیرایہ مین ظاہر ہونگی جنکو پھر رفع کرنا پڑیگا اور اُس بغاوت کا باعث چند دقیق مسائل
متعلقہ اسباب معیشت بھی ہوے تھے اور وہ مسائل ایسے تھے کہ اگر اُنسے اغماض و اعراض
کیا جاے تو جو بغاوت ہو چکی ہے اُس سے بھی عظیم تر فسادات برپا ہونگے اُن شکایتون
کو وقت پر رفع کرنا اور اُن مسائل کو حل کرنا قبل اسکے کہ کوئی فساد عظیم پھر برپا ہو ایسا
کام تھا جسکو ایک جاہل اور ظالم سلطنت کے سپرد کرنا بلکہ یہ کہیے کہ کسی قسم کی مصریون کی
حکومت پر موقوف رکھنا جسمین اغیار کو کچھ دخل نہو ایک خطرناک امر تھا۔

جزئیات مین غور و خوض کرنے کے بعد جن نتائج کا استخراج لارڈ ڈفرن نے کیا
انکو ایک رپورٹ مورخہ ۶۔ فروری ۱۸۸۳ء مین شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا اور جدا نامان
رپورٹ بلو بک کی صورت سے پارلیمنٹ مین پیش ہوا۔ اس یادگار رپورٹ مین مصر کی
حالت موجودہ کی گویا پوری تصویر کھینچ دی ہے اور مفید صلاحین اور تجویزین اسباب مین

لکھی ہین کہ بالفعل جو خرابی مصر مین ہو رہی ہے اُسکا کیا علاج ہے اور کاتب رپورٹ نے صرف یہی نہین بیان کیا ہے کہ مصر مین گورنمنٹ از سر نو قائم کیا ہے بلکہ یہ بھی لکھدیا ہے کہ جو گورنمنٹ از سر نو قائم کیجایگی اُسکو کن کن امور کا تصفیہ کرنا پڑیگا - الغرض لارڈ ڈفرن نے ایک فہرست یا نقشہ انتظامات کا تیار کیا جنکو کامل طور سے عمل مین لانے کے لیے کئی اور مذاق کی مشقت شاقہ سالہا سال تک درکار تھی اور چونکہ خود لارڈ صاحب موصوف کا قیام مصر مین چند مہینے کی مدت پر محدود و منحصر تھا لہذا اُنھون نے براہ دانشمندی اسی پر اکتفا کی کہ انتظامات مجوزہ کی عملدرامد کے وسائل ضروری مہیا اور مرتب کر دیے۔ امن و امان قائم رکھنے کے لیے ایک جنگی فوج اور ایک پولیس کی فوج مقرر کرنے کی تدبیر تو وہ کر ہی چکے تھے پس اب اُنکی عنان توجہ عدالتون کے انتظام اور رعایا کے ملکی اختیارات کیطرف منعطف ہوئی وزارت صیغہ عدالت کے دفتر مین ایک تجویز عدالتون کی اصلاح کے باب مین لکھی گئی اور ایک کمیشن مقرر کی گئی جسنے واقعی ضرورتون کا لحاظ کرکے اس تجویز مین رفتہ رفتہ ترمیم کی - اس کمیشن نے منشا وزیر کی ماتحتی مین تو صرف برائے نام کام کیا بلکہ فی الواقع نیوبر پاشا کے زیر نگرانی کارروائی کی - نیوبر پاشا وہ شخص تھا جسکی حسن سعی سے مصر مین وہ عدالتین مقرر ہوئی تھین جنمین غیر قومون کے مقدمات کا فیصلہ ہوتا ہے اور جو مختلط الاقوام عدالتین کہلاتی ہین - ساتھ ہی اسکے لارڈ ڈفرن نے خود بنفس نفیس رعایا کے ملکی اختیارات کو وسیع کرنے کی تدبیر کی تاکہ لارڈ گرانول نے جو اہل مصر کے اختیارات ملکی کی توسیع کا وعدہ کیا تھا وہ وعدہ وفا ہو جاے -

پس جو تحقیق ہمنے شروع کی ہے اُسکی دو شقین نکل آئی ہین پہلی شق تو یہ ہے کہ مصر مین انتظام جدید فی الواقع کس قدر اور کہانتک ہوا ہے اور دوسری شق یہ ہے کہ انتظامات مجوزہ کی تکمیل کے لیے کیا وسائل اختراع کیے گئے ہین

انتظام جدید مین سب سے پیشتر تو یہ کام ہوا کہ امن و امان قائم رکھنے کے لیے

ایک جنگی فوج اور ایک پولیس کی فوج مقرر کی گئی - اب یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ کام کیونکر انجام دیا گیا
جن اصول ضروریہ کے موافق جنگی فوج کا انتظام معرض عمل مین آیا ہے اُنکو **لارڈ ڈفرن**
نے بعبارت ذیل بیان فرمایا ہے " چونکہ مصر کے تین سمت ریگستان ہے لہذا وہان جنگی
فوج کی کثرت کی کچھ ضرورت نہین ہے - بلکہ اکثر اشخاص نے تو یہ حجت کی ہے کہ مصر مین
جنگی فوج کی مطلق ضرورت نہین ہے لیکن شاید آیندہ ایسے اتفاقات ہون جنکے باعث سے
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مصر مین چند باقاعدہ اور قواعددان پلٹنین ہمیشہ رہا کرین مصر کے
دیہات مین جھوٹے نمازی اور مکار مجاہد بارہا پیدا ہوے ہین جنھون نے عوام کالانعام کو
فریب دیکر اپنے تئین برگزیدہ اور خدارسیدہ بنا لیا ہے - ایسے جھوٹے دعوے فوراً
تسلیم کر لیے جاتے ہین اور اسقدر اشتعال مذہبی کا باعث ہوے ہین کہ اگر وہ مکار جو
مدعی رسالت ہوا ہے جلد نہین گرفتار کر لیا گیا ہے اور اُسکے حوالی موالی جلد منتشر و پریشان
نہین کر دیے گئے ہین تو بارہا فساد عظیم برپا ہوا ہے قطع نظر اسکے قبائل بدوی بھی کبھی
کبھی فساد کرتے ہین اور اگر انکو یہ معلوم ہو کہ مصر کے متمول شہرون مین فوج نہین ہے
تو کیا عجب ہے کہ اُنپر حملہ کر بیٹھین بلکہ خود دارالخلافت پر یورش کرین مگر مصر کی فوج کو
چاہیے کہ ہمیشہ مخفی رہے یعنی اسکی قوت جنگ کبھی نہ ظاہر ہو اور اگر اُسکو کبھی لڑنا بھڑنا پڑے
تو یہ تصور کیا جاے کہ حکام اُن اتفاقات کا تدارک کامل کرنے سے قاصر رہے ہین جنکو پیشتر ہی
سے سوچکر انکے انسداد کی تدبیر کرنی چاہیے تھی - چھ ہزار آدمیون کی فوج اُن مقاصد کے لیے
کافی ہوگی جو بیان کیے گئے - اس فوج مین مصر کے باشندے بھرتی کیے جائین - فی الحال جو
حوادث گذرے ہین جب اُنکا خیال خدیو کو آئیگا تو خواہ مخواہ اُسکا یہی جی چاہیگا کہ کرایہ کی فوج
رکھی جاے جو کھری مزدوری لے اور چوکھا کام کرے - ہر زمانہ مین مشرقی بادشاہون کا یہی قاعدہ
رہا ہے مگر ایسا تقدم بلحاظ لزوم کچھ ضرور نہین ہے بلکہ جب فوج رکھی جاے اُسکو چاہیے کہ حکومت کے
اغراض اور مقاصد جائز کے لیے تو معتبر ہو یعنی اُسپر بھروسا ہو سکے مگر ایک مطلق العنان

بادشاہ کے ہاتھ مین ایک بے حس آلۂ ظلم و جور نہو جاے اور اُس فوج کی ترکیب ایسی قرار دیجاے کہ جو لوگ بر سر حکومت ہون اُنکو یقین ہو جاے کہ یہ فوج اس قابل نہین ہے کہ ظالمانہ مقاصد کی تعمیل اس سے کرائی جاے''

خیر جب یہ امر صاف صاف قرار پا گیا کہ نئی فوج مین صرف مصر کے باشندے بھرتی کیے جائین تو اب یہ دیکھنا چاہیے کہ فوج کے لیے کس قسم کا مادہ باشندگان مصر سے مل سکتا ہے۔

فلاحین کے قومی خصائل و عادات کے باب مین تو لوگون کی رائین مختلف ہین مگر ایک بات پر جملہ اہل خبرت کا اتفاق ہے۔ وہ بات یہ ہے کہ فلاحین جنگجو تو بالکل نہین ہین بلکہ فوجی خدمت کے جملہ انحا و اقسام سے نفرت کلی رکھتے ہین۔ جو شخص مصر مین سیاحت اُس زمانہ مین کر رہا ہو جبکہ فلاحین زبردستی پکڑ پکڑ کر فوج مین بھرتی کیے جاتے ہین اُسکو یہ کیفیت دیکھکر صدمۂ و رنج ہوگا کہ وہ کسی گانون مین مقیم ہوا اور اُسکو امن و عافیت کا گھر سمجھا ہو مگر شب کو لڑائی کا غل و شور سنکر فوراً اُسکی آنکھ کھُل جاے اور پہلے تو مردون کی للکار کی صدا اور بعد اسکے عورتون کے چیخنے کی آواز سُنے گویا یہ معلوم ہو کہ کوئی مر گیا ہے اور عورتین اُسکے مردہ پر بھیانک و درد انگیز آواز سے سر پیٹ رہی ہین۔ پہلے جو اُسکی آنکھ کھُلے گی تو غالباً وہ یہ سمجھیگا کہ اس گانون مین ڈاکہ پڑا ہے یا کوئی مار ڈالا گیا ہے اور اس نیک ارادہ سے باہر دوڑا جائیگا کہ جو فریق حق پر ہو اُسکی حمایت کرون مگر جب وہ دیکھیگا کہ ایک شخص کو فوج مین بھرتی کرنے کے لیے گرفتار کر رہے ہین اور کوئی واردات نہین ہوئی ہے جسپر حشر مچا ہوا ہے تو اُسکو اپنے مضطربانہ باہر دوڑے جانے پر بڑی ندامت ہوگی۔ اور اُس گانون کی عورتین غل مچا کر کہینگی کہ اس بیچارے مظلوم کو اس گانون کے شیخ نے بخشش یعنی رشوت لیکر گرفتار کرا دیا ہے۔ اگرچہ اُن عورتون کا یہ قول صحیح ہو لیکن جو بلیین اُسکے موافق یا مخالف بیان کیجائینگی انمین واقعات کے لحاظ سے اسمین ایسا اختلاف عظیم ہوگا اور ایسے ایسے

پیچیدہ مضامین قانونی و اخلاقی پیش آئینگے کہ عہدہ داران سرکاری کی کارروائی مین مداخلت بیجا کرنا وہ سیاح جائز نہ سمجھیگا۔ بڑے بڑے شہرون مین جب لوگ فوج مین بھرتی ہونے کے لیے گرفتار کیے جاتے ہین تو ایسے ایسے صدہا معرکے روز روشن مین ہوتے ہین اُن لوگون کو پکڑ کر چند لٹھ بند سپاہیون کے پہرہ مین مدریہ یعنی مدیر کی کچہری مین یا اور کسی کشادہ مقام پر لیجاتے ہین اور وہان ایک ڈاکٹر اور چند افسران فوج اُنکا معاینہ کرتے ہین۔ ان لوگون مین بہت سے لنگڑے لولے اور اندھے بھی ہوتے ہین مگر وہ چھانٹ کر علیحدہ کر دیے جاتے ہین اور جہان جہان سے آئے تھے وہان وہان واپس کیے جاتے ہین اور اُنکی گلوخلاصی کی خوشی مین اُنکے عزیز و اقارب اور دوست آشنا خوب بغلین بجاتے ہین۔ باقی جو لوگ اس دام مصیبت مین گرفتار رہتے ہین انمین شاید چند آدمی ایسے بھی ہوتے ہین جنکی تیوری پر بل بھی نہین پڑتا اور سچے مسلمانون کی طرح اپنی تقدیر پر شاکر رہتے ہین مگر اکثر آدمی اسقدر بک بک کرتے ہین اور ایسی قسمین کھاتے ہین اور ایسے دردانگیز اشارات اور مکروہ حرکات کرتے ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ اُن بدبختون کا یہ مطلب ہے کہ ہم فوجی خدمت کے قابل نہین ہین یا ہم اس تکلیف سے بری ہونے کا کوئی حق قانونی یا غیر قانونی رکھتے ہین اور جب کوئی دلیل نہین چلتی تو وہ بیچارے منت و سماجت یا داد و فریاد یا چھلا چھلا کر شکایتین کرتے ہین اور وہ پہرہ والے جنکو اس ملک مین خواص کہتے ہین اپنی لاٹھیان اور چھڑیان خوب گھماتے ہین کہ کسی طرح یہ کمبخت چپ ہون اور ہلڑ نہ مچائین مگر وہ کب چپ ہوتے ہین بلکہ انمین جو زیادہ شریر ہوتے ہین وہ اپنے تئین تڑا کر بھاگ بھاگ جاتے ہین مگر انکو دھکے دے دے کر پھر وہین لے آتے ہین۔ آخر اُنمین سے چیدہ آدمیون کو سرسری طور سے چھانٹ لیتے ہین جن لوگون مین کوئی نقص جسمانی نمایان نہین ہوتا یا جو سرکاری ڈاکٹر یا افسران فوج کو کچھ دے دلا کر راضی نہین کر لیتے ہین انکو وہان سے قیدخانہ مین لیجاتے ہین اور اُسوقت تک قید رکھتے ہین جب تک ریل یا دودی جہاز پر سوار کر کے اُنکو قاہرہ

روانہ کرنیکا وقت آئے جب اُنکی روانگی کا وقت آتا ہے اسوقت عجب تماشا ہوتا ہے
جسکو دیکھکر کچھ ہنسی آتی ہے اور کچھ رونا آتا ہے۔ قیدیون کو تو کچھ مساوات سی ہوجاتی ہے
اور وہ اپنی تقدیر پر شاکر رہتے ہین اور اُنکی صورت یہ ہوتی ہے کہ ہر قیدی کے گلے مین
ایک آہنی طوق پڑا ہوتا ہے اور اُسمین ایک چھلا ہوتا ہے اُس چھلے مین ایک زنجیر پڑی
ہوتی ہے جس سے دس دس بارہ بارہ آدمیون کے گلے باندھکر اُنکی علحدہ علحدہ ٹکریان
بنالیجاتے ہین اُنکے گرد اُنکے کنبہ کی عورتین اسقدر روتی پیٹتی ہین کہ معاذ اللہ اور
جون جون جدائی کی گھڑی قریب آتی جاتی ہے اُنکی گریہ زاری اور نالہ و بیقراری بڑھتی
جاتی ہے یہان تک کہ جب ریل چلنے لگتی ہے یا دودی جہاز روانہ ہونے لگتا ہے اسوقت تو
عورتین ایسا کہرام مچاتی ہین کہ نعوذ باللہ اُن قیدیون کی مائین او بہنین اور بیبیان مین بیٹھکر ص ۴۲
اپنے سر پر خاک ڈالتی ہین اور چلا چلا کر کوستی ہین اور دیوانون کی سی حرکتین کرتی ہین
یہان تک کہ جو زیادہ چلبلی ہوتی ہین اگر وہ زبردستی نہ روکی جائین تو اپنے کپڑے پھاڑ
ڈالین یا اپنے عزیزون کے پیچھے پیچھے دوڑی چلی جائین۔ جو غیر آدمی اس تلاطم اور اس
کہرام کے سبب واقعی سے واقف نہو وہ خواہ مخواہ یہی سمجھیگا کہ یہ لوگ جو پابزنجیر ہین محکوم
بسزاے موت ہوے ہین اور القاہرہ مین انکو قتل کرنے کیواسطے لیے جاتے ہین۔

فوجی خدمت سے یہ نفرت کوئی نئی بات نہین ہے بلکہ جب ابتدا مین محمد علی پاشا نے
فلاحین کو زبردستی فوج مین بھرتی کرنے کا قاعدہ اسلیے جاری کیا تھا کہ ایک فوج کثیر جمع
ہوجاے اور روپیہ بھی کم خرچ ہو اور ویسی سرکش فوج بھی نہو جیسی **البینیا** والون کی
سپاہ تھی جسکے ذریعہ سے اُسنے **مملوکون** کو تہس نہس کر دیا تھا تو اُسیوقت فلاحین نے
فوج مین بھرتی ہونے سے ایسی بیزاری ظاہر کی تھی کہ محمد علی کی یہ تدبیر بخوبی نہ چلنے پائی تھی
مگر کرنیل سیوس کی اعانت سے جسکا نام سلیمان پاشا مشہور ہے اور بہت سے ترکون اور
سرکاشیا والون کی مدد سے محمد علی نے چند رجمنٹ فلاحین کے بناکر اُنکو قواعد سکھائی لیکن جب

جب انکو میدان جنگ مین جاکر غنیم سے لڑنے کا اندیشہ ہوا تو بھاگنے لگے اور آمادہ فساد
ہوئے چنانچہ جب ایک رجمنٹ کو حکم ہوا کہ ملک عرب مین جاکر وہابیون سے لڑو تو اُسنے علانیہ
بغاوت کی اور افسرون کو مار ڈالا آخر اُسکو برطرف کرنا پڑا اور جو چند سپاہی اُس رجمنٹ کے
رہ گئے وہ اور پلٹنون مین شامل کر لیے گئے جب یہ فوج حجاز مین پہونچی اور لشکر مخالف
سے مقابلہ کی نوبت آئی تو ایک رجمنٹ بگڑ گئی آخر باشی بزوقون کی ترکی فوج نے
اُسکی گوشمالی کرکے القاہرہ مین اسکو واپس کر دیا اس عرصہ مین اکثر نوجوان فلاحین نے
باین خوف کہ مبادا فوج مین بھرتی ہونا پڑے اپنی چھنگلیا کاٹ ڈالی یا اپنی داہنی آنکھ س ۳۹
پھوڑ ڈالی یہانتک کہ انکو معلوم ہوا کہ پاشا اس غضب کا آدمی ہے کہ ایسے ایسے حیلون کو کبھی
نہین مانتا اور اُسنے یکچشم آدمیون کی کئی پلٹنین بنائی ہین اور جن لوگون نے اپنی چھنگلیا
کاٹ ڈالی ہے اُنسے کہتا ہے کہ جو اُنگلیان باقی رہگئی ہین اُنسے چانپ پاکر بندوقین چھوڑا کرو
رفتہ رفتہ فلاحین کو اس مثل پر عمل کرنا پڑا کہ حکم حاکم مرگ مفاجات - اور اُنکی فوج حجاز و موریا
شام اور ایشیائے کوچک مین ایسی ایسی لڑی کہ معلوم ہوا کہ اگر یہ فوج اچھی طرح سے
لڑائی جاے تو خوب لڑتی ہے بلکہ فتح بھی حاصل کرتی ہے مگر یہ یاد رہے کہ جو لڑائیان
اُسنے فتح کین اُنمین ترک اور سرکاشیا والے افسرون نے اُسکو لڑایا تھا اور اُس فوج کی
پشت پر باشی بزوق موجود تھے اور بہت سے گولنداز بھی مستعد تھے جنکو یہ حکم تھا کہ جو
بھاگنا چاہے اُسکو بے تکلف توپ سے اُڑا دو - سب سے پہلے سعید پاشا نے اُن لوگون کو
افسران فوج مقرر کیا جو فلاحین کی نسل یا قوم سے تھے کیونکہ اُسنے فوج کو کھلونہ بنایا تھا
اور اُسکو یہ گمان تھا کہ ہماری چیدہ فوج کھاتے کھاتے ایسی موٹی ہو گئی ہے اور اپنے
روزگار سے ایسی الفت رکھتی ہے کہ حتی الامکان اُسکو ترک نہ کرے گی مگر اُسکا یہ
خیال خام بالکل تشریف لیگیا اور ایسا زائل ہوا کہ اُسکے زائل ہونے کا قصہ سنکر ہنسی
آتی ہے - وہ نقل یہ ہے کہ ایک دفعہ جب سعید پاشا کا لشکر مریوٹس جھیل کے قریب ایک صحرا کے

کنارے پڑا ہوا تھا تو اُسنے اپنے بعض دوستون سے بیان کیا کہ ہماری فوج بڑی وفادار
اور جان نثار ہے اور جب اُسنے انمین سے ایک شخص کے چہرہ پر بے اعتباری کے آثار پائے
اور اُسکو معلوم ہوا کہ اس شخص کو ہماری بات کا یقین نہین آیا ہے تو اُسنے چاہا کہ اپنے قول کا
ایسا ثبوت پیش کرے جسکا انکار نہو سکے اور اُسنے ایک حکم عام فوراً صادر کیا کہ ہماری فوج کے
جس سپاہی کو روزگار چھوڑ دینا منظور ہو اُسکو ہم اجازت دیتے ہین کہ فوراً اپنے گھر چلا جاے
خدیو اپنے دوستون کو ہمراہ لیکر اور اپنی آنکھ پر ایک چشمہ لگا کر ایک مقام بلند پر جا کر
کھڑا ہوا جہان سے لشکرگاہ کی سیر دکھائی دیتی تھی اور اس آزمائش کے نتیجہ کا منتظر رہا
۱۸۶۳ء مگر اُسکو بہت انتظار نہین کرنا پڑا کیونکہ جہین سپاہیون نے یہ حکم سنا اپنے ہتھیار اور بوٹ
اور کمربند بلکہ ہر چیز جو نقل و حرکت سے مانع تھی فوراً اُتار کر پھینکدی اور خوشی خوشی
اپنے اپنے گانون کی سمت روانہ ہوے۔ پس اگر اُنکو روکنے اور پھیر لانے کا قرار واقعی
تدارک فوراً نہ کیا جاتا تو خدیو اُس جنگل بیابان مین تن تنہا رہجاتا یا فقط چند افسران فوج
اور چند خواص وغیرہ اُسکے پاس رہجاتے۔ یہ واقعہ دیکھکر سعید پاشا کا خیال خام دفع
ہوا اور اسکا اثر یہ ہوا کہ اُسنے فلاحین کو کپتان کے عہدہ سے زیادہ ترقی نہین دی
بعد اسکے جب اسمٰعیل پاشا خدیو ہوا تو اُسکے عہد مین بعض فلاح کپتانون کو کرنیل کے
عہدہ تک ترقی دی گئی مگر اسپر بھی نیچ قوم کے لوگون کو فوج کی نوکری کی رغبت نہین
پیدا ہوئی۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ آیا اسمٰعیل کے عہد مین فوج زیادہ کارگزار ہوگئی تھی یا نہین کیونکہ
اُسکے وقت مین کوئی بڑی جنگ نہین ہوئی۔ جب جزیرہ کریٹ مین بغاوت ہوئی تو
وہان کے صوبہ دار کی فتنہ پردازی کی وجہ سے خدیو کی فوج سخت حیران و پریشان ہوئی
کیونکہ صوبہ دار مذکور نے باغی افسرون سے خط کتابت پوشیدہ طور سے کرنی شروع کی
بایں امید کہ یہ جزیرہ مجھی کو ملجاے۔ اور جب روم و روس مین ۱۸۷۷ء مین لڑائی ہوئی تو
سلطان روم کو صوبہ دار مصر (خدیو) کی حرص کا خوف اس قدر غالب تھا کہ اُنھون نے

مصری فوج کو لڑائی مین بہت دخل نہین دینے دیا۔ تاہم یہ قیاس کرنا بیجا نہین ہے کہ اسمٰعیل پاشا اور توفیق پاشا کے عہد مین غلامین کو فوج کی نوکری سے وہی نفرت باقی رہی جو ابتدا مین تھی اور مین کچھ تفاوت نہین ہوا کیونکہ علاوہ اس عبرت انگیز تماشے کے جو غلامین کو فوج مین بھرتی کرتے وقت ہوتا ہے اور جسکی کیفیت سابق مین لکھی گئی ہم خوب جانتے ہین کہ جب قفر الدوار اور اور مقامات پر عربی نے شکست کھائی تو اسکی فوج کے لوگ سلاح اور پوشاک جنگ پھینک پھینک کر اپنے اپنے گھر کی سمت بعینہٖ اُسیطرح سے بھاگ گئے جیسے سعید پاشا کے اہل فوج اُسوقت بھاگے تھے جب اُسکا لشکر مریوتیس جھیل کے قریب ایک صحرا کے کنارے پڑا تھا۔

پس معلوم ہوا کہ جن لوگون مین سے سر ایولین وڈ نے ایک فوج جرار دکارگزار بھرتی کرنے کا ارادہ کیا ہے وہ مطلق صلاحیت فوجی خدمت کی نہین رکھتے ہین اور اس کام کو جیسا وہ سمجھے ہین اُس لحاظ سے تو بہت مشکل ہے جو ذریعے صاحب موصوف پاس بالفعل موجود ہین اُنسے وہ یہ کام بآسانی انجام دے سکتے ہین کہ جتنے آدمی فوج مین بھرتی کرنے منظور ہون اُنکو فراہم کرکے کچھ قواعد سکھانا شروع کرین کیونکہ فلاحین جو نکہ خلقت تعلیم پذیر ہوتے ہین لہذا جو کچھ اُنکو زبردستی پکڑ پکڑ کر سکھا دیجیے اُسکو جلد سیکھ لیتے ہین مگر سر ایولین وڈ کا ارادہ صرف ایک قواعد دان فوج مرتب کرنے کا نہین ہے بلکہ اُنکا منشا یہ ہے کہ کل فوج مصر کی ترتیب اُس مضمون عالی کے موافق کیجاے جو لارڈ ڈفرن نے مصر مین جاری کرنا چاہا ہے اسلیے صاحب موصوف نے یہ قرار دیا ہے کہ فوج مین زبردستی بھرتی کرنے کا قدیم قاعدہ موقوف کیا جاے اور کچھ ایسی ترکیب کیجاے کہ فوج کی نوکری سے فلاحین کی نفرت اگر بالکل نہ زائل ہوجاے تو بہت کم ہوجاے اور افسران اعلیٰ اور اُنکے ماتحتون کے باہمی تعلقات مین ادب قاعدہ کے ساتھ عدل و انصاف اور مروت کا بھی ضرور لحاظ کیا جاے اور کارگزاری کا محرک خوف سزایابی نہو بلکہ اُسکا محرک امید ترقی ہوا اور سپاہیون اور کپتانون اور کپتانون اور کمیدانون مین باہم غبطہ پیدا ہو۔

اس تجویز کا عملدرآمد ابتدا اگر تو اسپر موقوف ہے کہ فوج کی نوکری سے لوگون کا تنفر
کم کیا جاے جب فوج مین زبردستی بھرتی ہونے کو لوگ ایسا سمجھین کہ گویا حبس دوام
بعبور دریاے شور کا حکم انکے باب مین صادر ہوا اور یہ جانین کہ اب ہمکو پابزنجیر کر کے
مجرمون کی طرح دار الخلافت (القاہرہ) مین لیجائینگے تو شاید جب انکو موقع ملیگا اسیوقت
وہ فوج کو چھوڑ کر چلدینگے۔ انگریزی فوج کا جرنیل فوج سے بھاگ جانے کے انسداد کی اب
وہ تدبیر نہین کر سکتا جو اگلے زمانہ مین کیجاتی تھی یعنی جو سپاہی فوج سے بھاگ جاے اسکے
بال بچون کو گندے قیدخانہ مین اب قید نہین کر سکتا اور اگر اس سے کوئی کمتر مگر وہ
تدبیر وہ اس بات کی کرے کہ سپاہی اپنی پلٹنون سے بھاگنے نہ پائین تو جو لوگ انمین
بھگوڑے ہونگے غالبًا وہ اچھے سپاہی نہو جائینگے لہذا سب سے پہلے اس مسئلہ مین غور کرنا چاہیے
کہ فلاحین کو فوج کی نوکری سے اب تک نفرت کلی کیون ہی ہے اور یہ مسئلہ ایسا ہے جسکو
تحقیق کرنا کچھ دشوار نہین ہے۔ یہ قاعدہ ہے کہ جو قومین جنگجو نہین ہین وہ فوج مین زبردستی
بھرتی ہونے کو بہت ہی برا جانتی ہین اور مصر کے کسانون کو جو اس سے نفرت کلی ہے
تو اسکے خاص وجوہ موجود ہین کیونکہ انکے ذہن مین یہ بات راسخ ہے کہ فوج مین بھرتی
ہونے سے آدمی کا گھر بار ہمیشہ کے لیے چھوٹ جاتا ہے اور دور دور دراز کے ملکون مین وہ
بھیجدیا جاتا ہے جیسے مثلًا ملک سودان ہے جہان کی آب و ہوا خراب ہے اور سالہا
سال اسکو زدوکوب اٹھانی پڑتی ہے۔ اس خیال کی تصدیق خود ان کمبختون کی گواہی سے
جنپر مصیبتین گذری ہین بارہا ہو چکی ہے کیونکہ جو فلاح اٹھارہ برس کی عمر مین اپنے
گانون سے چلا تھا اور جو اسوقت ایک جوان رعنا تھا اور جسکو اسکے مان باپ ہی نہی بلکہ اپنے سارے
گھر کی زندگی کا سہارا سمجھتے تھے اور جس سے لوگ اپنی لڑکیون کی شادی کرنے کی آرزو
رکھتے تھے تیس چالیس برس کے بعد جو پلٹ کر اپنے گھر مین آیا ہے تو بالکل ضعیف و ناتوان
منھ پر جھریان پڑی ہوئی ہین۔ اس تیس چالیس برس کے عرصہ مین وہ بالکل مفقود الخبر رہا اور اسکے

دوست آشنا یہ سمجھتے تھے کہ مر گیا ہے اور اگر انکا یہ گمان صحیح نکلتا تو بہتر ہوتا کیونکہ اب اُسکے
پاس نہ روپیہ ہے نہ زمین اور نہ کافی پنشن پاتا ہے اور ایسا ضعیف ہو گیا ہے کہ کچھ محنت
مزدوری کرکے بھی اپنی بسر اوقات نہین کر سکتا پس اب وہ اپنے غریب کنبہ والون کی
جان کا جنجال ہو جاتا ہے اور اُسکے کنبہ والے بھی شاید اُس سے کچھ ہی کم مفلس ہون اور
اسمین اُس بیچارے کا کوئی قصور نہین ہے اسکا وبال حاکم وقت کی گردن پر ہے ع
خون شہید اتمام بر گردن اوست * اُس بیچارے کو تو وہ مسرت بھی نہین نصیب ہے جو پرانے
سپاہیون کو اُسوقت حاصل ہوتی ہے جبکہ وہ اپنی لڑائیون کے قصے اپنے دوست آشناؤن
سے بیان کرتے ہین اور سامعین کی شاباش و تحسین و مرحبا کہنے سے کچھ مکافات اُن
صعوبات کی ہو جاتی ہے جو انپر گذرے ہین اب لڑائی کا حوصلہ نہ اُسکے دل مین اور نہ سامعین
کے دل مین باقی رہا ہے اور جتنی عمر اُسکی فوج مین بسر ہوئی ہے اگر کچھ سرگذشت اُسکی بیان
کرتا ہے تو یہ بیان کرتا ہے کہ مجھپر ہمیشہ مار پیٹ رہتی تھی اور مجھسے محنت بہت لیجاتی تھی مگر مجھے
مزدوری مجھکو نہ ملتی تھی جب قدیم فوجی انتظام کا ایک ایسا نمونہ یا چند ایسے ایسے نمونے ہر گاؤن مین
موجود ہون تو پھر کیا تعجب ہے کہ فلاحین فوج کی نوکری سے بہت بیزار ہین اور جو لوگ
اپنی سال بھر کی کمائی کا ایک بڑا حصہ اسلیے دیدیتے ہین کہ نہرون کو صاف کرنے کا بیگار
کا کام ساٹھ دن تک ہمکو نہ کرنا پڑے حالانکہ نہرون کا صاف کرنا ایک کار ضروری ہے انسے
کیا تعجب ہے کہ اپنے حتے المقدور کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرین کہ تیس چالیس برس تک
علی الاتصال ہمکو فوج مین نہ رہنا پڑے جس سے ہمارا کوئی فائدہ نہین متصور ہے -
سر ایولین ووڈ کا ارادہ ہے کہ ایک بالکل جدید انتظام فوج جاری کرین تا کہ یہ
کیفیت بالکل نہ باقی رہے پس اب نا محدود میعاد خدمت کے بدلے یہ قاعدہ
جاری ہوا ہے کہ چار برس تک سپاہی کو لڑائی بھڑائی مین رہنا پڑتا ہے اور تقریباً
چار ہی برس اُس فوج مین رہتا ہے جو کہین لڑنے بھڑنے نہین جاتی بلکہ جب اُس سے

کوئی لیاقت خاص یا اپنے کام مین سرگرمی ظاہر ہوتی ہے تو یہ میعاد بھی کم کردی جاتی ہے
یعنی جب وہ اپنا کام اچھی طرح سیکھ لیتا ہے تو اُس فوج مین شامل کرلیا جاتا ہے جو لڑائی مین
نہین بھیجی جاتی۔ اس اثنا مین ہر سپاہی کو چودہ روز سے تیس روز تک رخصت مل سکتی ہے
اور اسکی رخصت مین کمی بیشی اُس فاصلہ کے موافق ہوتی ہے جو اُس گاؤن مین جہان کا
وہ رہنے والا ہے اور اُس شہر مین ہے جہان اُسکی پلٹن تعینات ہے۔ اور ریل کی کمپنی
سے ایسا انتظام کرلیا گیا ہے کہ فوج کے لوگون سے کرایہ کم لیا جاتا ہے۔ اور جب وہ اپنے
وطن مین نہین ہوتے تو ایسے ذرائع مہیا کردیے جاتے ہین جنسے وہ اپنے عزیزون سے
خط کتابت کرسکتے ہین۔ ایک اور اصلاح جو بندۂ زر فلاحین کی نظرون مین نہایت
اہم و ضروری ہے یہ ہے کہ جب وہ کہین لڑائی بھڑائی پر بھیجے جاتے ہین تو ہر مہینے کی
آخری تاریخ کو انکی تنخواہین زیر نگرانی افسران انگریز بلا ناغہ دیدی جاتی ہین اور ادنی درجے
سپاہیون کو فی نفر ایک پیاسٹر یعنی ۲½ پنس یومیہ ملتا ہے اور اعلے درجہ کے
سپاہیون کو علی قدر حیثیت اس سے زیادہ ملتا ہے۔ اور نہایت سخت تدارک اس امر کا
کیا گیا ہے کہ جو راتب انکو ملتا ہے وہ مقدار اور عمدگی کے لحاظ سے ویسا ہے جیسا
قواعد مین لکھا ہے چونکہ کسان کے لیے دو پیاسٹر روزانہ بلا خوراک واجبی مزدوری
سمجھی جاتی ہے لہذا جو فلاح یا کسان فوج مین نوکری کرتا ہے وہ اُس فلاح کی بہ نسبت
جو گھر مین بیٹھا رہتا ہے زیادہ روپیہ پیسا انداز کرتا ہے اور اُس سے اچھا کھانا اور کپڑا
اور مکان پاتا ہے۔ اور ایک فائدہ اُسکو یہ بھی ہے کہ اپنے گاؤن کی بہ نسبت بارک مین
اُسکو اپنے افسرون کے ظلم و ستم اور زد و کوب کا کم خوف رہتا ہے کیونکہ حکام دیہی کے
ظلم اور بیرحمی کے انسداد کے لیے بہت زمانہ درکار ہے مگر جب فلاح فوج مین رہتا ہے تو
ایسے ٹھیک اور باقاعدہ انتظام سے رہتا ہے جو انگریزی فوج کے انتظام سے بہت مشابہ ہے
البتہ ان سب فوائد کی قدر ابھی چند روز تک حقہ نہین کیجائیگی کیونکہ ابھی تو فلاح

کچے جھونپڑے کو نہایت وسیع بارک پر ترجیح دیتا ہے اور اپنی پیلی نیلی قمیص اور رو ولپڈی
ٹوپی کو اُس وردی سے جو نہایت پاکیزہ اور صاف اور خوش قطع ہو بہتر سمجھتا ہے اور
جو آزادی اور آوارگی اُسکو اپنے گاؤن مین حاصل رہتی ہے (گو اکثر وہ اُسپر ـ ع
"امی روشنی طبع تو بر من بلا شدی" کا اثر پیدا کرتی ہے) اُسکو وہ فوج کی قواعد اور قیود
سے زیادہ پسند کرتا ہے گو وہ قواعد و قیود یورپ کے خیالات عدل و انصاف کے
ساتھ کیسے ہی مقید و منضبط ہون - لہذا مین سر ایولن وڈ سا یا آنا یہ نہین کہ سکتا کہ
جو آزمایش سعید پاشا نے کی تھی اُسکو وہ بھی کرین مگر میرے نزدیک اُنکو اپنی اصلاحات
سے اس بات کا یقین ہو سکتا ہے کہ فلاحین کی نفرت کلی فوج کی نوکری سے کم
ہو جائیگی حقیقت حال یہ ہے کہ فلاح بھی تو آخر بشر ہے اور کچھ قدرے قلیل لوازم
بشریت تو اُسمین بھی موجود ہین اور یہ امر ایسا ہے جسکو حکام فوج ایک مرتبہ خود تسلیم کر چکے
ہین پس آیندہ جو مورخ مصر کی ترقی کا احوال درج تاریخ کرے اُسکو بھی اس امر کا لحاظ
رکھنا مناسب ہے -

افسران فوج کی حالت مین بھی قرار واقعی اصلاحین کی گئی ہین اور جن اصول کی
تائید مین سابق مین کر چکا ہون اور جسکا مضمون یہ ہے کہ جو لوگ ترک اور اہل سرکاشیا
کی نسل یا فلاحین کی قوم سے ہون اُنکو بڑے بڑے فوجی عہدے دیے جائین وہی
اصول اختیار کیا گیا ہے اگر ترقی کے مسلّم قاعدہ مین بہت کچھ ترمیم کی گئی ہے ہمارا فوج مین
رشوت اور رعایت اور خدیو کے اہل حرم کی سعی و سفارش کو ترقی اور تقرر مین بہت دخل تھا
اور جو سپاہی بڈھے ہو جاتے تھے اور اِس قابل نہ رہتے تھے کہ اور کسی ذریعہ سے معاش حاصل
کرین اُنکے لیے فوج جاے پناہ سمجھی جاتی تھی - باوجودیکہ اس عنصر مشرقی طریقہ کو جاری ۴
رکھنے کی کوشش بڑے بڑے آدمیون نے کی ہے مگر انگریز سرداران فوج کی یہی تاکید
رہتی ہے کہ ترقی کا معیار صرف فوجی کارگزاری قرار دیجاے اور جو افسران فوج ترقی کا

استحقاق نہ ثابت کردین اُنکو نصف تنخواہ دیجاے اور اُنکی کثرت عیال و قلت معاش کا کچھ لحاظ نہ کیا جاے۔ اسمین شک نہین ہے کہ ان اصول کو شدت کے ساتھ جاری کرنا مایوس و ناکام افسران فوج اور اُنکے سرپرستون کو نہایت شاق گذریگا اور اُنکی ناراضگی کا باعث ہوگا مگر ایک فوج جرار و کارگزار حاصل کرنے کے لیے اتنی سختی کرنا ضرور ہے۔ فوج کے جمع و خرچ مین کچھ گنجایش غیر معمولی مصارف ضروری کی نہین رکھی گئی ہے اور کُل خرچ کی میزان ایسی قلیل نکلتی ہے کہ ایک ایک پیاسٹر کو نہایت فائدہ اور کفایت کے ساتھ صرف کرنا پڑتا ہے۔

یہ امر بخوبی تسلیم کر لیا گیا ہے کہ انگریز سپہ سالار کو چند مدت تک انگریز افسران فوج کی اعانت کی ضرورت رہیگی جنکی تعداد ستائیس قرار دیگئی ہے۔ مگر ان غیر آدمیون کا فوج مین ہونا مصریون کی ترقی مین مخل نہونا چاہیے پس اس خیال سے پیادون کی فوج کے دو ٹکڑے کردیے گئے ہین۔ انمین سے ایک ٹکڑے کے سب افسر مصری ہین اور اُسکا کمانیر یعنی افسر اعلی بھی مصری ہے۔ دوسرے ٹکڑے مین ہر پلٹن کا درجۂ اول و درجۂ دوم کا افسر انگریز ہے۔ یہی اصول توپخانہ مین بھی جاری کیا گیا ہے جسکا کمانیر ایک انگریز کرنیل ہے اور اول درجہ کے دو توپخانون کے افسر انگریز ہین اور انمین سے ہر توپخانہ مین چھ توپین ہین اور باقی سب توپخانون کے سب افسر مصری ہین اور انمین سے ہر توپخانہ مین چار توپین ہین۔ سوارون کے رسالہ مین پانسو جوان ہین اور انکا درجۂ اول و درجۂ دوم کا افسر انگریز ہے اور ایک چھوٹا افسر بھی انگریز ہے۔

ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ یہ عجیب و غریب آزمایش کہانتک کامیاب ہوگی۔ البتہ پرانے فیشن کے لوگ جو اپنی پرانی لکیر کے فقیر ہین برابر یہی کہے جاتے ہین کہ اس آزمایش کو کامیابی ہرگز نہوگی کیونکہ انکو یقین ہے کہ فلاحین جوتون اور کوڑے کے ایسے عادی ہو رہے ہین کہ اس لطیف انتظام کو کچھ خیال مین نہ لائینگے اور چونکہ ماتحتون سے رعونت اور خشونت کے ساتھ

پیش آنا بلکہ انکو زدوکوب کرنا سابق مین انتظام فوج کا جزو اعظم سمجھا جاتا تھا لہذا اب جو
اسکے بدلے باضابطہ اور بلاروے رعایت انصاف کا قاعدہ جاری کیا جائیگا تو
خواہ مخواہ یہ نتیجہ ہوگا کہ فوج سے ادب قاعدہ بالکل تشریف لیجائیگا اور تمرد و سرکشی پیدا
ہوگی۔ انکا قول یہ ہے کہ مصری سپاہی اُس امر کو مطلق خیال مین نہین لاتے جسکا یہ مقدمہ ہو کہ
انکو جیسی چاہیے ویسی سزا دے بلکہ اگر افسر کسی ایسی ہی ضرورت کے وقت کچھ گوشمالی کسی سپاہی
کی اسی قدیم اور بیہودہ طور سے کرے تو خود سزا پا جاے کیونکہ سب ناتربیت یافتہ مشرقی آدمیون
کے مانند غیر تعلیم یافتہ مصریون کے نزدیک بھی یہ ہے کہ اطاعت بے عزت کے نہین ہوسکتی
اور عزت بے خوف کے نہین ہوسکتی اور خوف بے حکومت مطلقہ یعنی مطلق العنانی کے
نہین ہوسکتا۔ مجھسے جو پوچھیے تو مین اس دلیل کو بے تکلف نہین تسلیم کرسکتا کیونکہ مین جانتا ہون
کہ جو نتیجہ عملی اس سے نکالا جاتا ہے اُسکو وہ افسران انگریز نہین تسلیم کرتے جنکو ہر روز بلکہ ہر ساعت
اُسکی آزمایش کے صدہا موقعے حاصل ہوتے ہین بلکہ برخلاف اسکے انکی راے یہ ہے کہ ہمارے
سپاہی مطیع و فرمانبردار ہین اور اپنا کام شوق سے سیکھتے ہین اور انکو کسی قسم کی سزا دینے
کی بہت کم ضرورت ہوتی ہے۔ سپاہیون مین بھاگ جانے کی عادت تو اب تک ہے مگر س ۴۴
بھگوڑے سپاہیون کی تعداد اُس سے زیادہ نہین ہے جتنی بعض اُن یورپین فوجون مین ہے
جو عموماً بہت ہوشیار اور کارگزار سمجھی جاتی ہین۔ اور اس عادت کے کم ہوجانے کی امید ہے
کیونکہ اس امر کے آثار و علامات موجود ہین کہ فوج کی نوکری سے جو لوگون کو موروثی نفرت
ہے اور وہی انکے بھاگ جانے کا باعث ہوتی ہے اب وہ کم ہونے لگی ہے۔ مثلاً بعض پرانے
سپاہی جو نئی فوج مین شامل کر لیے گئے ہین اس بات پر راضی ہین کہ اپنی میعاد خدمت سے
زیادہ فوج مین برضا و رغبت رہینگے اور بعض فلاحین تو فی الواقع اسلیے حاضر ہوے ہین
کہ وہ لنظیر فوج مین بھرتی کر لیے جائین میرے نزدیک مصری فوج کے واقعات تاریخی مین
یہ واقعہ بے نظیر ہے اور مین یہ بھی گزارش کرتا ہون کہ اکثر مصری افسران فوج نے بڑی

لیاقت ظاہر کی ہے اور ان مین ضبطہ پیدا ہوا ہے اور یہ صفت فی الواقع لائق تحسین و آفرین ہے
پس اب فوج مصری کا دوسرا ٹکڑا جسمین سب افسر مصری ہین پہلے ٹکڑے سے کچھ کم نہین ہے
جسمین سب افسر انگریز ہین تاہم ان واقعات سے عام نتائج کا استخراج کرنا یا انکو علامات نیک
سے زیادہ سمجھنا ابھی کچھ ٹھیک نہین ہے سر ایولین وُڈ تو اسی قاعدہ پر مُصر ہین جو انھون نے
اختیار کر لیا ہے اور انکو یقین کُلّی ہے کہ اگر اُسکی آزمایش واجبی طور سے کیجاے تو اُسمین
ضرور کامیابی ہوگی خیر خدا ہمین کند چند مدت سے قاعدہ جدید کی آزمایش واجبی طور سے
ہو رہی ہے اور خدیو اور وزیر صیغہ فوج دونون شخص اُسکی تائید دل سے کر رہے ہین
اور اُسکا عملدرآمد خود انگریز سردار بڑی بیدار مغزی سے کر رہا ہے اور اُسکے ماتحت جو انگریز
افسران فوج ہین وہ بھی اس کام مین دل و جان سے اُسکی اعانت کر رہے ہین۔

اگر سر ایولین وُڈ کو مصر مین یہ مشکل کام درپیش ہے کہ ایک ہوشیار اور کارگزار فوج
مرتب کرنا ہے تو بیکر پاشا کو اس سے بھی زیادہ مشکل یہ کام کرنا ہے کہ ایک ہوشیار اور کارگزار
اور بیدار مغز پولیس قائم کرنا ہے۔ فلاحین کو فوج کی نوکری کی بہ نسبت پولیس کے روزگار
سے کم نفرت ہے کیونکہ پولیس کی نوکری مین انکو یہ خوف نہین ہے کہ ملک سوڈان مین
بھیجدیے جائینگے اور پولیس مین انکو ادب قاعدہ کی پابندی بھی کم کرنی پڑتی ہے اور بخشش
(رشوت) لینے کا موقع بھی اکثر ملتا ہے مگر چونکہ پولیس مین انکو ادب قاعدہ کا لحاظ کم رکھنا پڑتا
ہے اور رشوت لینے کا موقع اکثر ملتا ہے خاص اسیوجہ سے تو پولیس کی فوج کو اس طرح مرتب کرنا
اور اسکی نگرانی اس طور سے کرنا کہ اہل یورپ کے خیالات کے موافق اُنکی کارگزاری لائق
اطمینان ہو نہایت کار دشوار ہے۔ سابق مین پولیس کے سپاہی سے بدمعاش تو نہ ڈرتے
تھے مگر خوش معاشون کی جان پر عذاب رہتا تھا اور مال پر آفت رہتی تھی۔ اب پولیس کی
فوج مین کچھ کیفیت جنگی فوج کی پیدا کرنا اور انکو ادب قاعدہ کا سخت پابند رکھنا اسلیے ضروری ہے
کہ جو خرابیان سابق مین ہوتی تھین وہ اب نہونے پائین اور بدوی لٹیرون سے رعایا کو

ضرر نہ پہونچ سکے مگر اب اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہین یہ مثل نہو جاے کہ گئے تھے روزہ کو
گلے پڑی نماز - یا ایک تشدد و شد یعنی جیسا لارڈ ڈفرن نے فرمایا ہے کہ کہین پولیس کے
افسر اور سپاہی دونون اپنے خاص کام کو غلط نہ سمجھنے لگین اور محافظین امن خلایق کو
جو عفو و درگذر اختیار کرنا لازم ہے اسکو فراموش کر کے جنگی فوج کے سپاہی کی بے پروائی
اور تحکم نہ اختیار کر لین شاید یہ خوف اس خیال سے کچھ دفع ہو سکتا ہے کہ اب پولیس کی
فوج کا انتظام وزیر صیغۂ داخلیہ سے متعلق ہے وزیر صیغہ جنگ سے نہین متعلق ہے
لیکن جو کردار اہل پولیس کا صلح پسند اور غریب مسکین اہل دیہ کے ساتھ رہتا ہے اسمین
اصلاح کی اگر امید ہو سکتی ہے تو اس طرح ہو سکتی ہے کہ انکی نگرانی کا انتظام چست اور درست
رہے اور انکی تعلیم کے لیے ایک اسکول القاہرہ مین مقرر کیا جاے - اب پولیس کی فوج کی
تعداد پانچ ہزار چھ سو پچاس ہے اور انسپکٹر جنرل اور ڈپٹی انسپکٹر جنرل اور سب انسپکٹر اور
سب انسپکٹر یہ سب غیر ملک کے لوگ ہین بڑے بڑے قصبات مین دیہاتی
پولیس کی امداد کے لیے کچھ قصباتی پولیس بھی ہے جسمین اہل یورپ بہت ہین اور شہر ان
پولیس اور سیاہ پولیس دونون کی مجموع تعداد سات ہزار تین سو نوے نفر قرار دی گئی ہے
پولیس کا انتظام اور نگرانی چاہے کیسی ہی احتیاط اور عمدگی سے کیجاے مگر وہ
لائق اطمینان طور سے ہرگز کام نہین کر سکیگا تا وقتیکہ عدالتون کا انتظام نہ درست
کیا جاے کیونکہ عدالت اور پولیس کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور عدالت پولیس کی
ماہیت کی متمم ہے پس اب یہ دیکھنا چاہیے کہ اس باب مین کیا کیا گیا ہے -
لارڈ ڈفرن نے اپنی رپورٹ مین تحریر فرمایا ہے کہ بالفعل مصر مین انصاف حقیقی کا
نام بھی نہین ہے اور ضرورت شدیدہ اس امر کے لاحق ہے کہ مصر کو ایسی عدالتین عطا
کیجائین جو پاک و پاکیزہ اور سادہ اور کارگزار ہون - اس بات مین تو اختلاف رہے
نہین ہو سکتا مگر یہ امر طے کرنا آسان نہین ہے کہ یہ مقصد بر لانے کی سب سے عمدہ کیا تدبیر ہے

۱۶۱ اس مسئلہ مین پہلی وقت تو یہ ہے کہ اس چیز کو تحقیق کرنا لازم ہے جو مقدس اور
کرخت شریعت اسلام کے نام سے مشہور ہے۔ جو لوگ اسلام کا علم سطحی رکھتے ہین
وہ شریعت اسلام کے کرخت ہونے کا اکثر ذکر کیا کرتے ہین اور اسکی منظوون کو ترقی کو
وسیع عدالتون کی اصلاح اور تمدنی ترقی کا مانع قوی بیان کرتے ہین مگر نفس الامر مین یہ مانع ایسا
قوی نہین ہے جیسی لوگون کو گمان ہے۔ اور مذاہب کی طرح اسلام کا دار و مدار بھی مصالح
وقت پر ہے۔ یعنی اگرچہ شریعت اسلام کے اصول اولیہ کا ماخذ قرآن اور حدیث ہے
مگر فقہ اسلام چند شدید و غلیظ احکام کا نام نہین ہے جو خدا کی جانب سے کالنقش فی الحجر
ہو گئے ہین بلکہ فقہ اسلام ایک معقول منطقی عمارت ہے جسکو فقہاے اسلام نے بڑا خون جگر
کھا کر تدریجاً تعمیر کیا ہے مگر وہ فقہاء نہ عصمت و طہارت کے مدعی تھے اور نہ وحی و الہام کا
دعوی رکھتے تھے اور جن لوگون کے اعتقادات انکے عقائد کے خلاف ہوتے تھے انسے وہ
تعصب مذہبی مطلق نہ کرتے تھے۔ اسکی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ ائمہ اربعہ جو چار مسالک کے
بانی ہوے تھے بدرجہ مساوی مستند القول و جائز التقلید سمجھے جاتے ہین۔ اگر نظر غور سے
دیکھا جاے تو شریعت اسلام کی ملائمت صرف اُن فروع ہی سے نہین ثابت ہوتی ہے
جنمین ائمہ اربعہ نے اختلاف کیا ہے بلکہ اصول دین اسلام مین بھی تغیرات عظیم ہو چکے ہین
اور اب تک ہوتے جاتے ہین۔ باوجودیکہ شریعت اسلام شریعت الٰہی سمجھی جاتی ہے تاہم ممالک
عیسائی کے قوانین کی طرح اسمین بھی مصالح دنیا کو رفتہ رفتہ دخل ہوتا جاتا ہے صرف اتنا
فرق ہے کہ عیسائی قومون مین دنیاداری بہت زیادہ ہو گئی ہے مگر یہ فرق درجہ کے لحاظ سے
ہے قسم کے لحاظ سے نہین ہے۔ شاید بعض اہل اسلام اب بھی یہ فرما دین کہ علم فقہ علم دین سے
عقلاً نہین جدا ہو سکتا مگر عملاً وہ ایسا نہین کرتے ہین کہ مثلاً عبادات مین احکام وضو کو اور
شرع معاملات مین احکام بیع کو ہم رتبہ قرار دین حالانکہ از روے شریعت دونون یکسان ہین۔ لہذا جن بلاد
اسلام مین غیر ملک کے لوگون کو کم و بیش دخل ہے انہین یہ امر ممکن پایا گیا ہے کہ قاضی کا اختیار اُن مقدمات سے

محدود کو مختصر کر دیا جائے جنمین مذہبی اغراض شریک ہین یا یہ کہیے کہ جو عبادات سے متعلق ہین
اور قضا یعنی فصل خصومات کے لیے عدالتہاے دیوانی و فوجداری مقرر کیجائین اور یہ
باقاعدہ عدالتین اُن قوانین پر عمل کرتی ہین جو قدیم شریعت کی بنسبت جدید خیالات اور ہمارے
زمانہ کی ضرورتون کے زیادہ تر مناسب و موافق ہین مثلاً دولت عثمانیہ مین نظامیہ عدالتین
موجود ہین جنکے قوانین اور آئین نپولین شہنشاہ فرانس کے قوانین سے مشابہت تامہ
رکھتے ہین اور مصر مین بھی اسی قسم کی عدالتین موجود ہین جنکے جج کسیقدر تو قدیم احکام شریعت
کی پابندی کرتے ہین مگر یورپ کے جدید اصول فقہ کا زیادہ تر لحاظ رکھتے ہین اور
وزیر صیغۂ عدالت کی مطلق العنان مرضی کا بھی اتباع کرتے ہین جسکے مزاج مین
دینداری کی بنسبت دنیا داری زیادہ ہوتی ہے لہذا جس مذہبی دقت کا گمان کیا جاتا ہے
وہ مصر کی عدالتون کی اصلاح کا مانع قوی نہین ہے بلکہ خدیو کو اختیار ہے کہ فرمان عام کے
ذریعہ سے مجموعۂ آئین و قوانین فرانسیسی مصر مین جاری کر دے اور علمار کی مخالفت و
مزاحمت کا مطلق اندیشہ نکرے۔ اور رعایا مین مذہبی جوش و خروش پیدا کرنے کا گمان تو
اس سے بھی کم ہے کیونکہ اہل مصر شرعی عدالتون کی عظمت شاید کسی زمانہ مین کرتے ہون مگر
اِن عدالتون مین صدہا برس سے ایسی ایسی بدعتین اور خرابیان ہو رہی ہین کہ اب اہل مصر کو　اس ۴۵
انکا اعتبار بالکل نہین باقی رہا ہے۔ چنانچہ مصر مین جو قصے کہانیان پشتہا پشت سے چلی آتی
ہین اور جنکو الف لیلہ کے قصون سے تشبیہ دے سکتے ہین انمین جب قاضی کا ذکر آتا ہے تو
ایسے الفاظ سے آتا ہے کہ متقی شیطان مخرب شریعت۔ اور مرتشی۔ اور دیہات مین
فلاحین اور قصبات مین مسلمان ہو اگر کوئی مسئلہ قانونی اسلیے گڑھ لیتے ہین کہ مختلف القوم
عدالتون مین ہکو جانا پڑے مگر قاضی کی کچہری مین مقدمہ نہ لیجاے۔
چونکہ مصر کے لوگ غیر ملک کے قوانین اور غیر ملک کے ججون کو اس شرط سے قبول
کرنے پر آمادہ ہین کہ وہ صاحب لیاقت اور کارگزار ہون اور رشوت ستانی سے پاک ہون

لہذا اس ملک کی عدالتون کی اصلاح بڑی آسانی سے ہوسکتی ہے مگر اس بات کا بھی بڑا اندیشہ ہے کہ بعض خراب عادتین جو اُن مصریون اور غیر ملک والون مین موجود ہین جو قاعدہ جدید کو تیار کر رہے ہین اور زیادہ ہو جائینگی - تقریباً ان سب لوگون نے فرانسیسی علم فقہ حاصل کیا ہے لہذا وہ فرانسیسی آئین و قوانین کو صرف دلائل منطقی سے اور تناسب و تسلسل ہی کے لحاظ سے کامل اور بے عیب نہین سمجھتے بلکہ اُنکو جملہ تمدنی حالات سے عملاً متعلق تصور کرتے ہین اور اس دعوے بے دلیل پر عمل کرکے اُنھون نے اُن خصوصیات مقامی سے اکثر اعراض و اغماض کیا ہے جنکے موافق مناسب عدالتون کے نظام کو ہونا چاہیے اور جو قانونی تعصبات اُنکی تعلیم کی بدولت اُنکے دل مین سما گئے ہین وہ اس خیال سے اور زیادہ شدید ہو گئے ہین کہ جب دیسی عدالتون کے انتظام مین اصلاح اور اُسکی تکمیل ہو جائیگی تو وہ **مختلف القوم عدالتین** بھی جنمین فرانسیسی قوانین خفیف سی ترمیم کے بعد استعمال کیے جاتے ہین انھین مین شامل کر لیجائینگی - ان سب امور کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ حضرات چاہتے ہین کہ مصر مین عدالتون کا ایسا انتظام جاری کیا جائے جو **مختلف القوم عدالتون** سے حتی الامکان اشبہ ہو - ص ۴۲

وہ ناظرین انگریز جو فرانس کے قوانین اور فرانس کی عدالتون سے واقف ہین غالباً اس امر مین مجھسے اتفاق رائے کرینگے کہ تجویز مذکورۂ بالا اگر عمل مین لائی جائے تو مصر کے حق مین بہت مضر ہوگی مگر چونکہ اکثر وہ حضرات جو مصر کے باب مین مُسلّم الثبوت اور مستند القول سمجھے جاتے ہین میرے اس قول کو کفر و زندقہ قرار دیکر اُسکی تردید کرینگے لہذا اُسکے وجوہ مجملاً بیان کر دینا مناسب ہے -

اس باب مین عموماً بحث کرنا بالکل غیر ضروری ہے کہ فرانسیسی علم فقہ عقلاً و عملاً دیکھا جائے تو کمال محض و مطلق کے درجہ تک پہونچا ہے یا نہین اور یہ بھی تحقیق کرنا فضول ہے کہ آیا وہ سخت اور پیچیدہ اور نمایشی ضابطہ جسکو فقہائے فرانس ایسا عزیز رکھتے ہین مُس ملائم اور

سہل العمل ضابطہ سے جسکو انگریز لوگ پسند کرتے ہین ہمہ وجوہ بہتر ہے یا نہین - بلکہ ہمکو یہ تحقیق کرنا چاہیے کہ دونون مین سے کون ضابطہ مصر کے حال کے زیادہ تر مناسب ہے میرے نزدیک جو غیر متعصب آدمی اس مقدمہ مین حکم قرار دیا جاے اور جسکو مصر کے لوگون سے تعارف اور تعلق رہا ہو اُسکو ایک راے قائم کر لینا چندان مشکل نہین ہے اگر یہ تسلیم کر لیا جاے کہ قوانین اور عدالتین عاملان بے عمل کی تفریح طبع کے لیے نہین قائم کرنی چاہیین بلکہ اُن لوگون کی آسایش کے واسطے جاری کرنی چاہیین جنسے اُنکو متعلق کرنا منظور ہے لہذا عدالتون کا سب سے عمدہ انتظام وہ ہے جس سے رعایا کے سب فرقون کی قرار واقعی دادرسی بہت جلد ہو سکے تو اسمین کچھ شک نہین ہے کہ اہل مصر کو انگلستان یا ہندوستان مین نمونہ تلاش کرنا چاہیے فرانس مین نہ تلاش کرنا چاہیے انگریزی اور فرانسیسی عدالتون کے انتظام مین جو فرق ہے اُسکی مثال یہ ہے کہ عدالتہاے ادنی کے ججون کی حیثیت اور اُنکے کام کی کیفیت کو ملاحظہ کیجیے کہ فرانسیسی ضابطہ کے موافق جج کو ایک کلدار تصویر یا مورت سمجھ کر اُسکا انضباط جملہ حالات مین پُر تکلف قواعد اور پیچیدہ ضوابط سے بہ احتیاط تمام کیا گیا ہے مگر انگریزی قانون مین جج کو بہت گنجایش دی گئی ہے اور اُس سے یہ توقع کیجاتی ہے کہ اُس معقول آدمی کی روش اختیار کریگا جسکو خدا نے اوسط درجہ کا ذہن و ذکا عطا کیا ہے - فرانسیسی انتظام عدالت کا مصر کے مناسب حال نہونا اس تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے جو مختلف القوم عدالتون کا حاصل ہوا ہے یعنی وہ عدالتین جو اُن مقدمات کی سماعت کرتی ہین جنمین غیر ملک کے لوگون کے اغراض شامل ہون - اِن عدالتون کے ججون نے فرانس کے ججون کیطرح یہ عادت اختیار کی ہے کہ اہل مقدمہ جو شہادت از خود پیش کرتے ہین اُسی پر اکتفا کرتے ہین اصل واقعات کو دریافت کرنے کی کوشش نہین کرتے بعض قانونی تکلفات کی آڑ مین چھپے رہتے ہین ججون کا ہمہ تن پابند قانون ہونا اور اپنی راے کو مطلق دخل نہ دینا شاید اُن ملکون مین چل سکتا ہے جہان اہل مقدمہ تکلفات قانونی سے غالبًا واقف ہوتے ہین اور اُنکی ہدایت اور اعانت کو

لائق کونسلی ہمیشہ موجود رہتے ہین مگر مصر مین لوگون کو اس سے نقصان عظیم پہونچتا ہے
اور اسمین کچھ شک نہین ہے کہ اس سبب سے بے ایمان غیر ملک والون کو بڑی مدد اسمین ملتی ہے
کہ فلاحین کو سودی روپیہ کیا دیتے ہین کہ اُن بیچارون کو بالکل ٹھگ لیتے ہین مصر کا
جاہل آدمی اپنے مقدمہ کو بکمال احتیاط مرتب کرنا کیا جانے بلکہ اسکو یہ سمجھنا بھی محال ہے
کہ مقدمہ کو کیونکر مرتب کرتے ہین اور مقدمہ جس صورت سے عدالت مین پیش کیا جائیگا
اسیکے موافق اسکا فیصلہ ہوگا اور اسکی واقعی روداد کا لحاظ کیا جائیگا چونکہ مصر کا آدمی
فرانسیسی عدالت کے اصول و فروع سے ناواقف ہوتا ہے لہذا وہ اپنے زعم ناقص مین یہ
سمجھتا ہے کہ جج کو لازم ہے کہ سوالات کریگا اور اور ذریعون سے جہانتک ممکن ہو مقدمہ کے
واقعات کو سمجھ لے اور وہ بات کرے جو ہر غیر متعصب آدمی اُس مقدمہ کی تحقیقات کریگا
جسمین اسکی کوئی ذاتی غرض شامل ہو۔ مصر کا آدمی اس امر کو بڑی ناانصافی سمجھتا ہے کہ مدعی
یا مدعا علیہ تو اُس قانونی خندق مین جو فریق مخالف نے کھود رکھا ہے اچانک گر پڑے اور جج
خالی بیٹھا ہوا منھ تکا کرے یا یہ کہ مدعی یا مدعا علیہ صرف اسوجہ سے مقدمہ ہار جائے کہ کوئی ایسا
خفیف امر اُسنے فروگذاشت کیا تھا یا کوئی ایسی ذراسی بیضابطگی اُس سے ہوگئی تھی جو جج کے
ادنیٰ اشارہ سے دفع ہوسکتی تھی پس اگر مصر کی عدالتین ایسے ضابطہ کو عمل مین لائینگی تو اُنکا
مقصد اصلی ہرگز نہ حاصل ہوگا بلکہ مصر کے لوگ انکو ایک نیا آلہ حق تلفی اور ناانصافی کا سمجھینگے یا
اقل درجہ اُنکو غیر ملک والون کا قابل اعتراض اختراع تصور کرینگے مین سابق مین بیان کرچکا ہون
کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسان کوئی قانونی حیلہ اسلیے کرتے ہین کہ مختلف القوم عدالتون
مین ہمکو استغاثہ کرنا پڑے مگر قاضی کی کچہری مین نالش کرنی پڑے اس بات سے میرے
اس قول کی تردید نہین ہوسکتی کیونکہ کسانون کو اہل یورپ سے اکثر معاملات تجارت
پیش رہتے ہین لہذا وہ فرانسیسی ضابطہ سے واقف ہوجاتے ہین اور ہر قسم کی متمدن
عدالت کو دیسی عدالتون پر ترجیح دیتے ہین جنکی رشوت ستانی زبان زد خلائق ہے

اکثر جاہل کسان جنکو مختلف القوم عدالتون سے کبھی کبھی کچھ سابقہ پڑتا ہے میرے نزدیک اُنکے عدل وانصاف کے مدّاح وثنا خوان ہرگز نہین ہین -

اس دعوی کی تائید مین کچھ تقریر لارڈ ڈفرن کی انکی رپورٹ سے نقل کیجاتی ہے "وہو ہذا" مصر کی گورنمنٹ کی یہ آرزو درست وبجا ہے کہ آخرالامر مختلف القوم عدالتین موقوف ہوجائین اور اُنکی جگہ پر مصری عدالتین قائم کیجائین پس اس خیال سے یہ تجویز کیا گیا کہ جملہ قوانین ملکی وتجارتی وبحری جو بالفعل سابق الذکر عدالتون کے استعمال مین ہین اختیار کیے جائین مگر افسوس ہے کہ کتب قوانین بہت ناقص ہین اور جو ضوابط اُنمین درج ہین وہ فرانس سے اخذ کیے گئے ہین اور ایسے پُرتکلف اور پیچیدہ ہین اور اُنمین اس قدر پیچ ہے کہ فلاحین کے مناسب حال اور اُنکے استعمال مین آنے کے قابل نہین ہین مشرقی آدمی انصاف محض وخالص کو تو سمجھتا ہے مگر عدل قانونی کو نہین سمجھتا اور نہ یہ سمجھ سکتا ہے کہ ضابطہ کی پابندی اسلیے پرضرور ہے کہ انصاف محض وخالص اپنے مرتبہ سے انحطاط کرکے تلون مزاجی اور مطلق العنانی کے درجہ تک نہ پہونچنے پائے لہذا ضرور ہے کہ جو ضابطہ مصر مین جاری کیا جاے وہ نہایت آسان ہوتا کہ مصریون کو اس مقدمہ مین پیچ نہو اور اور وجوہ سے بھی یہی مناسب ہے"

یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے جو ذریعہ اختیار کیا گیا ہے اُسکو لارڈ ڈفرن نے بعبارت ذیل بیان فرمایا ہے "وہو ہذا" مین نے مصر کی گورنمنٹ کو تاکید کی ہے کہ پیشتر جو امر اُسنے تجویز کیا تھا اُسکو ترک کرے اور جو قوانین مختلف القوم عدالتون مین جاری اور مستعمل ہین انہین مین ایسی ترمیم کیجاے کہ مصر کی رعایا کے زیادہ تر مناسب حال ہوجاوین" حسب الارشاد لارڈ صاحب موصوف قوانین مذکورہ مین اضافہ اور ترمیم کی گئی ہے اور آئندہ تجربہ سے جن اصلاحون کی ضرورت ثابت ہوگی وہ بھی وقتاً فوقتاً عمل مین لائی جاوینگی مگر جو ضوابط مختلف القوم عدالتون سے اخذ کرنے منظور تھے اُنکی اور ہی صورت ہے تش ۴۵

یعنی انکو از اول تا آخر از سر نو مرتب کرنا پڑیگا۔ چند مہینے کے عرصہ سے کمیشن ایک باکمل ضابطہ مرتب کرنے کی شقت طلب کام مین مصروف ہے"

یہ تقریر لارڈ ڈفرن نے دور ہی گذشتہ مین تحریر فرمائی تھی اور اسوقت سے مقننین مصر کی فرانسیس پرستی مین ایک اور رخنہ یہ پڑا ہے کہ مسٹر جسٹس میکسویل گورنمنٹ مصر کے مشیر قانونی مقرر ہوے ہین۔ صاحب موصوف علم قانون کے عالم تبحر ہین اور ضابطہ عدالت سے بھی خوب واقف ہین مگر ان اوصاف نے اس عقل سلیم اور قوت عملی کو اور اُس بے تعصبی اور بے ریائی کو جو اعلیٰ درجہ کے قانون دانان انگلستان مین پائی جاتی ہے انسے زائل نہین کر دیا ہے اور انکو بہت سے مدت تک ایک مشرقی ملک کی رعایا کا تجربہ رہا ہے جو فی الحال مین مصر کی طرح ابھی ترقی کے پہلے درجہ پر پہونچا ہے مگر چونکہ انتظام مجوزہ انکے آنے کے پیشتر ہی ختم ہو چکا تھا۔ لہذا وہ اُس کارروائی کو کلیۃً رد نہین کر سکتے جو مقننین مصر کی کمیشن کر چکی ہے مگر وہ کوشش بلیغ کر کے اُن خرابیون کو کم کر سکتے ہین جو انکے ہم مضمون کی نکلو ہو بالاختصاص یعنی فرانسیس پرستی سے پیدا ہوتی ہین بشرطیکہ گورنمنٹ انگلشیہ انکی حمایت پر مستعد رہے۔ دیکھا چاہیے گورنمنٹ انگلشیہ سے اعانت ضروری انکو حاصل ہو یا نہو۔

مصر کی دیسی عدالتون کے لیے ایک آسان ضابطہ کے فوائد ایسے ظاہر و باہر ہین کہ اس مضمون مین زیادہ طول دینا کچھ ضرور نہین ہے مگر اسمین چند شے ایسے ہین جنکو رفع کرنے کی فکر کرنی لازم ہے۔ جب ضابطہ آسان ہوا اور اُس سے قیود ظاہری اُٹھا لیے جائین تو جج کو محامد اور ذمائم یعنی اچھی اور بری دونون صفتون کے اظہار کی بڑی گنجائش رہتی ہے لہذا اس باب مین بڑی احتیاط کرنی چاہیے کہ جج وہ لوگ مقرر ہون جو لائق بھی ہون اور مستعد بھی ہون۔ جب اس صفت کے جتنے جج درکار ہین وہ کسی ملک کے لوگون مین نہ مل سکتے تو غیر ملک والون کو جج مقرر کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ ملک بلجیم اور ملک ہالینڈ مین چند غیر ملک کے باشندے جج مقرر ہو چکے ہین۔ علی ہذا القیاس مصر کی ہر دیسی عدالت مین احتمال ہے کہ اب ایک

غیر ملک کا باشندہ جج مقرر کیا جائیگا اور جب وہ زبان عربی سے واقف ہو جائیگا جو اس ملک
کی مادری زبان ہے تو اُسکے مصری ہم منصبون پر اسکا رعب و داب بہت رہیگا۔ علاوہ بران
کسی قسم کی نگرانی کا سامان عدالتہاے ماتحت کے لیے مہیا کیا جائیگا جیسا ہندوستان مین ہے
یعنی یا تو اُنکی نگرانی کے لیے ایسے انسپکٹر مقرر کیے جائینگے جو ہمیشہ دورہ کیا کرینگے یا اس
امر کی تاکید کیجائیگی کہ سب مقدمات کا خلاصہ مع ہر فیصلہ کے مختصر وجوہ کے حکام اعلی کے
ملاحظہ کے لیے ارسال کیا جاے۔

اگر مصر کی عدالتون کے انتظام جدید مین کامیابی حاصل ہوئی تو اسکا نتیجہ ضرور ہوگا ص ۴۳
کہ وہان کے لوگون کے اخلاق درست ہوجائینگے اور وہ حق و باطل مین تمیز کرنے لگین گے
کیونکہ صدہا برس کے ظلم و ناانصافی کے سبب سے حق و باطل کا خیال اُنکے صفحہ خاطر سے محو
ہوگیا ہے اور یہی اسکا اثر ضرور ہوگا کہ اہلکاران گورنمنٹ اور خود گورنمنٹ کے اخلاق درست
ہوجائینگے اور اُنکے دل مین یہ خیال پیدا ہوگا کہ ہمارے ذمہ چند فرائض ہین اور ہمارے
چند حقوق ہین اور رعایا کے بھی کچھ حقوق ہین جنکی نگہداشت کرنی ہمکو واجب ہے اور
جب رعایا کے حقوق مین حکام دست اندازی کرین تو مستوجب سزا ہین جب یہ کیفیت ہمہ
اہلکاران اعلی و ادنی کو معلوم ہوگی تو وہ کمال متحیر اور بہت ناراض ہونگے کیونکہ وہ
مطلق العنانی اور دست درازی کے ہمیشہ عادی رہے ہین اور انکو اپنے افسران اعلے
سے بازپرس کا خوف کبھی نہین رہا ہے کیونکہ وہ بھی تو اپنے ماتحتون کی طرح
مطلق العنانی اور دست درازی کے عادی رہے ہین اور مثل مشہور ہے کہ خفتہ را خفتہ
کے کند بیدار۔ از خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ حکام صدر پر بھی اس حیرت انگیز انتظام
جدید کا اثر نیک ہوگا اور انکو یہ بات معلوم ہو جائیگی کہ قوت بہیمیہ یعنی ظلم و جبر کی نسبت
عقل و شعور سے کام لینا بہتر ہے۔ اگر حکام صدر کو اس نصیحت کی کچھ قدر معلوم ہوگی
تو غیر ملک کے آدمیون کی بدولت معلوم ہوئی ہے جنسے انکو اکثر سابقہ رہتا ہے اور جنکی

۵۶ جان ومال کی حفاظت ہمیشہ انکی سلطنتون کے سفیر کرتے رہے ہین اور جنکے حقوق کا تحفظ اب مختلف القوم عدالتون سے متعلق ہے مگر جو مفید نگرانی اس طرح سے گورنمنٹ اور اُسکے اہلکارون کے افعال کی ہوئی ہے اُسکے سبب سے ہر درجہ کے اہلکاران سرکاری مصریون پر اور زیادہ ظلم وتعدی کرنے لگے ہین پس اُن اہلکارون کی تعلیم کی تکمیل اسپر موقوف ہے کہ جو قانون حفاظت اسوقت تک غیر ملک والون کو حاصل ہی ہے اُسمین اہل مصر بھی شامل کر لیے جائین۔

۴۵۹ اس مطبوع ومرغوب مقصد کو حاصل کرنے کے لیے یہ قرار پایا ہے (با وجودیکہ فرانسیس دوست مقننین نے سخت مخالفت کی ہے) کہ وہ محکمہ مقرر کیا جائے جسکو فرانسیسی قانون کی اصطلاح مین دارا الانصاف کہتے ہین۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جیسا یورپ کی اُن سلطنتون مین ہوا ہے جنھون نے فرانس کی روش اختیار کی ہے ویسا ہی فرانس مین بھی ہوا ہے کہ گورنمنٹ کو یہ گمان ہے کہ اگر حکام مختص المقام کے منصبی افعال کی باز پرس باقاعدہ عدالتون کے ذریعہ سے کیجائے تو گورنمنٹ کی عظمت و وقار اور اسکے رعب وسطوت مین فرق پڑجائے پس ان ملکون مین ایسے مقدمات کے لیے ایک خاص عدالت اختراع کی گئی ہے جسمین حکام انتظامی جج مقرر ہوتے ہین اور جسکو وہان کی اصطلاح مین دارا الانصاف کہتے ہین۔ یہ مین نہین کہہ سکتا کہ فرانس کے دارا الانصاف نے خرابیون کا انسداد اور رعایا کے حقوق کا تحفظ کسقدر اور کہانتک کیا ہے۔ البتہ یہ بات مین بلاتامل کہتا ہون کہ اس قسم کی عدالت مصر مین ہرگز کافی نہوگی کیونکہ رشوت ستانی اور مطلق العنانی مصر مین ہر طبقہ کے حکام انتظامی کے خمیر مین داخل ہوگئی ہے اور وہ ان لوگون کے حقوق کی کچھ حقیقت ہی نہین سمجھتے جو سرکار مین کسی قسم کا رسوخ نہین رکھتے ہین لہذا یہ ضرور ہے کہ جن مقدمات مین کسی حاکم پر ظلم یا ناانصافی یا ظلم ستانی کا الزام لگایا جائے یا جن مقدمات مین گورنمنٹ کے واقعی یا فرضی اغراض رعایا کے اغراض کے منافی ہون انکا

فیصلہ کرنے کے لیے ایسی عدالتین مقرر کیجا یمن جنمین بہت سے غیر ملک کے رہنے والے جج شریک ہون -

خیر - یہان تک تو عدالتون کی اصلاح کی تدبیرین بیان کی گئین - اب انتظامی اصلاح کا اہم مضمون بیان کیا جاتا ہے اور یہ لکھا جاتا ہے کہ کس ذریعہ سے اور کیونکر اصلاحات ضروری مصر کے انتظام مین ہوسکتی ہین - وزرا یا مختلف صیغون کے افسران اعلی سے ایسی امید رکھنا فضول ہے جب وزرا کی کونسل کے ارکان وہ لوگ ہون جو مطلق العنان اور جفا کار و ستم شعار ہین اور جنمین سے بعض مرتشی بھی ہین تو ایسے لوگون سے یہ امید کیونکر ہو سکتی ہے کہ جس نجاست و کثافت مین خود اُنکی عمرین بسر ہوگئی ہین اُسکو پاک و صاف کر دینگے لہذا کسی سبب خارجی یا ذریعہ بیرونی سے کام لینا ضرور ہے اور میرے نزدیک سوائے اُن عدالتون کے جنکا ذکر سابق مین کیا گیا اور کوئی ایسا ذریعہ نہین ہے صحیح اور حاضر و ناظر رائے جمہور تو مصر مین دکھائی نہین دیتی اور اگر ایسی رائے پیدا ہو سکتی ہے تو انہین آزاد منش اور بے لوث محکمون کے ظل حمایت مین پیدا ہو سکتی ہے جنکا ذکر سابق مین کیا گیا - نیوبر پاشا نے بجا فرمایا ہے کہ انہی عدالتون کو مصر مین چند مدت تک صحیح رائے جمہور اور آزاد اخبارات کا کام کرنا پڑیگا انگریز لوگ اس بات پر بجا فخر کرتے ہین کہ ہم اپنے حقوق کے اظہار مین قصور نہین کرتے اور جو شخص ہمارے حقوق مین دست اندازی کرنا چاہے خواہ حاکم ہو خواہ غیر حاکم اُس سے خم ٹھونک کے لڑنے کو مستعد ہو جاتے ہین اور جرمنی کے ایک عالم نے ایک رسالہ مین یہ امر ثابت کر دیا ہے کہ ہمارے (انگریزون) قومی اوصاف مین سے یہ وصف ایسا ہے جسکی بدولت ہماری عمرین اس کیفیت سے بسر ہوتی ہین کہ آزادی بھی ہے انتظام بھی ہے اور پابندی قانون بھی ہے مگر ہم پوچھتے ہین کہ یہ قومی وصف ہم لوگون مین کیونکر پیدا ہوا ہے اور کیونکر اُسکو نشو و نما ہوا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ وصف عدالتون کے اس انتظام سے پیدا ہوا ہے جسکے موجب سب سے زیادہ غریب اور حقیر آدمی بھی اپنے حقوق کی حفاظت بے تکلف اور بے کھٹکے کر سکتا ہے یہ ہم

پوچھتے ہین کہ ہمارے ملک کے اہلکارون نے اُن لوگون کے حقوق کا لحاظ رکھنا کیونکر
سیکھا ہے جنکا کوئی وسیلہ گورنمنٹ مین نہین ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ ہمارے ملک کے
اہلکارون کو یہ بات سکھائی گئی ہے کہ جو لوگ برسرکار ہوتے ہین انکے منصبی اور غیر منصبی
دونون قسم کے افعال کا مواخذہ اور بازپرس وہ عدالتین کر سکتی ہین جو رعایا کے حقوق اور حکام کی
حکومت دونون کی حامی و مددگار بدرجۂ مساوی ہین دستور قدیم۔ عادت۔ اور تعلیم و تربیت
کی بدولت اب عدالتون کو اسکی ضرورت کمتر ہوتی ہے کہ اہلکاران سرکاری کی حکم نہین مگر
ہمارے ملک کے حکام اور منتظمین مین جو اوصاف حمیدہ ہین وہ عدالتون ہی کی بدولت حاصل
ہوئے ہین اور ہمکو یہ اندیشہ ہے کہ اگر عدالتین نہون تو یہ اوصاف حمیدہ اور وہ قومی وصف
بھی جسکا ذکر سابق مین کیا گیا رفتہ رفتہ زائل ہوجائین مگر مصر مین ہمکو اپنے تجربۂ ذاتی پر عمل
کرنا چاہیے مصر کا آدمی اتنی جرأت و ہمت و آزادی کہان سے لائے کہ حاکم کے سامنے کھڑا
ہوکر اپنے حقوق کو جوانمردی سے ظاہر کرے کیونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ اگر مین حجت و تکرار یا شکوہ
و شکایت کرونگا تو حاکم دو تین قوی ہیکل خدمتون کو بلا کر کوڑے کھلوا دیگا پس وہ بیچارہ
سوا سزا پانے کے اور کیا کر سکتا ہے اور ہمکو تجربہ سے معلوم ہو گیا ہے کہ منت و سماجت کرنا
بے سود بھی ہے اور خطرناک بھی ہے اسواسطے کہ حکام اعلیٰ غریب آدمی کی کچھ نہین سنتے اور
جس حاکم یا اہلکار کی وہ شکایت کرتا ہے وہ اُس سے انتقام لے سکتا ہے اور کچھ اندیشۂ بازپرس
نہین رکھتا۔ انکے وجوہ سابق مین بیان کیے گئے مصر مین بڑی مشکل یہ ہے کہ عدالتون کے
اخلاق کا ایسا استحکام کیا جاوے کہ حکام کے دباؤ اور اُنکے رعب ناجائز کو ہرگز نہ مانین جیسا
کچھ تو اس تدبیر سے حاصل ہو سکتی ہے کہ مصری ججون کے ساتھ بہت سے غیر ملک کے
رہنے والے جج شریک کردیے جائین مگر ان ججون کی کوشش کا کارگر ہونا اسپر موقوف ہے
کہ چند عرصہ تک گورنمنٹ انگلشیہ اُنکی اعانت و حمایت پر آمادہ رہے۔

اسوقت تک تو مصر کے انتظام مین ہمارے حسن سعی سے صرف اتنی اصلاح ہوئی ہے

کر وزیر صیغہ داخلیہ نے جو ایک سرکلر اس مضمون کا جاری کرایا ہے کہ قرباش کو بالکل موقوف کیجاوے اگر ہم ایسے ہی ایسے کام کیے جائیں تو بیشک ہمنے یہ کار ثواب کیا لیکن اگر ہم اتنا ہی کر کے بیٹھ رہیں تو ہمنے گویا وہ کام کیا جو فرعون نے کیا تھا کہ بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ بے تیار کیے اینٹیں بناؤ یعنی جھوٹ موٹ کی فیاضی کر کے ہمنے اور لوگوں کا نقصان کیا فرض کیجیے کہ کسی ملک کا بادشاہ انگلستان کو فتح کرے مگر وہ بادشاہ نہایت عالی دماغ ہو اور بعض حکما کیطرح اسکا بھی یہ مقولہ ہو کہ جرم بیماری کی خاصیت رکھتا ہے۔ اور یہ بھی فرض کیجیے کہ یہ مصلح خلائق بادشاہ ہمکو حکم کرے کہ قیدخانوں اور توبخانوں کو فوراً بند کر دو اور مجرموں کے ساتھ اسپتال کے بیماروں کیطرح پیش آؤ مگر جو نتائج اس سے پیدا ہوں انکی ذمہ داری نکرے تو اس صورت میں کیا ہم یہ شکایت نکرینگے کہ یہ بادشاہ ہمپر سختی کرتا ہے اور کیا ہم یہ استدعا نکرینگے کہ ہمکو اتنی مہلت دیجاے کہ اسپتال میں ان مریضوں کے رہنے کا سامان تو کر لیں پس بالفعل مصریوں کی بعینہ یہی کیفیت ہے مصر کے انتظام میں قرباش نے آج تک وہ کام دیا ہے جو ہمارے ملک میں قیدخانے اور توبخانے کا کام کر رہے ہیں اور ہمنے اہل مصر کو حکم دیا ہے کہ اس قدیم آلہ تعزیر کو پھینکدو مگر اسکو ترک کر دینے سے جو نتائج پیدا ہونگے انکی ذمہ داری ہمنے نہیں کی ہے اور نہ مصریوں کو اتنی مہلت دی ہے کہ جو رعیانہ برتاؤ ہم مجرموں سے کرتے ہیں اسکو اختیار کرنے کا ذریعہ وہ بھی بہم پہنچائیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ وزیر صیغہ داخلیہ کا سرکلر متضمن موقوفی سزاے قرباش طاق نسیان پر رکھا رہا ہے اور ایک وزارت کے ناظم نے وزیر صیغہ خارجیہ کے سکرٹری کو وہ جواب لکھا جو مصر کا ہر ایک مدبر یا ناظم لکھ سکتا ہے وہ جواب یہ ہے "اگر آپ مجھسے سرکاری طور سے پوچھتے ہیں کہ آیا سزاے قرباش موقوف ہو گئی ہے یا نہیں تو اسکا جواب میں یہ دیتا ہوں کہ عالیجناب وزیر صیغہ داخلیہ کے حکم قضا شیم کی تعمیل اس صوبہ میں جو میرے سپرد ہے بخوبی ہو رہی ہے لیکن اگر آپ دوستانہ طور سے مجھسے دریافت کرتے ہیں تو میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ وہی پرانا قاعدہ بخوبی جاری ہے

اور اسوقت تک جاری رکھنا پڑیگا جب تک کہ اُس سے کوئی عمدہ تر ذریعہ رعایا پر دباؤ ڈالنے کا 35
اختراع کیا جاے۔ اگر مین صاحب سکرٹری موصوف کے حکم کی تعمیل لفظاً بالفظ کرتا تو بڑی بے انتظامی
اور بدعملی ہو جاتی اور ٹیکس وصول نہو سکتا جسکا نتیجہ یہ ہوتا کہ مین نالائق بنکر نکال دیا جاتا۔
علاقجات خاندانی کے انگریزی انسپکٹر نے جنکا نام مسٹر روزول ہے ایک مضمون یہ راے
بیان کی کہ اگر سزاے قرباش فوراً موقوف کردیجاے تو ٹیکس وصول کرنا دشوار بلکہ محال ہو جائے
یہ کہکر اُن بیچارے نے ناحق بہت سی گالیان کھائین کیونکہ انکے اس قول سے لوگون نے
یہ نتیجہ نکالا کہ یہ سزاے جسمانی کے مؤید ہین مگر ہمین کچھ شک نہین ہے کہ انکا منشا سزاے قرباش
کی تائید کرنا نہ تھا بلکہ انکا مطلب صرف حکام کو تنبیہ کرنا تھا کہ اگر اس پرانے قاعدہ کی جگہ پر
کوئی اس سے زیادہ رحیمانہ مگر اتنا ہی مؤثر طریقہ نہ نکالا جائیگا تو سرکاری مالگذاری بہت کم
ہو جائیگی۔ ہر شخص جو مصر کی رعایا کی کیفیت سے آگاہ ہے اس امر کو ضرور تسلیم کریگا کہ یہ
تنبیہ بڑی توجہ کے لائق ہے۔

مگر ہم پوچھتے ہین کہ آیا پرانے قاعدہ کی جگہ پر کوئی مؤثر طریقہ جاری کرنا ممکن ہے
یا نہین مین نے یہ سوال اکثر مصر کے حکام سے کیا ہے اور اسکا جواب بصیغہ نفی پایا ہے
یعنی اُنھون نے یہ بیان کیا ہے کہ فلاح اور کسی قسم کے دباؤ کو ہرگز نہ مانیگا لیکن جب مین نے
ان صاحبون سے جرح کے سوالات کیے تو معلوم ہوا کہ اگرچہ اُنھون نے یہ بات نیک نیتی سے
فرمائی ہے مگر اُنکو خود اسکا یقین نہین ہے۔ جب وہ لمحہ بھر کے بعد اُس بات کو بھول جاتے تھے جو
اُنھون نے پہلے کہی تھی اور یہ نہ سمجھتے تھے کہ یہ سوالات مین اُنسے کیون اور کس نیت سے
کر رہا ہون تو وہ اس امر کو تسلیم کر لیتے تھے کہ فلاح بہت سے کوڑے کھانا قبول کریگا مگر چند
پیاسٹر دینا نہ گوارا کریگا اور بہت سے پیاسٹر دینا قبول کریگا مگر باہر جاکر بیگار کا کام کرنا نہ منظور کریگا
اور باہر جاکر بیگار کا کام کرنا قبول کریگا مگر فوج مین بزبردستی بھرتی ہونا نہ گوارا کریگا پس ان
حکام کے قول سے ثابت ہوا کہ فلاح پر دباؤ ڈالنے کی تین تدبیرین ہین یعنے جرمانہ کرنا

اور بیگار کام لینا اور زبردستی فوج مین بھرتی کرنا اور یہ سب چیزین اُن تمام برے بہت سی بلائین
جسکو انھون نے پہلے کہا تھا کہ صرف قرماش کا دباؤ فلاح جانتا ہے اور کچھ نہین مانتا یہ ایک
بدیہی مثال اس اصول کی ہے جسکو مین نے مصر کے قیام تحصیل کے زمانہ مین مشاہدہ کیا یعنی یہ
اصول کہ حکام نا تعلیمان مصر کو جو عقل و دانش خدا نے دی ہے اسکو بہت کم کام مین لاتے ہین
اب مین اُن مسائل متعلقہ اسباب معیشت کو مجملاً بیان کرتا ہون جنکو حل کرنا واجب ہے
اور جنسے انقلاب عظیم کا خوف ہے۔

سب سے زیادہ مشکل مسئلہ تو یہ ہے کہ فلاحین بہت مقروض ہین۔ ایک تو مصر کی
رعایا پر متعدد ٹیکسون کا بار عظیم ہے اسپر طرہ یہ کہ لاکھا روپیہ کی قرضدار ہے اور سود کی
شرح زیادہ ہوتی جاتی ہے یعنی فی صدی بیس اور تیس اور چالیس پونڈ سالانہ تک نوبت
پہونچ گئی ہے پس اس سے زیادہ اہم اور غور طلب کون امر ہوگا۔ عربی کی بغاوت مین اسکا
اثر یہ ظاہر ہوا کہ کاشتکارون کو غیر ملک کے لوگون سے وہ عداوت پیدا ہوئی جسکو سرداران
باغی نے اپنے حریفانہ ارادون کو پورا کرنے کا ذریعہ بنا لیا اور اگر یہ خرابی پیشتر ہی رفع نہ کیجائیگی
تو آیندہ جب کبھی بغاوت ہوگی تو پھر بھی خطرہ رہیگا مصر کے جنوبی اور درمیانی حصہ مین فلاحین
کو جن غیر ملک والون سے سابقہ رہتا ہے وہ یونانی اور شامی سودخور مہاجن ہین جنمین سے
ایک شخص موسٹری نامے کا ذکر سابق مین کیا گیا۔ یہ مہاجن دیہات مین رہتے ہین اور غریبون کو تین
چار پونڈ فی صدی ماہانہ سود پر تھوڑا بہت قرضہ دیتے ہین اور سود کے معاوضہ مین غلہ یا روئی
لے لیتے ہین اور رفتہ رفتہ ترقی کرکے بیوپاری بنجاتے ہین اور غلہ وغیرہ لاد لاد کر اسکندریہ مین
بھیجتے ہین اور وہان سے غیر ملکون کے سوداگر اسکو بیرونجات مین بھیجدیتے ہین۔ آخر کو یہ مہاجن
اپنے اپنے گانؤن کے گویا چھوٹے چھوٹے خودسر حاکم بنجاتے ہین۔ اور اگر انکے دل مین جو کچھ بھی
ایمان ہوتا ہے تو خیر اسی پر اکتفا کرتے ہین کہ گانؤن والون کو تیس چالیس پونڈ سالانہ پر روپیہ قرض
دیتے ہین اور جو غلہ اور روئی وہ بیرونجات مین بھیجنے کے لیے خریدتے ہین اسمین بھی وہ بہت نفع

لیتے ہین لیکن اکثر مہاجنون پر طمع زریہی غالب ہوتی ہے کہ ایمان کو بالاے طاق رکھکر حلو
اور اخدمد کے مباح ذریعون سے تجاوز کر کے جھوٹے وزن اور پیمانے استعمال مین لاتے ہین
اور جھوٹے دعوے گڑھ لیتے ہین اور تمسک وغیرہ مین فریب کر کے رقمین بدل دیتے ہین
اور اور اسی قسم کی بے ایمانی اور بدمعاشی کی حرکتین کرتے ہین بہرکیف خواہ وہ ایماندار
ہون خواہ بے ایمان جن لوگون سے انکو لین دین رہتا ہے وہ انسے بہت بیزار رہتے ہین
اور بد دعا کرتے ہین اور جب کسیکو یہ بشارت دیجاتی ہے کہ خدا نے تمکو مہاجن کے پنجہ سے
چھڑایا تو اسکے گھر عید ہو جاتی ہے اور بڑی خوشیان ہوتی ہین - ایک اور فرقہ سود خورے
مہاجنون کا جو رعایا کی اسقدر ضرر رسانی نہین کرتا اسکندریہ کے کارخانجات تجارت کے
خاص گماشتون کا فرقہ ہے - یہ لوگ معمولی شکل سے سود نہین لیتے بلکہ فصل استادہ کی ضمانت پر
روپیہ دیتے ہین اور جب غلہ کو بیرونجات مین بھیجنے کا زمانہ آتا ہے تو اپنے روپیہ کے عوض مین
غلہ لے لیتے ہین - علاوہ انکے ایک بنک اور ایک مرتہن اراضی کمپنی ہے یہ دونون باضابطہ رہن نامے
تحریر کر کے واجبی سود پر روپیہ قرض دیتے ہین - کسانون نے ان مختلف قسم کے مہاجنون اور
کمپنیون سے مبلغ خطیر قرض لیا ہے جسکی تعداد پچاس لاکھ پونڈ سے ایک کرور پچاس لاکھ پونڈ تک
تخمیناً ہے - اور جب سال گذشتہ فرقہ باغیہ کے قاصدون نے یہ مشہور کیا کہ مصری قرضدارون
کو عربی پاشا غیر ملک والون کے قرضہ سے بری کر دیگا تو عربی کے نام پر لوگ جان دینے لگے
اگرچہ اس بادی قوم (عربی) کی شان و شوکت کی نسبت جو مہمل و مزخرف باتین مشہور ہوئی تھین قرضہ
وہ مدت قلیل مین نقش بر آب ہوگئین مگر اکثر کسانون کو اب تک یہ یقین ہے یا اقل مراتب
یہ یقین ظاہر کرتے ہین کہ حالانکہ عربی چند ہی روز بر سر حکومت رہا لیکن اسی مدت قلیل مین
اسنے ہمکو قرضہ سے پاک کر دیا اور جب خدیو کی حکومت دوبارہ قائم ہوئی تو انسنے نادانی سے
ایسا کام کیا جس سے اس غلطی کی کسیقدر تصدیق ہوگئی - سال گذشتہ موسم سرما مین سرکلرات
بنام حکام مختص المقام جاری کیے گئے جنکا مضمون یہ تھا کہ اس بغاوت سے جو دقتین پیدا

ہوئی ہین اُنکا لحاظ رکھا جاے اور مفلس کسانون کو قرضہ فوراً ادا کرنے کی تاکید کیجاے اسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ جو کسان کچھ جائداد رکھتے ہین اُنھون نے بھی قرضہ ادا کرنے سے انکار کیا ہے اور چھوٹے بڑے سب مہاجنون نے صاف کہدیا ہے کہ اب ہم ذاتی ضمانت یا رہن پر روپیہ نہ دینگے۔ چونکہ مفلس کاشتکارون کو یقین تھا کہ حسب معمول روپیہ قرض لے لینگے لہذا بہتون کو بیا بسارہ اور ابتدائی کام کے لیے بھی بدقت روپیہ میسر آیا ہے اور سُنا ہے کہ بعض نے ایک جزو اپنی اراضی کا بے کاشت چھوڑ دیا ہے۔ پس اب کاشتکارون کا حال روز بروز زار ہوتا جاتا ہے اور گورنمنٹ کو فرض ہے کہ قرضہ ادا کرنے مین اُنکو مدد دے کیونکہ اگر مفلس کسانون کو اُنکے قرضخواہون اور عدالتون پر چھوڑ دیگی تو اُنکی جائدادین بالکل جاتی رہینگی اور جب اُنکی جائدادین بالکل تلف ہو جاینگی تو اُنکے اسباب معیشت مین خلل عظیم واقع ہوگا جس سے بڑی بڑی خرابیان پیدا ہونگی۔

مگر جن خرابیون کا اندیشہ ہے اُنکے انسداد کی کیا تدبیر ہوسکتی ہے؟ اس سوال کا جواب اس امر پر موقوف ہے کہ اس مرض کی حقیقت اور اُسکے اسباب کی تحقیق کی جاے۔ اسکی تشخیص مین اطبّاے حذاق اور ڈاکٹران مشاق نے اختلاف شدید کیا ہے ایک فرقہ ڈاکٹرون کا تو اس مرض کو فلاحین کی فطری ناعاقبت اندیشی پر محمول کرتا ہے جسمین چند مدت سے اتفاقات زمانہ سے اور زیادہ شدت ہوگئی ہے اور دوسرا فرقہ گورنمنٹ کو بلکہ اسمعیل پاشا کو الزام لگاتا ہے جسنے پہلے تو سنگین ٹیکس لیکر فلاحین کو تباہ و برباد کر دیا پھر اُسنے بیگار کا کام اس شدت سے لیا کہ العظمة للہ۔ بعد اسکے اُنکو ایسا مجبور کر دیا کہ سود خوار مہاجنون سے اُنکو روپیہ قرض لینا پڑا۔ اب یہ دیکھنا چاہیے کہ سب سے عمدہ کیا علاج ہے جس سے یہ مرض دفع ہو جاے یا اقل مراتب اسمین خفت تو ہو جاے۔ اور ان دونون فرقون مین سے کس فرقہ کا قول صحیح ہے اگر کسان اپنی بیہودگی سے مقروض ہوگئے ہین اور اپنی لاعلاج ناعاقبت اندیشی سے اب تک مقروض ہین تو پہلے تو اُنکے قرضہ کے بار مین کچھ خفت کیجاے بعد اُسکے بیوپار

یا لین مین بالکل موقوف کردیا جائے کہ کسی کو روپیہ قرض نہ مل سکے لیکن اگر سنگین ٹیکس اور حکام مال کی ظلم ستانی کی وجہ سے کسان اسقدر مقروض ہوگئے ہین تو گورنمنٹ حال کو اس نقصان کی تلافی کرنی لازم ہے جو اس سے پیشتر کی گورنمنٹ سے رعایا کو پہونچا تھا اور سودی قرضہ کے قاعدہ کو موقوف کرکے بیوہار کا قاعدہ جاری کرنا چاہیے۔

جن ناظرین نے ابواب سابقہ کو بامعان نظر ملاحظہ فرمایا ہے وہ بجاے خود ایک راے اس باب مین قائم کرسکتے ہین اور مجھکو یقین ہے کہ وہ مجھ سے اتفاق راے کرینگے کہ دوسری وجہ اگرچہ بالکل کامل تو نہین ہے مگر پہلی وجہ کی نسبت اقرب الی الصواب یعنے صائب تر ہے۔ اسکا انکار نہین ہوسکتا کہ جب امریکا مین لڑائی ہوئی اور اسکی وجہ مصر مین روئی کی کاشت اور بیوہار مین حد سے زیادہ ترقی پانچ برس تک رہی تو اس زمانہ مین روئی کے کاشتکارون نے ہزارہا روپیہ فضول اور بیکار اُڑا دیا اور یہ امر بھی یقینی ہے کہ جب اقبال کے بعد ادبار آیا تو اکثر کاشتکارون کو روپیہ کی اسقدر ضرورت ہوئی کہ محض لغو اور حماقت آمیز تدبیرون سے اُنھون نے روپیہ لیا مگر جو کیفیت اُنکی مصر کے کسانون کی معمولی حالات مین رہتی ہے وہ تو ان واقعات سے نہین معلوم ہوتی۔ البتہ اہل یورپ کے مقابلہ مین تو فلاحین بے احتیاط اور ناعاقبت اندیش ہین کیونکہ انمین وہ لیاقت علمی نہین ہے جس سے آدمی اپنے افعال کے نتائج بعید کو پیشتر ہی سے سوچ لیتا ہے مگر یہ خیال بالکل غلط ہے کہ وہ لوگ عموماً بڑے ہی مسرف اور خراچ ہین اور آئندہ کی مطلق فکر نہین رکھتے۔ جو صاحب اُنکی لاعلاج ناعاقبت اندیشی اور فضول خرچی کو بڑی فصاحت سے بیان کرتے ہین اگر وہ مصر کے دیہات مین جاکر کوئی معاملہ اپنے حق مین نہایت مفید سمجھکر کرین تو اُنکو فوراً ثابت ہوجائیگا کہ روپیہ کے معاملات مین سادہ لوح فلاحین ایسے بیوقوف اور بیفکر نہین ہین جیسا اُنکو گمان تھا۔ سچی بات یہ ہے کہ جو شخص اسمعیل پاشا کے عہد کے مالی انتظام سے واقفیت تامہ رکھتا ہوگا وہ اس امر کو ضرور تسلیم کرلیگا کہ کسانون کو مجبوری ۶

سود خوار مہاجنون کے جال مین پھنسنا پڑتا تھا اور ظاہر ہے کہ کسی ...
وہ کرتے مگر قرض سے انکی جان کسی طرح نہ بچتی - باقاعدہ ٹیکس تو سنگین تھے مگر بے قاعدہ
زیادہ ستانیان انسے بھی زیادہ سنگین تھین - اکثر تو فصل مین اور کبھی کبھی بے فصل بھی مدیر کو
القاہرہ سے حکم آتا تھا کہ اپنے صوبہ مین دورہ کرکے کمبخت کاشتکارون کو بالکل
نچوڑ لو جیسا ضعیف عبدہ کی زبانی سابق مین بیان کیا گیا جن لوگون کے پاس روپیہ نقد
کافی نہ ہوتا تھا انسے کہا جاتا تھا کہ مہاجن سے روپیہ ادھار لو اور اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جو مہاجن
پاشا کا بڑا مقرب ہوتا تھا اسی کو بتا دیتے تھے کہ یہ بڑا نیکبخت آدمی ہے تین یا چار یا پانچ
فی صد سیکڑا ماہواری پر اس سے جتنا چاہو روپیہ لے لو عقلاً تو کہہ سکتے ہین کہ ایسے شرائط کو
قبول کرنا محض حماقت تھی مگر عملاً دیکھیے تو جو شخص دریا مین ڈوب رہا ہو اور کمال مضطر ہو کر
گھانس کو پکڑ لے اسکے اس فعل پر نکتہ چینی کرنا خود حماقت ہے جیسی عربی مثل مشہور ہے
اَلغَرِیقُ یَتَشَبَّثُ بِالحَشِیشِ -

جن لوگون نے بڑے زمانہ مین اور کم روپیہ سے کھیتی کرنے کا قصد کیا ہے
انکے دل سے پوچھیے کہ جب کاشتکار ایکبار مقروض ہو جاتا ہے تو کیسی کیسی خرابیون مین
پڑ جاتا ہے اور ان خرابیون سے نکلنا کیسا مشکل ہو جاتا ہے - مصر کے اضلاع جنوبی اور
اضلاع متوسط کے فلاحین سے زیادہ کسی فرقہ کے لوگون کو یہ کیفیت تجربہ سے دریافت
کرنے کا موقع نہین ملا ہے - اسمعیل پاشا کے عہد مین انکا فرقہ باقاعدہ ٹیکس اور بے قاعدہ
زیادہ ستانیون کے مارے مر گیا اور اسوقت سے آج تک انکو سنبھلنا نہین نصیب ہوا - اگرچہ
چند سال کے عرصہ سے انپر ٹیکس کا بار کم ہے اور جو کچھ انسے لیا جاتا ہے باقاعدہ طور سے
لیا جاتا ہے بیقاعدہ طور سے نہین لیا جاتا تاہم قرضہ گذشتہ اور قرضۂ حال کے مجموعی بار سے
وہ دبتے ہی چلے جاتے ہین اور بوہارے کے ذمہ انکو موقوف ہو جانے کی وجہ سے جسکا ذکر باب
مین کیا گیا لاکہ فلاحین کا نوالہ نکلا پڑتا ہے -

جس گورنمنٹ کی نیت مین یہ ہو کہ ان خلائق کو ایک مضبوط و مستحکم بنیاد پر قائم رکھے میرے نزدیک اُسکو لازم ہے کہ اپنی غریب و مصیبت زدہ رعایا کی دستگیری کرے اور سب سے پہلے اُسکو صحیح اور معتبر طور سے یہ دریافت کرنا چاہیے کہ رعایا کا قرضہ کتنا اور کس قسم کا ہے اس غرض سے ہر صوبہ مین ایک کمیشن مقرر کیجاے جسمین اقل مراتب ایک ممبر غیر ملک کا آدمی ہو اور اُس کمیشن سے یہ کام لیا جاے کہ فلاحین مقروض کی ایک فہرست مع ضع و لد بنا کر اُنکے قرضہ کی تعداد اور ضمانتون کی تصحیح اور ہر فلاح کی اراضی مقبوضہ کی مقدار اسمین درج کرے۔ جن لوگون کا قرضہ کسی طرح ادا ہی نہو سکتا ہو وہ اپنی تقدیر پر چھوڑ دیے جائین اور اُنکے قرضخواہ نالش کرکے اپنا قرضہ وصول کرلین لیکن جن لوگون سے یہ امید ہو سکے کہ اگر اُنسے معتدل سود لیا جاے تو یہ سنبھل جائینگے اُنکو سرکار سے مدد ملنی چاہیے۔ اُس مدد کی شکل یہ ہے کہ قرضخواہون کے حقوق کو سرکار بہت کم قیمت دیکر خرید لے اور قیمت کے عوض مین اُنکو خزانہ کی رسیدین یا اور اسی قسم کا لائق فروخت کاغذ دیدے اور کاشتکارون سے رہن نامے لکھوا کر اُنکی اراضیات کو قرضہ مین مکفول کرلے۔ اکثر قرضخواہ بظاہر اپنا نقصان عظیم گوارا کرکے اس انتظام کو بخوشی منظور کرلینگے کیونکہ جتنا روپیہ اُنھون نے قرض دیا تھا اُس سے بہت زیادہ اُنکو ملگیا اور عدالت کی کارروائی مین جو توقف اور تذبذب ہوتا ہے اور خرچ پڑتا ہے اُس سے بھی محفوظ رہینگے اور کاشتکارون کو دو تین یا چار فیصدی کے حساب سے ماہ بماہ سود نہ دینا پڑیگا بلکہ اُسکے بدلے ایک معتدل شرح سے سود تخفیف شدہ زر اصل پر دینا پڑیگا مثلاً فی صدی سات پونڈ سالانہ۔ چند ہی روز ہوے کہ ایسی کارروائی کی نظیر بھی مصر مین گذر چکی ہے۔ جب امریکا کی لڑائی موقوف ہونے کے بعد روئی کا نرخ فوراً گھٹ گیا اور کسان اس قابل نہین رہے کہ اپنے سالانہ حساب کتاب کو مہاجنون سے بآسانی طے کرلیا کرین تو اسمعیل پاشا کو یہ اندیشہ ہوا کہ بہت سی اراضی غیر ملک والون کے قبضہ مین آجائیگی جس سے اُسکے عالیشان زراعتی منصوبون مین خلل عظیم واقع ہوگا۔ پس اس خرابی کے انسداد

کے لیے اپنے ایسے طریقے سے جو اُس تدبیر سے مشابہ تھا جو مین نے سابق مین بیان کی تقریباً چند لاکھ پونڈ کا قرضہ کاشتکارون کا ادا کر دیا لیکن افسوس ہے کہ بعد ازان انھون نے ایسی ظلم ستانیان کین کہ جتنا قرضہ اُنسے ادا کیا تھا اس سے بھی زیادہ رعایا پھر مقروض ہوگئی اور اسکا انجام آغاز سے بھی بدتر ہوا۔

کاشتکارون کا بار قرضہ سے سبکدوش ہوجانا فی الواقع بڑی عمدہ بات ہوگی اور انتظام جدید کے قیام و استحکام کا باعث ہوگا مگر اکثر اہل الرائے کا یہ قول ہے کہ اس سے تو صرف نصف مسئلہ حل ہوگا۔ وہ فرماتے ہین کہ کاشتکارون کو قرضہ سے سبکدوش کرنا کافی نہوگا بلکہ تدارک شدید اس امر کا کیا جاے کہ آیندہ وہ قرض نہ لے سکین۔ اس رائے سے مین اتفاق کلی نہین کرتا ہون۔ مجھے شک نہین ہے کہ اصول کے لحاظ یہ بات بہت مناسب ہے کہ فلاحین اب قرض نہ لینے پائین اور مین یہ بھی تسلیم کرتا ہون کہ شاید چند قیود قاعدہ کے ساتھ مقرر ہوسکتے ہین مگر یہ بات بخوبی ذہن نشین ہے کہ قرضہ کے مقدمہ مین رعایا کے حقوق فطری مین قانونی یا انتظامی دست اندازی کرنا ہمیشہ ایک پرخطر آزمائش ہے جسمین کامیابی کبھی نہین ہوئی ہے اور بعض اوقات قرض لینا اُن بلیات یعنی دو بلاؤن مین سے چھوٹی بلا ہے۔ مزارعین اور تجار دونون کے لیے سب سے عمدہ انتظام تو یہ ہے کہ وہ اپنے ہی سرمایہ سے کام کرین لیکن اگر اُنکے پاس ذاتی سرمایہ کافی نہو تو اُنکے حق مین بہتر یہی ہے کہ معتدل سود پر روپیہ قرض لیکر اپنا کام چلائین نہ یہ کہ بیکار بیٹھے رہین اور زمین کو بے کاشت پڑا رہنے دین۔ مگر افسوس ہے کہ آیندہ مصر کے کاشتکارون کے پاس اتنا روپیہ نہین ہے کہ اراضی کو کاشت کر سکین کیونکہ انمین سے اکثر آدمیون نے تو اپنے اسلاف کا طریقۂ زراعت ترک کر دیا ہے اور اب وہ اس قابل نہین ہین کہ گورنمنٹ کے فرض کو اس طرح سے ادا کرین کہ ایک حصہ فصل کا سرکاری تحصیلدارون کے حوالہ کرین اور اپنا وقت جست ان کامون مین صرف کرین جنسے رفاہ عام یا حاکم وقت کی خوشنودی متصور ہے۔ پس انکو

نے قرض لیے چارہ نہین ہے اور اگر انکو سرکار مہاجنون سے قرضہ کی استدعا کرنے دیگی
اور وہ خود قرض دیگی تو نتیجہ یہ ہوگا کہ سود کا نرخ وہان زیادہ ہو جائیگا۔ تجربہ سے ثابت ہوا ہے
کہ سودی قرضہ دینا قانونی دست اندازی سے نہین موقوف ہو سکتا۔ البتہ اسکا انسداد صرف
اس طور سے ہو سکتا ہے کہ اُسکے مقابل مین ایک باقاعدہ طریقہ بیوہار کا معتدل شرح پر
جاری کیا جاے۔ مصر کے کاشتکار اتنی عقل رکھتے ہین کہ فیصدی آٹھ سالانہ پر قرض
لینے کو فیصدی دو یا تین یا چار ماہواری پر قرض لینے سے بہتر سمجھین بشرطیکہ دونون قسم کا
قرض برابر آسانی سے مل سکے۔ چونکہ اس شرط ضروری سے غفلت اور اغماض کیا جاتا ہے
اسی وجہ سے دو آبہ مصر کے یونانی اور شامی مہاجن یورپی بنکون کے مقابل مین اتنے
کامیاب رہے ہین۔ جب کسی مرض وبائی کی وجہ سے کاشتکارون کے بیل مر جاتے ہین یا سقیہ
یعنی پانی کھینچنے کی کل ٹوٹ جاتی ہے اور کوئی ایسا ہی حادثہ ہو جاتا ہے تو انکو تھوڑے
نقد روپیہ کی فوراً ضرورت ہوتی ہے۔ اگر وہ کسی بڑی بنک سے روپیہ لیتے ہین تو انکو ایسی
پیچیدہ کارروائیان کرنی پڑتی ہین جنمین اُنکا روپیہ اور وقت بہت ضائع ہوتا ہے مگر
یونانی مہاجن تو وہین موجود ہوتے ہین اور بے تکلف روپیہ دینے کو مستعد ہو جاتے ہین اور
کسی کارروائی کے طالب نہین ہوتے بجز اسکے کہ ایک کاغذ کے پرچہ پر مُہر کرا لیتے ہین۔
چار صورتون مین سے تین صورتون مین تو روپیہ فوراً اور بے تکلف ملجانے کا فائدہ زیادہ
سود دینے کے نقصان پر غالب آجاتا ہے جو چند مدت تک محسوس بھی نہین ہوتا۔

اب جو مین اس امر کی تائید کر رہا ہون کہ مصر مین بیوہار کے ذریعے پیدا کیے جائین
تو شاید بعض ناظرین یہ خیال کرین کہ پہلے تو مین نے مرتہن اراضی کمپنیون کی مذمت کی تھی
اب انکا راگ گا رہا ہون اور انھین کی سی کہہ رہا ہون البتہ یہ دونون اگرچہ باہم کچھ مشابہت
تو رکھتے ہین مگر میرے نزدیک ان دونون مین فرق ادنیٰ توجہ سے معلوم ہو سکتا ہے اول تو
ان دونون کے اسباب مین بڑا فرق ہے غیر ملک کی کمپنیون کے ایجنٹ خواہ مخواہ یہی چاہتے ہین

کہ زیادہ سے زیادہ منافع ہماری کمپنی کے حصہ داروں کو حاصل ہو یعنی وہ چاہتے ہین کہ جہانتک اور جتنا روپیہ ملے اس ملک سے کھینچ لین اور وہ سمجھتے ہین کہ فلاحین کی جائدادین جتنی جلد ضائع ہون اتنی ہی ہماری مقصد برآری ہوگی۔ مگر برخلاف اسکے میرا مقصد یہ ہے کہ اُس ملک سے روپیہ باہر نہ جانے پائے اور چھوٹے چھوٹے مالکان اراضی کی جائداد کا تلف ہونا اگر دفعتہً نہ موقوف ہو جاے تو غیر محدود زمانہ تک تو ملتوی رہے۔ پھر ملاحظہ کیجیے کہ مرتہن اراضی کمپنیون کو یہ مقصود ہے کہ سود کی شرح سنگین رہے اگر برخلاف اسکے میرا مطلب یہ ہے کہ سود کی شرح جس قدر کم ہو سکے اسیقدر بہتر ہے۔ اگر ضمانت کافی دیجاے تو مہاجن کو اس سے کیا مطلب کہ جو شخص اُس سے روپیہ لیتا ہے وہ اس روپیہ کو کیا کرتا ہے مگر میرے نزدیک یہ ضرور ہے کہ وہ روپیہ اس طور سے صرف کیا جاے کہ قرض لینے والے کو بہت فائدہ ہو پس ملاحظہ کیجیے کہ اکثر مہاجنون نے اب تک کیا کیا ہے۔ اُنھون نے عمداً یا سہواً گورنمنٹ سے سازش کرکے کاشتکارون کو خوب نچوڑا ہے۔ جب اُنھون نے اتنا روپیہ قرض دیا تب تو کاشتکار اپنا سنگین ٹیکس ادا کر سکے۔ اور اُنکے اس فعل سے گورنمنٹ نے کاشتکارون کی اراضیات کی ضمانت پر قومی قرضہ کو بڑھا دیا ہے۔ اسکا الزام اولاً تو گورنمنٹ پر بیشک عائد ہوتا ہے مگر بیشک مہاجن بھی اسوجہ سے مواخذہ دار ہین کہ انھون نے اس فعل ناجائز مین گورنمنٹ کو مدد دی اور اس مدد کے معاوضہ مین زر خطیر جبراً وصول کیا الحمد للہ کہ خدیو حال نے اپنے باپ کے مالی گناہون اور غلطیون سے توبہ کی ہے مگر ان گناہون کے نتائج تو موجود ہین اور کاشتکارون کے لیے کوئی عمدہ بیوپار کا طریقہ پیدا کرنا غیر ممکن ہے تا وقتیکہ اُنکے قرضہ کے ادائی کی کوئی ایسی سبیل نہ کیجاے جیسی مین نے بیان کی

ش ۴۴ تقریر مذکورہ بالا مین مین نے صرف مصر کے اضلاع جنوبی اور اضلاع متوسط کے کاشتکارون کا ذکر کیا ہے اسواسطے کہ فقط انھین اضلاع مین یہ خرابی ایک خطرناک حد تک پہونچ گئی ہے مصر شمالی مین قدیم طریقہ زرعت اب تک جاری ہے اور دیہات مین

یونانی اور شامی مہاجنون کی کثرت نہین ہونے پائی ہے۔ لہذا وہان کے کاشتکارون کو روپیہ قرض لینے کی ضرورت کمتر ہوتی ہے لیکن اب انہین سے بھی اکثر لوگ قرض لینے لگے ہین اور وہان کے قبطی باشندے وہی کام کرتے ہین جو دوآبہ کے ملک مین یونانی اور شامی مہاجن کرتے ہین پس جب فلاحین کی قرضداری کا مسئلہ حل کیا جائے تو اسوقت ایک خاص کمیشن اسلیے مقرر کیجاے کہ مصر شمالی کے کاشتکارون کی حیثیت مین تحقیقات کرے۔

اس نازک مقدمہ مین گورنمنٹ چاہے جو کارروائی کرے مگر یہ ممکن نہین ہے کہ قابضان اراضی کی جائدادین کم وبیش ضائع نہوجائین کیونکہ انہین سے اکثر لوگون کا تو بالکل دیوالہ نکل گیا ہے۔ مگر یہ گمان غلط ہے کہ انکی زمین فوراً غیر ملک والون کے ہاتھ لگیگی اسواسطے کہ مصر مین جو غیر ملکون کے لوگ روپیہ کا لین دین کرتے ہین وہ اس سے زیادہ سود کے طالب ہین جتنا انکو زراعت سے مل سکتا ہے۔ پس جو اراضی انکو بیع بات کے ذریعہ سے یا دوسرے طور سے ہاتھ لگیگی حتی الامکان کوشش بلیغ کرکے وہ اسکو دوبارہ بیچ ڈالینگے۔ جو لوگ اراضی کے نیلام مین سب سے بڑھکر بولی بولتے ہین وہ غیر ملک والے نہین ہین نہ ترک اور نہ شامی بلکہ عمدگان اور شیوخ البلد ہین جنکا فرقہ کاشتکارون مین متمول ہے معلوم ہوتا ہے کہ چند ہی مدت مین اس فرقہ کے لوگ مصر مین بڑے بڑے مالکان اراضی ہو جاینگے۔

مصر کے اسباب معیشت کے مسئلہ کا دوسرا جزو جو توجہ طلب ہے آبپاشی کا طریقہ ہے نیوبر پاشا نے جو منجملہ ان چند مصریون کے ہین جو ارباب سیاست کے لقب کے مستحق ہین فرمایا ہے کہ مصر کا مسئلہ آبپاشی کا مسئلہ ہے۔ ظاہر مین تو یہ ایک پہیلی یا چیستان معلوم ہوتی ہے مگر بڑی پکی بات ہے۔ فی الواقع مصر مین کل دارومدار زراعت پر ہے اور اس ملک کی آمدنی کا جزو اعظم خراج یا مالگزاری اراضی ہے۔ اور فصل کی مقدار اور عمدگی اس طریقہ پر موقوف ہے جس طریقہ سے آبپاشی کیجاے اور جس طریقہ سے کھیتون میں کی آبپاشی

ہوتی ہے وہ گورنمنٹ پر موقوف ہے۔ پس مصر مین گورنمنٹ وہ کام کرتی ہے جو اکثر ملکون
مین خدا کرتا ہے جسکے اختیار مین مینھ برسانا ہے۔ اگر گورنمنٹ کی جانب سے ویسی ہی
غفلت شعاری اور رشوت ستانی ہوا کریگی جو اب تک صیغہ تعمیرات سرکاری مین جاری ہے
تو زراعت کا خدا ہی حافظ ہے۔ ارضی کی قوت پیداوار کم ہو جائیگی۔ مالگزاری مین ہمیشہ
باقی پڑا کریگی۔ کاشتکار روز بروز مقروض ہوتے جائینگے۔ رعایا ایک تو یونہی ناخوش ہے
اب اور زیادہ ناراض ہو جائیگی۔ ملک کے جمع و خرچ مین کمی پڑنے سے قرضہ کا بار زیادہ
ہو جائیگا سخت مالی دقتین پیدا ہونگی اور بڑی بڑی ملکی مشکلین نازل ہونگی لیکن اگر برخلاف
اُسکے آبپاشی کے طریقہ مین خوب ترقی کیجائے تو زمین کی پیداوار بافراط ہوگی۔ کاشتکار
اپنے ٹیکسون کو آسانی سے ادا کرینگے۔ انکا قرضہ ادا ہو جائیگا۔ ملک کو عموماً سرسبزی و
آسودگی حاصل ہوگی اور رعایا کی ناخوشی کی کوئی وجہ باقی رہیگی۔ نہ غیر ملک والون کو انکی دست اندازی
کا کوئی حیلہ ہاتھ آئیگا۔ پس مصر کا مسئلہ دوسرے معنی سے آبپاشی کا مسئلہ ہے۔

اس مقدمہ مین گورنمنٹ انگلشیہ نے یہ عاقلانہ کارروائی کی ہے کہ کرنیل اسکاٹ
مانکریف کو صیغہ آبپاشی کا انسپکٹر جنرل مقرر کرایا ہے۔ یہ صاحب بڑے نیک
اور چالاک ہین اور ہندوستان اور برہما کے مختلف اضلاع مین ہوکر اس کام مین خاص
تجربہ حاصل کر چکے ہین اور ان دونون ملکون کے قدرتی حالات مصر کے خلقی حالات سے
بہت مشابہ ہین۔ صاحب موصوف نے مصر مین دورہ کرکے جابجا معاینہ کیا ہے اور
یہ افواہ مشہور ہے کہ بہت سی باتون کو دیکھکر انکو تعجب اور تنغص ہوا۔ جو کیفیت مین نے معتبر
اشخاص سے سُنی ہے اُس سے مجھکو بے تکلف یقین آگیا ہے کہ یہ افواہ سچ ہے۔ اس بحث مین
طول دینے سے پیشتر ہمکو لازم ہے کہ اُس جامع و مانع رپورٹ کا انتظار کرین جو کرنیل
مانکریف گورنمنٹ مصر مین عنقریب گذراننا چاہتے ہین مگر جو کام کرنا منظور ہے اُسکے متعلق چیدہ
چیدہ باتین ہم خود بیان کیے دیتے ہین۔ اول تو جن اہلکارون کے اختیار مین پانی تقسیم کرنا ہو

فلاحین سے بیگار کام لینا ہے انکی سب بے تکلف اور بے قید رشوت ستانی کے روکنے کی تدبیر کرنی چاہیے مگر اس اصلاح کو صرف ایک سرسری تدبیر سمجھنا چاہیے جس سے اس خرابی مین کچھ خفت ہوجائیگی - کیونکہ اس خرابی کی جڑ بہت دور ہے یعنی اسکی اصل یہ ہے کہ نہرون سے آبپاشی کرنے کا موجودہ طریقہ کاشتکارون کی ضرورتون کو رفع کرنے کے لیے کافی نہین ہے اور پانی ہی کی کمی کی وجہ سے اہلکاران سرکاری اُن لوگون سے بہت رشوت لیتے ہین جو جسقدر استطاعت رکھتے ہین - لہذا ضرور ہے کہ اس مسئلہ پر حیث المجموع نظر کیجاے - کوئی وسیع طریقہ آبپاشی کا نکالا جاے - جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے اُسکے موافق جدید اور دائمی وسائل آبپاشی کے مہیا کیے جائین اور معاینہ و نگرانی کا ایسا قاعدہ جاری کیا جاے جس سے معلوم ہوسکے کہ اس طریقہ کا عملدرآمد ایمانداری سے کیا جاتا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ جو مختلف طریقے آبپاشی کے مین نے سابق مین بیان کیے اُنمین سے کرنیل اسکریف نے اُس طریقہ کو پسند کیا ہے جسکی حقیقت یہ ہے کہ باندھون کے ذریعہ سے پانی کی مقدار برابر رکھی جاے جیسا ہندوستان مین ہوتا ہے اور اُنکی راے یہ ہے کہ جس مقام پر دریاے نیل کی دو شاخین ہوکر دوآبہ نکلا ہے اُس مقام پر جو پانی کو روکنے کی تدبیرین کی ہین اُنمین ایسی ترمیم اور استحکام کیا جاے کہ جس غرض سے وہ تدبیرین در اصل کی گئی تھین وہ غرض نکل آئی - جب اُسکی تکمیل ہوجائیگی تو صاحب موصوف مصر کے اضلاع شمالی اور اضلاع متوسطہ پر توجہ کرینگے اور وہان اُنکو اس عظیم الشان تدبیر پر غور کرنا پڑیگا جو ایم ڈی لاموٹ نے قرار دی ہے اور جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بہت بڑی سد (گویا سد سکندری) جبل سلسلہ پر بنائی جاے جسکے باعث سے قمبوص کے میدان وسیع مین پانی بھر جاے اور سالانہ سیلاب کا ایسا آئین بندھ جاے کہ مصر کے ہر حصہ مین سال بھر افراط سے پانی رہا کرے - اگر اس تدبیر سے جو فائدہ سوچا گیا ہے اسکا نصف بھی ظہور مین آئے تو مصر سابق سے بمراتب زیادہ زرخیز ہوجاے اور مصر کی تاریخ مین ایم ڈی لاموٹ کا نام ایم ڈی لیسپس سے بھی زیادہ ہوجاے

خیر کرنیل بانگر جس طریقہ کو چاہین سب سے بہتر سمجھکر اختیار کرین اور عمدہ نگرانی کا ذریعہ جو چاہین تجویز کرین۔ بہرکیف جن لوگون کو انتظام موجودہ سے فائدہ ہوتا ہے انسے صاحب موصوف کو سخت مقابلہ کرنا پڑیگا اور وہ ضرور ناکام ہونگے۔ ہان اگر گورنمنٹ انگلشیہ انکی حمایت زور و شور سے کرے تو شاید انسے یہ کام بن پڑے جو لوگ سیاستدانی کا دم بھرتے ہین شاید انکا یہ فرمانا بجا ہے کہ اس مسئلہ کو جدید ملکی کمیٹیون کی راے پر موقوف رکھنا بہتر ہے کیونکہ رعایا کی کمیٹیان ایسے مسئلہ کو جو کل باشندگان دیہات کی رفاہ و بہبودی پر موثر ہو صحیح طور سے حل کرسکتی ہین مگر اس مسئلہ مین مصالح ملکی یا اور کسی قسم کے مصالح نہین شامل ہین بلکہ اسمین امیر و غریب و زمیندار و کاشتکار سبکے اغراض مشترک ہین حقیقت حال یہ ہے کہ ایسے ویسے سیاست دانون کے مشورہ پر عمل کرنا بڑے خوف کی بات ہے بعض کسی انتخابی کمیٹی کی بھی سالہا سال یہ مجال نہوگی کہ صیغہ تعمیرات سرکاری کو اس بات پر مجبور کرے کہ وہ اپنی اصلاح خود کرے یا وہ فعل کرے جس سے اسکے اہلکارون کی حرامخوری موقوف ہوجاے اور اگر شاید حسن اتفاق سے مصر کی کسی انتخابی کمیٹی کو کوہ کندن و کاہ برآوردن کی قدرت حاصل بھی ہوئی تو یہ یقین ہرگز نہین ہوسکتا کہ وہ ایسا فعل کرنا منظور بھی کریگی اسواسطے کہ ایسی کمیٹی مین تو غالباً زمیندارون ہی کو زیادہ دخل اور رسوخ ہوگا اور انکے اغراض کاشتکارون کے اغراض سے ہرگز متحد نہین ہین۔ یہ بات اس قومی ص ۴۴ انجمن کی رفتار سے ثابت ہوگئی جسکی نسبت یہ گمان تھا کہ بڑی محب وطن ہے اور کاشتکارون کی بہبودگی دل سے لگی ہے۔ چنانچہ جب انجمن مذکور مین اس تجویز پر بحث ہوئی جو اسلیے کی گئی تھی کہ دو آبہ کے ملک مین پانی کی سطح بلند کردیجاے تاکہ سب کاشتکارون کو آبپاشی کیلیے پانی اس سے زیادہ مل سکے جتنا اب ملتا ہے تو وہ تجویز بے تکلف نامنظور ہوئی اور نامنظوری کی وجہ عجیب و غریب بیان کی گئی کہ اس تجویز کے جاری ہونے سے وہ پانی نکالنے کی کلین جو متمول زمیندارون کے پاس ہین بیکار ہوجائنگی مین اس باب مین اپنی راے نہین بیان کرتا

28 کہ آیا یہ تجویز عمل پذیر تھی یا نہ تھی مجھکو تو اس سبب سے مطلب ہے جو اُسکی نامنظوری کا بیان کیا گیا جو صناد ید مصر اُس انجمن مین بحیثیت ممبر اُسوقت موجود تھے اُنکی منطق اسی قسم کی معلوم ہوتا ہے جیسی انگلستان مین قوانین غلہ کے طرفدارون کی دلیلین تھین۔ یعنی حقوق موجودہ کا لحاظ رکھنا واجب ہے گو بہت سی رعایا کو فاقہ کشی کرنی پڑی۔

اگر مصر کے طریقۂ آبپاشی مین بڑی بڑی اصلاحین کیجائین تو شاید مالگزاری اراضی کی وہ شرح سنگین باقی رہسکے جو بالفعل ہے مگر مالگزاری کو اراضی کی حیثیت اور مقدار کا لحاظ کرکے منصفانہ طور سے دوبارہ تقسیم کرنا چاہیے۔ چند سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ اس غرض سے متصل پیمایش شروع ہوئی تھی مگر اب تک بہت پیمایش نہین ہوئی ہے۔ تاہم اتنا غنیمت ہے کہ اب یہ کام مسٹر گبسن کے سپرد ہوا ہے جو مصر مین ایک بڑے لائق اہلکار ہین اور اسمین شک نہین ہے کہ اُنکی نگرانی مین پیمایش اُس سے کہین جلد ہوگی جیسی اب تک ہوئی ہے۔ مگر اُنکو مصری حکام ذی اختیار سے اعانت وحمایت کی امید نہ رکھنی چاہیے کیونکہ اگر مالگزاری اراضی منصفانہ طور سے دوبارہ تقسیم کیجائیگی تو متمول زمیندارون ہی کا نقصان ہوگا۔ لہذا ضرور ہے کہ صاحب موصوف کو اسی قسم کی بیرونی مدد دیجائے جسکی ضرورت شدید اُنکے ہم منصب کرنیل اسکاٹ مانکریف کو لاحق ہوگی۔

لیکن زمین کی زرخیزی جو کم ہوگئی ہے اور جسکی کیفیت سابق مین بیان کی گئی اُسکا کیا علاج ہے۔ فی الواقع یہ تشویش کی بات ہے مگر کسیقدر جودت اور استقلال سے اُسکا انسداد ہوسکتا ہے جیسے کہ تشویش انگیز امور جنکے وقوع کا اندیشہ ہو تدارک پذیر ہوتے ہین۔ فی الواقع اگر کمی ہوئی ہے تو مصر کی زمین کی قوت پیداوار مین کمی نہین ہوئی ہے بلکہ صرف زمین کے اوپر کی تہ کمزور ہوگئی ہے اور اس مایہ تہ کے نیچے شادابی اور زرخیزی کا مادہ کثیر موجود ہے جسکا استعمال اگر مناسب طور سے کیا جائے تو اکثر اضلاع مین ابھی صدہا برس کام آسکتا ہے اُسوقت تک تو زمین کھرچی گئی ہے ہل سے گوڑی نہین گئی ہے اور

تبدیل فصول یعنی فصلون کا اُلٹ پھیر نفع فوری کے لحاظ سے کیا گیا ہے فائدہ دائمی کے
خیال سے نہین کیا گیا ہے اور تخم کا انتخاب بانائی اور احتیاط کے ساتھ نہین کیا گیا ہے اور شاید
خوردنی اور روئی اور گنّے کی سینچائی کے لیے پانی بہت کم ملا ہے خلاصہ یہ ہے کہ زراعت کا عمل
ایسی نادانی اور بیفکری اور بے احتیاطی سے کیا گیا ہے کہ اگر مصر کی زمین قدرت خدا سے
ایسی زرخیز نہوتی جیسی وہ نفس الامر مین ہے تو اُس ملک کے لوگون کی فاقہ کشی کی نوبت
پہونچ گئی ہوتی۔ مثلاً اگر کوئی امریکا کا کاشتکار دائرۂ سفینہ کے کسی علاقہ کو جاکر معاینہ
کرے جسکے انتظام مین مبلغ خطیر صرف ہوا ہے اور جسکو مصر کی زراعت کی ترقی کا اعلیٰ
درجہ کا نمونہ تصور کرسکتے ہین تو وہ دیکھیگا کہ زمین کا تردد کس بے عنوانی سے کیا گیا ہے
اور گنّے کیسے گنجان بوئے ہین اور کھیت کبھی تو بالکل خشک پڑے رہتے ہین اور کبھی پانی مین
من ۲ ڈوبے رہتے ہین اور کھیت یا تو بالکل ہی نہین نکائے جاتے یا بے احتیاطی سے نکائے
جاتے ہین۔ یہ تماشا دیکھکر اسکو تعجب ہوگا کہ جن علاقون کا ایسا انتظام ہو اُنسے منافع کی کیونکر امید
ہوسکتی ہے اور مصر ہمارے ملک (امریکا) سے کیونکر مقابلہ کررہا ہے جہان زراعت کا انتظام اور ہی
قسم کا ہے۔ اگر زراعت کی حالت دائرہ سفینہ مین ایسی ابتر ہے جسکا انتظام زر کثیر صرف
کرکے ایک کونسل سے کرایا جاتا ہے جسمین کئی قومون کے ممبر ہین تو آسانی سے قیاس
ہوسکتا ہے کہ جاہل کسانون کی زراعت کا کیا حال ہوگا جو اول تو کچھ سلیقہ ہی نہین رکھتے ہین
دوسرے انکا بال بال قرضدار ہے اور مہاجنون سے ہزار اپنی جان بچاتے ہین مگر نہین بچتی
لیکن جس مصری کے دل مین حب الوطن کا جوش ہو اگر وہ اپنے ملک کی حالت کو نظر [illegible]
دیکھے تو کچھ تسکین اور تشفی اسکو ہو جائیگی۔ کیونکہ زمین کی کمزوری کوئی مرض مہلک و لاعلاج
مثل دق و سل کے نہین ہے بلکہ صرف ایک خفیف بیماری ہے جسکا علاج عمدہ کاشت سے
ہوسکتا ہے۔ پہلے یہ تدبیر کرنی چاہیے (جو گورنمنٹ پر موقوف ہے) کہ طریقہ موجودہ آبپاشی
مین ایسی اصلاح کیجائے کہ کاشتکار کو جتنے پانی کی ضرورت ہو ہر وقت اسکو مل سکے دوسری تدبیر

27 وجہ خود رعایا پر موقوف ہے) یہ ہے کہ زراعت کے طریقون اور عمل مین اصلاح کیجاے
سب سے آسان طریقہ تو یہ ہے کہ بہتر آلات زراعت مہیا کیے جائین اور اُنکے ذریعہ سے
کمزور زمین کی باریک تہ مین ایک جزء اُس عمدہ اور زوردار مٹی کا جو اُسکے نیچے سے
رفتہ رفتہ اور احتیاط کے ساتھ شامل کیا جاے۔ یہ عمل باحتیاط تمام کیا جاے کیونکہ جو مٹی
ص۴۴ صدہا سال کے عرصہ سے دبی پڑی ہوئی ہے وہ زرخیز بھی ہو سکتی ہے کہ جب اُسمین ہوا اور
پانی خوب پہونچے اور اگر اسمین سے بہت سی مٹی یکبارگی اوپر اُبھار لیجاے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ یا تو
فصل خراب ہوگی یا بالکل پیدا ہی نہو گی۔ ساتھ ہی اسکے تبدیل فصول کا جو قاعدہ ہے اُسمین
ایسی ترمیم کیجاے کہ جب روئی اور گنّے کی فصل جو زمین کی قوت کو بالکل چوس لیتی ہے کٹ جاے
تو زمین کو سنبھلنے کی مہلت کافی ملے اور ایسی تدبیر کیجاے کہ جو اجزاء معدنی روئی اور گنّے
نے زمین سے جذب کر لیے ہین کسیقدر وہ زمین مین عود کرین مثلاً روئی کی کاشت مین اجزاء
مذکورہ خاص کر تخم مین ہوتے ہین۔ لہذا مصریون کو مناسب ہے کہ روئی کے تخم کو غیر ملکون کی
زمین کو زرخیز کرنے کے لیے بیرونجات مین بھیجین جیسا بالفعل ہوتا ہے بلکہ اُسکو اپنے پاس
رکھین اور اُسکی کھاد بناکر اپنے کھیتون مین ڈالین۔ اگر اس تدبیر سے وہ سب نتائج نہ ہاتھ
آئین جو مطلوب ہین تو جانورون کی ہڈیون کے پرانے ذخیرے جو مصر مین اِدھر اُدھر سے
بافراط مل سکتے ہین وہ مادہ شور بنانے کے کام مین لائے جائین جو مصر کی زمین مین بہت کم
ہے مین صرف مشورۃً یہ بیان کرتا ہون مصر کے کاشتکارون کو واجب ہے کہ آزمایش کر کے
اور کمال استقلال اختیار کر کے یہ امر بجاے خود تحقیق کرین کہ زمین کی کمزوری کو دفع کرنے
کی کیا تدبیر ہے اور اُنکے اسباب معیشت پر جو بلا آنے والی ہے اُسکو ٹالنے کی کیا ترکیب ہے
مجھکو صرف یہ امر ثابت کرنا منظور ہے کہ بالفعل مصریون کو اسباب معیشت سے متعلق ایک
نہایت دقیق مسئلہ درپیش ہے مگر عقلاً اور عملاً دونون طور سے وہ مسئلہ ایسا نہین ہے
کہ کسی طرح حل نہو سکے۔

بادی النظر مین معلوم ہوتا ہے کہ ان پیچیدہ مسائل متعلقہ بہ اباحیثیت مین گورنمنٹ انگلشیہ
کچھ نہین کرسکتی بعض صاحبان انگریز نے جو القاہرہ مین ہین یہی راے اختیار کی ہے کیونکہ
سال گذشتہ مین اُنھون نے اُس عملہ زراعت کا موقوف ہونا منظور کرلیا جو خاصکر اسلیے
مقرر کیا گیا تھا کہ کاشتکارون کو علمی اطلاع اُن امور کی دیا کرے جنکو جاننے کی اُنکو سخت
ضرورت لاحق ہے۔ مگر میرے نزدیک گورنمنٹ انگلشیہ مصر کے لیے بہت کچھ کرسکتی ہے مصر کے
کاشتکار ایسے لاپروا اور بے خبر اور پرانی لکیر کے فقیر نہین ہین جیسا گمان کیا گیا ہے جب
اُنکو مشاہدہ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ بعض چیزون کے استعمال سے زمین زیادہ زرخیز
ہوجاتی ہے تو وہ اُنکو فوراً اختیار کرلیتے ہین مثلاً اب وہ عموماً اسکے عادی ہوگئے ہین کہ جو
ٹیلے اُن مقامات پر بنگئے ہین جہان اگلے زمانہ مین بڑے بڑے شہر آباد تھے اُنکی باریک اور
عمدہ خاک کو لیکر کھیتون مین چھڑک دیتے ہین۔ مصریون مین اگر نقص ہے تو یہ ہے کہ وے
بردشت مین داخل ہین یعنی خود کوئی بات کرنے کی لیاقت نہین رکھتے اور یہ نقص خارجی
اعانت سے کسیقدر رفع ہوسکتا ہے۔ مگر یہ امید نہ رکھنی چاہیے کہ ترقی واقعی ہوسکتی ہے
تاوقتیکہ آبپاشی کے طریقہ مین اصلاح نہ کیجاے اور فلاحین مہاجنون کے قرضہ سے نجات
نہ پائین کیونکہ مصر مین ترقی زراعت دو باتون پر موقوف ہے۔ ایک یہ کہ پانی بافراط بہم پہونچے
دوسرے یہ کہ کسیقدر سرمایہ میسر آئے جس سے کام شروع کردیا جاے۔ میری دانست مین [illegible] یہ ہے کہ
ہم لوگ مصر کی گورنمنٹ کو آبپاشی کی اصلاح مین اور فلاحین کی قرضداری کے مسئلہ کو حل
کرنے مین بہت مدد دے سکتے ہین اور شاید ہم لوگ ٹکیس کے بار کو بھی ہلکا کرنے مین اعانت کرسکتے
ہین جو مصر کی رعایا کے لیے بالفعل ایک آفت عظیم ہے۔ تقریباً پندرہ سال کی مدت قلیل مین
(۱۸۶۲ء سے ۱۸۷۵ء تک) مصر نے نہایت سخت شرائط پر تقریباً نو کرور پونڈ قرض لیا ہے
اور جو بیشی گین بہا ایں اس قرضہ سے پیدا ہوئی ہین اُنکے مقابل مین ملک کو اُس روپیہ سے فائدہ
نہین ہوا جو قرض لیا گیا ہے۔ اسمعیل پاشا نے اسطرح روپیہ نہین قرض لیا جیسا کاروباری

آدمی کا قاعدہ ہے کہ جن کامون مین نفع کی امید ہوتی ہے اُنکے لیے رفتہ رفتہ بقدر ضرورت روپیہ قرض لیتا ہے بلکہ اسطرح روپیہ قرض لیا جیسا کوئی نوجوان اوباش آدمی بے تحاشا خرچ کرتا چلا جاے خواہ کسی کام مین نفع متصور ہو خواہ نہو اور انجام کار مالی دقتون کی دلدل مین پھنس جاے۔ بعض اہل یورپ مثل مسٹر گوشین و مسٹر جوبرٹ وغیرہ کے متواتر کوشش کی کہ خدیو کی مشکل آسان کرین اور مصر کے مالی انتظام کو ایک مضبوط بنیاد پر قائم کرین مگر اسمعیل کی بدنیتی اور تلون مزاجی اور دورخی کارروائی کی عادت سے اُنکی بھی کچھ نہ چلی۔ آخر جب اُسکو معزول کرکے اُسکے بیٹے توفیق پاشا کو مسند حکومت پر بٹھایا تب قومی قرضہ ادا ہونے لگا۔ قانون لا دائے قرضہ کی برکت سے اب مالی بار بہت کم ہوگیا ہے گر میرے نزدیک اُسمین اس سے بھی زیادہ کمی ایسے طریقہ سے ہوسکتی ہے جس سے ملک کو اور قرضخواہون کو دونون کو فائدہ ہو۔

فی الحال جو نقشیات سرکاری شتہر ہوے ہین اُنکے بموجب خراج ملک مندرجہ جمع و خرچ سالانہ نناسی لاکھ نناسی ہزار پونڈ ہے اور قرضہ کا سالانہ سود تقریباً اکاسی لاکھ چھیانوے ہزار پونڈ ہے مگر ناواقف آدمی کو ان رقوم سے مغالطہ ہوگا۔ کیونکہ خراج ملک نفس الامر مین اتنا نہین ہے جتنا بادی النظر مین معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ رقم مذکورہ بالا مین ریلون کی آمدنی اور بندرگاہ اسکندریہ اور خدیوی جہازہاے دودکش کی آمدنی بھی داخل ہے مگر ان چیزون مین جو خرچ پڑتا ہے وہ رقم مذکور مین داخل نہین ہے اور دخانی جہازون کی کمپنی کا خرچ آمدنی سے زیادہ ہے۔ برخلاف اسکے قرضہ کا سالانہ سود جو دیا جاتا ہے اُسمین دائرہ سنیہ اور علاقجات خاندانی کے قرضکا سود بھی داخل ہے مگر انُ دونون کی آمدنی سالانہ جمع خرچ مین نہین شامل ہے حالانکہ انکا قرضہ انھین کی آمدنی سے ادا کرنا چاہیے پس ان امور کا اور مثل اُنکے اور واقعات کا لحاظ کرکے مین کہہ سکتا ہون کہ حساب ذیل سے کیفیت اصلی منکشف ہوجائیگی

خراج ملک مندرجہ جمع و خرچ اکاسی لاکھ پچاس ہزار پونڈ۔

قرضہ کا سود (جسمین عایتی اور متحد قرضہ اور دائرہ سنیہ اور علاقجات جسمین

خاندانی کی آمدنی کی کمی بھی داخل ہے) چھتیس لاکھ پونڈ۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مصر اپنے قرضخواہون کو بقدر سود دیتا ہے جو خراج ملک کے نصف سے کچھ کم ہے۔

ان رقوم کو بنظر غور دیکھیے تو کچھ خدشہ کا مقام نہین ہے۔ جو ملک فوج بحری اور فوج بری کے بار خرچ سے کسیقدر سبکدوش ہو وہ اپنے خراج کا نصف قومی قرضہ کے سود مین آسانی سے دے سکتا ہے بشرطیکہ ٹیکس سنگین نہ لیا جاے۔ مصر پر قومی قرضہ کا بار گران ہوگیا ہے تو اس سبب سے ہوگیا ہے کہ ٹیکس بہت سنگین لیا جاتا ہے اور قرضہ کی ادائی کی جو تدبیر کی گئی وہ بہت ناقص تھی۔ قانون اداے قرضہ کے بموجب مصر اگر قریب دوالیہ نہین قرار دیا گیا تو اقل مراتب قابل تعذیر با قیدار تو ضرور سمجھا گیا جسکو یہ لازم تھا کہ اپنے قرضخواہون کی مزدوری کیا کرے اور اپنی بسر اوقات کے لیے صرف بقدر رہنے دے جسقدر اُسکے سد رمق کو کافی ہو۔ خراج کے چار وسیلے بہت بڑے تھے یعنی محصول اُن اشیا کا جو اور ملکون سے آتی تھین۔ بندرگاہ اسکندریہ کی آمدنی۔ ریلون کی آمدنی۔ اور تار برقی کی آمدنی ان چارون کی آمدنی کو اور جو چار اضلاع سب سے زیادہ زرخیز تھے اُنکی آمدنی کو بعد منہا کرنے فی صدی سات پونڈ بابت مصارف انتظامی کے قرضخواہون نے قرضہ کی ضمانت مین لے لیا پس ان آمدنیون کی افزونی سے گورنمنٹ کو کچھ فائدہ نہین متصور ہے کیونکہ مصارف ضروری کے جو کچھ فاضل رہتا ہے وہ سرمایہ اداے قرضہ مین شامل کیا جاتا ہے اور اس سرمایہ کا فائدہ نہین محسوس ہو سکتا تا وقتیکہ کل قرضہ بیباق نہو جاے یعنی تا وقتیکہ نسل موجودہ نہ گذر جاے اب ہی گورنمنٹ سو مصر کی گورنمنٹ پر کیا منحصر ہے کسی مشرقی گورنمنٹ سے یہ توقع نہین ہوسکتی کہ اخلاف و آیندگان کی رفاہ کے لیے کوشش بلیغ کریگی بغیر اسکے کہ اسکو نفع ذاتی کی کچھ امید ہو لہذا یہ امید نہ کرنی چاہیے کہ جو آمدنیان اور جو صوبے قرضہ مین مکفول کر دیے گئے ہین اُنمین جب تک انتظام موجودہ باقی رہیگا اسوقت تک وہ ترقی ہوگی جسکی صلاحیت انمین موجود ہے

یہ تو بری بات ہے مگر اس سے بھی بدتر بات سنیئے۔ باقی آمدنیان اور باقیانہ اضلاع بھی کیسیقدر قرضخواہون کے اختیار مین ہین اور کل رقم فاضل گورنمنٹ کے اختیار مین نہین ہے کیونکہ مہتممان اداے قرضہ نے اپنی راے سے ایک تعداد مصارف ضروری کی مقرر کرکے باقیانہ کی نسبت یہ حکم کیا ہے کہ سرمایہ اداے قرضہ مین شامل کیا جاے یہ سچ ہے کہ آمدنی اور خرچ کا تخمینہ اس طریقہ سے کیا گیا کہ غیر معمولی مصارف ضروری کے لیے ایک فاضل رقم باقی رہی مگر اُن منفعت خیز کامون کے لیے تو کچھ نہین باقی رہا جنکی بدولت ملک کے ذرائع معیشت مین دائمی افزونی ہوسکتی ہے۔ اگر کوئی ملک روے زمین پر ایسا ہے جسکی گورنمنٹ اُسکے روپیہ کو منفعت خیز طریقہ سے صرف کرسکتی ہے تو وہ ملک مصر ہے کیونکہ دوآبہ اور وادی نیل مین خراج کا دارومدار زراعت پر ہے جیسا سابق مین بیان کیا گیا اور زراعت کا دارومدار پانی ملنے پر ہے اور پانی برابر ملنا آبپاشی کے ذریعون پر موقوف ہے۔

اسمین شک نہین ہے کہ قرضخواہون اور اُنکے قائم مقامون نے اس امر کو وجہی اور منصفانہ تصور کیا کہ جو ملک اپنے فرائض کی تعمیل سے قاصر رہا ہو اُسکو لازم ہے کہ سالہا سال تک اگر ایک کوڑی کی بھی بچت ہے تو اُسکو بھی درحصل کے ادا کرنے مین صرف کرے مگر اُنھون نے بڑی کوتہ اندیشی کی اگر انھون نے سونے کی چڑیا کو چھری سے حلال نہین کر ڈالا تو اُسکو آب و دانہ کے لیے تو ضرور بھٹکا یا۔ پس اگر اب اس بیچارے بے زبان جانور پر غشی کے علامات طاری ہوے ہین تو اُنکو تعجب کرنا چاہیے۔ جیسے ہر فرد بشر کے افعال کا کوئی محرک ہونا ضرور ہے ویسے ہی ہر گورنمنٹ کے افعال کا بھی کوئی محرک ہونا لازم ہے اور عملًا دیکھا جاے تو ایک بعید الوقوع فائدہ کی امید یعنی ایسے نفع کی توقع جو پچاس برس تک بھی نہ ظاہر ہوگا کوئی محرک نہین ہے۔ اگر سرمایہ اداے قرضہ کے لیے ایک رقم سالانہ معین کرلی جاتی تو قرضہ عارضی کے دس لاکھ پونڈ ادا ہوجانے سے خرچ سالانہ کم ہوکر پچاس ہزار پونڈ ہوجاتا اور قرضہ متحدہ کا دس لاکھ پونڈ اگر ادا کیا جاتا تو اس دس لاکھ پونڈ کے ادا ہونے سے چالیس ہزار پونڈ سالانہ کی

تخفیف ہوتی مگر جو طریقہ تدریجی سرمایہ اداے قرضہ کا اختیار کیا گیا ہے اسکے موافق بین یا تیس یا چالیس لاکھ پونڈ ادا ہونے سے بھی فقط قرضہ کی میعاد کم ہوگئی ہے اور کوئی فائدہ نہین ہوا ہے

پس جب تک قانون اداے قرضہ مین کچھ تغیر نہ کیا جائیگا اسوقت تک یہ ممکن نہین ہے کہ مصر کوشش بلیغ کرکے اپنے قدرتی ذرائع معاش مین معتد بہ ترقی کرے لہذا قانون مذکور مین تغیر کرنا انسب اولی ہے مگر ہم یہ پوچھتے ہین کہ آیا قرضخواہ اسمین تغیر کرنا منظور کرینگے وہ اپنی حالت موجودہ سے بالکل مطمئن ہین اور غالباً وہ یہ نہین سمجھتے کہ ہم اپنا نقصان کیون گوارا کرین مگر واقع مین انکی حالت ویسی لائق اطمینان نہین ہے جیسا انکو گمان ہے اور مجھکو یقین ہے کہ اگر وہ قانون اداے قرضہ مین ایسی ترمیم منظور کرلین جسکے باعث سے سرمایہ اداے قرضہ مین مختلف رقوم داخل ہونے کے بدلے ایک رقم معین ہر سال شامل ہوا کرے تو اس سے انکا کچھ نقصان نہوگا بلکہ انکا فائدہ متصور ہے۔ چند سال سے جو رقم سالانہ فاضل بچتی ہے اور جس سے قرضہ ادا کیا جاتا ہے وہ فی الحقیقت خراج ملک سے نہین حاصل ہوتی ہے بلکہ سرمایہ سے حاصل ہوئی ہے اگر یہ مضمون مفصل و مشرح بیان کیا جاے تو اول تو اس مختصر مین اتنی گنجایش کہان ہے۔ دوسرے ناظرین کو بار خاطر گذرے لہذا مین یہ جرأت نہین کرسکتا مگر ایک امر تمثیلاً عرض کرتا ہون حساب سے معلوم ہوا کہ تین سال کے عرصہ مین یعنی ۱۸۸۳ع سے ۱۸۸۵ع تک یون اور زبر رقمون سے ستائیس لاکھ اکاسی ہزار پونڈ کا منافع ہوا اگرچہ یہ رقم اسوقت حاصل ہوئی جبکہ سڑکون وغیرہ کی مرمت کا خرچ ضروری ملتوی رکھا گیا مگر یہ خرچ زیادہ عرصہ تک ملتوی نہین رہ سکتا بلکہ جتنا اب خرچ ہوگا اتنا اسوقت نہوتا جب اسکی ضرورت تھی۔ اور سب صیغون مین کم و بیش یہی حکمت عملی اختیار کی گئی ہے اور اگر اب اسمین زیادہ اصرار کیا جاے گا تو انجام یہ ہوگا کہ خراج بہت کم ہو جائیگا۔ مین خوب جانتا ہون کہ بعض کوتاہ اندیش آدمی اس قسم کی تشویش انگیز باتون کو سنکر ہنستے ہین اور بڑے فخر سے بیان کرتے ہین کہ ٹیکس مین بہت تخفیف باقی رہی ہے مگر مین اس دلیل کی قوت کو نہین تسلیم کرتا

اسواسطے کہ مین جانتا ہون کہ ایک جزو اعظم ٹیکس کا مالگزاری مین سے نہین ادا کیا گیا ہے ۷۹
بلکہ شامی مہاجنون اور ان مہاجنون کے ہاتھ جو اُنسے زیادہ معزز ہین اراضی کو رہن رکھکر
ادا کیا ہے اور اب وہ سب مہاجن اپنے روپیہ کا تقاضا کر رہے ہین پس ظاہر ہے کہ جو
گورنمنٹ اُن ٹیکسون کو تحصیل کرے جو رعایا کو اراضی رہن رکھکر ادا کرنے پڑین وہ
گورنمنٹ کسب حلال نہین کرتی ہے بلکہ جس چیز سے خراج ملتا ہے باطناً اُسی کو ضائع کیے
دیتی ہے پس معلوم ہوا کہ قرضکا جلد جلد ادا ہونا صرف دھوکہ کی ٹٹی ہے جسکو دیکھکر آدمی کو
یہ نقل یاد آتی ہے کہ ایک آیرلینڈ کے باشندہ نے طرفہ تدبیر اپنے بستر کو بڑھانے کے لیے کی کہ
ایک طرف سے ایک ٹکڑا کاٹ کر دوسری طرف ٹانک دیا۔ اس حکمت عملی کی سب سے زیادہ عجیب و
غریب مثال جو آسانی سے سمجھ مین آسکتی ہے یہ ہے کہ جن لوگون کے مکانات اسکندریہ کے
معرکہ مین منہدم ہوگئے تھے اُنکو تاوان طرفہ تدبیر سے دیا گیا یعنی اس مقصد کے لیے چالیس
یا پچاس لاکھ پونڈ کی فکر کرنی پڑی اور کیا خوب تدبیر سوچی گئی کہ چند عرصہ تک قرضہ ادا کرنا موقوف
رکھا جاے۔ جب اس مضمون کی تجویز پیش کی گئی تو فوراً دہائی مچگئی کہ قانون ادائے قرضہ ۱۸۸۰ع
کی خلاف ورزی یا اُسمین ترمیم کا قصہ ہرگز نہ کیجیے گا کیونکہ یورپ کی سب سلطنتین اسکو منظور کر چکی
ہین!! پس قانون ادائے قرضہ مین تو کسی نے ہاتھ بھی نہین لگایا اور یہ قرار پایا کہ مبلغ
مطلوب یورپ مین قرض لیا جاے۔ الغرض مصر کی گورنمنٹ ایک ہاتھ سے تو پرانا قرضہ ادا کرتی تھی
اور دوسرے ہاتھ سے نیا قرضہ لیتی تھی۔ اور ایسے بھاری لین دین کے کام مین جو بالائی مصارف پڑتے ہین
وہ گھاٹے مین تھے۔ فی الواقع گورنمنٹ مذکور بعینہ وہی کارروائی کرتی تھی جیسی ایک فلاح کی
نقل مشہور ہے کہ بیس فی صدی سود پر روپیہ قرض لیتا تھا حالانکہ اُسکا بہت سا روپیہ زمین مین
دفن تھا اور اُس دفینہ کا سود کچھ بھی نہ ملتا تھا۔

قانون ادائے قرضہ جنے مصر کی گورنمنٹ کے ہاتھ جکڑ دیے دینے اسکو
بے اختیار کر دیا) اس غرض سے بنایا گیا تھا جبکہ مطلق العنان خدیو اسمعیل مصر کے اسراف ...

فضول خرچی کا تدارک شدید کرنا وہ جب تصفیہ کیا گیا اور قرضخواہون نے کہا کہ چونکہ سود کو کم کردینا ہمسے منظور کرالیا گیا ہے لہذا اُسکے معاوضہ مین ضمانت زیادہ کردی جاے مگر اب وہ کیفیت نہین باقی رہی ہے یعنی اب خدیو کی مطلق العنانی کا خوف نہین ہے اور تجربہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ جس شکنجہ مین قرضدار کو اسلیے کھینچ دیا تھا کہ خود اپنے تئین اور اپنے قرضخواہون کو ضرر نہپونچا سکے اُسکے سبب سے اب قرضدار اُس کام کو بھی اچھی طرح نہین انجام دے سکتا ہے جو اُسکو کرنا چاہیے۔ جب سالہا سال کے لیے ایک صرف خاص معین کردیا گیا تو ملک کے قدرتی ذرائع معاش کو ترقی دینے کی گنجایش کہان باقی رہی۔ فی الواقع **مہتممان اداے قرضہ** نے وہ کام کیا جیسا چینی لوگ اپنی لڑکیون کو آہنی جوتے اسلیے پہناتے ہین کہ اُنکے پاؤن بڑھنے نہ پائین مگر اتنا فرق ہے کہ چینی لوگ اپنے اس فعل کے نتائج کو پیشتر ہی سوچ لیتے ہین لیکن **مہتممان اداے قرضہ** نے اپنے فعل کے نتائج سے چشم پوشی کی ہے۔

اس بحث کو سرکاری طور سے بالفعل چھیڑنا شاید خلاف مصلحت ہے اسواسطے کہ **قانون اداے قرضہ** مین جو ترمیم تجویز کیجاے اُسکی نسبت فرانس کی منظوری حاصل کرنی ضرور ہے اور بالفعل وزراے فرانس مصر کے انتظام کو درست کرنے مین ہمکو مدد دینا نہین چاہتے ہین مگر شاید اب وہ زمانہ بہت دور نہین ہے جبکہ فرانسیسی قرضخواہان مصر اپنے اغراض واقعی کو کماحقہ سمجھکر اپنی گورنمنٹ پر اس مقدمہ مین دباؤ ڈالینگے اور اُنکے دباؤ سے قانون مذکور مین ترمیم کیجاویگی۔ ہم خدا سے چاہتے ہین کہ وہ وقت جلد آئے کیونکہ **قانون اداے قرضہ** بہئیت کذائی مصر کے اسباب معیشت کی ترقی کا بڑا مانع اور اسکے مالی انتظام کی درستی مین سخت حارج ہے۔

مین خود متقر ہون کہ اس باب مین طول ہوگیا ہے مگر اسکو ختم کرنے سے پیشتر مجھکو لازم ہے کہ مختصر کیفیت اُن ملکی کمیٹیون کی بیان کرون جو اس غرض سے قائم ہوئی ہین کہ خوب انتظامات لارڈ ڈفرن نے اپنی رپورٹ مین مجملاً بیان کیے ہین اُنکے اجرا اور عملدرآمد مین

شرکت اور اعانت کرین - اس باب مین مجھکو طویل کلام کرنا کچھ ضرور نہین ہے اسواسطے کہ
ان کمیٹیون کا ڈھانچہ یا خاکہ لارڈ ڈفرن نے اپنی رپورٹ مین خوب بیان کردیا ہے اور
اسوقت تک اس بات کا یقین نہین ہے کہ جب ان خشک ہڈیون مین جان پڑیگی تو انسے
کیسی جاندار چیز پیدا ہوگی -

جن ناظرین نے میری تقریر کو نظر توجہ سے ملاحظہ فرمایا ہے انکو معلوم ہوگیا ہوگا کہ
بالفعل مجھکو یہ امید قوی نہین ہے کہ ان کمیٹیون کی برکت سے مصر کی کثافت دور ہوجائیگی سوم
اور وہ پیچیدہ مسائل حل ہوجائینگے جنکے باعث سے اُس ملک کے اسباب معشت مین
انقلاب عظیم واقع ہونے کا اندیشہ ہے - اگر کونسل واضع قوانین مین کچھ ذی شعور
اور فرزانہ مزاج اور صاحب جودت اور ذی وقار ممبر ہون تو گورنمنٹ (یعنی وزرا) مفید
تجاویز عمل مین لاسکتی ہے اسواسطے کہ وزرا اس بات پر مجبور ہین کہ جملہ تجویزات اہم کونسل
مذکور مین پیش کرین اور اگر اُسکی صلاح و مشورہ پر انکو عمل کرنا منظور ہو تو اُسپر عمل نہ کرینگے
وجوہ قلمبند کرکے پیش کرین مگر ہم پوچھتے ہین کہ ذی شعور اور فرزانہ مزاج اور صاحب جودت
اور ذی وقار آدمی مصر مین کہان سے آئینگے یہی تو بڑی دقت ہے مین کچھ کیفیت
اُن سب اشخاص کی جانتا ہون جو غالبًا ممبران کونسل مقرر ہونگے انمین سے صرف ایک
شخص مین کل اوصاف مذکورہ بالا جمع ہین - وہ شخص نوبر پاشا ہے البتہ اسمین یہ قدرت
ہے کہ کونسل مذکور کو قوی اور توانا کردے - مگر جس کونسل کی نیکی اور بدی ایک شخص واحد پر
موقوف ہو اُسکے باب مین کوئی بے قید پیشین گوئی کرنا نہایت معیوب بات ہے کیونکہ مین نے
مانا کہ مصر ایسا ملک ہے جسمین ایک ہی شخص اگر اقتدار و اختیار کامل رکھتا ہو تو انتظام مین
اصلاح اور رعایا کی رفاہ و بہبود کے لیے بہت کچھ کرسکتا ہے مگر اسکی کیا دلیل ہے کہ شخص
مذکور اقتدار و اختیار مطلوب حاصل کرلیگا اور اُسکو عمل مین لانے پائیگا - اب رہا
انتخاب کنندون کی جماعت سو اُسکی نسبت مجھکو یقین نہین ہے کہ ابھی سالہا سال

کچھ فائدہ اُس سے ہو سکتا ہے بجز اِسکے کہ شاید وہ گورنمنٹ کو صلاح و مشورہ امرا مور ضروری پر
اطلاع دیتی ہے۔ اگر گورنمنٹ قوی ہے تو جماعت مذکورہ اطاعت و فرمانبرداری اختیار کریگی
لیکن اگر گورنمنٹ ضعیف ہے تو وہ اُس شخص کیطرف ہو جائیگی جو واقعی اختیار رکھتا ہو اور وہ
غیر ملک والون کی فتنہ پردازی کا آلۂ کار گردانی جائیگی۔ سابق مین جو انتخاب کنندون کی جماعتین
مصر مین گذری ہین انکے حالات سے تو یہی نتیجہ عملی نکلتا ہے۔ جب اسمعیل پاشا نے پارلیمنٹ کا
تخم مصر کی زمین مین پہلے پہل بویا تھا اور (کہتے ہین کہ) اس غرض سے بویا تھا کہ قوم
یا رعایا کی طرف سے ایک عرضداشت باین استدعا گذرانی جائے کہ خدیو کی جانشینی مین
وہ تغیر کیا جائے جو خود خدیو (اسمعیل) کو منظور تھا تو اسوقت اُسنے اپنی پارلیمنٹ کے
ممبرون کو یہ سمجھایا تھا کہ جیسا انگلستان کی پارلیمنٹ کے ممبرون کا دستور ہے اسیطرح تم بھی اگر گورنمنٹ
یعنی وزرا مصر کی تمام حکمت عملی کی تائید کرنا چاہتے ہو تو پریسیڈنٹ یعنی میر مجلس کی دہنی جانب بیٹھا کرو
اور اگر اُسکی مخالفت کرنا چاہتے ہو تو پریسیڈنٹ کی بائین جانب بیٹھا کرو۔ چونکہ جماعت مذکورین
اکثر [illegible]گان اور شیوخ البلد شریک تھے اور وہ نائب ناظم کے مطیع و فرمانبردار رہتے ہین۔ اور
نائب ناظم مدیر یعنی ناظم کا مطیع ہوتا ہے اور ناظم خدیو کا تابعدار ہوتا ہے لہذا گورنمنٹ کی
تمام حکمت عملی کی مخالفت کرنا جسکے یہ معنی تھے کہ اسمعیل پاشا کی مطلق العنان مرضی کے
خلاف کرنا ایک ایسا فعل اور مزخرف امر تھا کہ سب ممبران حاضرین پریسیڈنٹ کی دہنی جانب
بیٹھ گئے اور اُسکی بائین جانب کوئی ممبر نہین بیٹھا۔ عرابی کی بغاوت کے زمانہ مین بھی مجلس نواب نے
یہی فعل کیا یعنی جب اُسکا جلسہ منعقد ہوا تو اُسکے ممبران اس امر کا تصفیہ کرنیکے کہ مالک الملک
کون ہے۔ خدیو یا عرابی۔ اور پہلے تو انھون نے بہت لیت و پیش اور حیلہ حوالہ کیا مگر جب عرابی نے ۴۴
اہل فوج اور حکام کو اپنی طرف کر لیا تو ممبران مذکورین بالکل مطیع و فرمانبردار عرابی کے ہو گئے
عموماً اہل مصر کی طرح پارلیمنٹ مصر کے ممبر بھی اس مثل کی حکمت کے قائل ہین کہ "جسکی تیغ
اُسکی دیغ"۔ جن مقدمات مین گورنمنٹ انکو پوری آزادی فعل بخشتی ہے اُنمین وہ غالباً ملک کے

اغراض کی نسبت اپنے اغراض ذاتی کا زیادہ لحاظ کرتے ہین جیسا انھون نے اس مقدمہ مین کیا جسمین یہ تجویز ہوا تھا کہ دوآبہ کے ملک کی آبپاشی کے طریقہ مین اصلاح کیجاے اسکی کیفیت سابق مین بیان کی گئی۔ اگر مصری باغیون کے بدلے کوئی غیر سلطنت مصر پر تسلط حاصل کرنا چاہے اور اسکی کامیابی کا گمان غالب ہو تو ممبران مذکورین اُسی کے مقاصد کی تائید کو مستعد ہو جائینگے۔

مگر ممکن ہے کہ ان وحشت انگیز خیالات کی تکذیب آیندہ کے واقعات سے ہو جاے اور اہل مصر سلف گورنمنٹ یعنی اپنے اوپر خود حکمرانی کرنے کی وہ لیاقت ظاہر کرین جسکی توقع اُنسے نہین ہے اُس صورت مین اہل مصر کی انتظامی کمیٹیون کو اس لیاقت کے اظہار کی خوب گنجایش ملیگی اور اگر ایسا نہوا تو بھی اُنکو کیا پروا ہے۔ یہ جو عموماً بیان کیا جاتا ہے کہ مصر مین کونسل وضع قوانین اور انتخاب کنندون کی جماعت یہ دونون سلطنت کی گاڑی کا پانچوان پہیہ ہے یعنی محض بیکار زائد ہین۔ یہ قول غلط اور باعث مغالطہ ہے فی الواقع وہ دونون سلطنت کی گاڑی کا چوتھا پہیہ ہے جسپر اُسکی تکمیل اور تناسب اجزا اور آسائش موقوف ہے مگر جس کاریگر نے اس گاڑی کو بنایا تھا چونکہ وہ خوب جانتا تھا کہ یہ چوتھا پہیہ خواہ مخواہ چوب خام و ناآزمودہ کا بنانا پڑیگا لہذا اُسنے اس گاڑی کو اس حکمت سے بنایا ہے کہ اگر ضرورت ہو تو تھوڑی مدت تک یہ تین ہی پہیون پر چل سکتی ہے بغیر اسکے کہ اُسکے اُلٹ جانے کا خوف ہو۔

لارڈ ڈفرن نے ان انتظامی کمیٹیون کے کام کو اور جو کردار گورنمنٹ انگلشیہ کو اُنکی نسبت بلکہ عموماً مصر کی نسبت اختیار کرنا لازم ہے اسکو ایسی صحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اُنکے پر مغز کلام کو جس سے مذاقت اور سیاست دانی ٹپکتی ہے اور عقل سلیم کا جلوہ نظر آتا ہے بجنسہ نقل کرنا مناسب ہے وہ یہ ہے اکثر انتظامات جو ہم جاری کیا چاہتے ہین خواہ مخواہ شرطیہ و وقتاً جاری ہونگے۔ یہ قول ایسی عدالتون اور جدید انتظامی کمیٹیون پر خاص کر ص ۳۹

صادق آتا ہے جسکا کام اکثر ناآزمودہ کار اور بے علم آدمیون کو چلانا پڑیگا۔ اگر مجھکو گورنمنٹ اس کام پر معین کرتی کہ مصر کے انتظام کو ایک ہندوستانی ریاست کی بنا پر قائم کرون تو اور ہی کیفیت ہوجاتی یعنی رزیڈنٹ کا دست زبردست ہر چیز کو بہت جلد اپنے قابو مین کرلیتا اور پانچ ہی برس کے عرصہ مین اُس ملک کی دولت و حشمت اور رفاہ و بہبود مین بہت افزونی ہوجاتی یعنی رقبہ مزروعہ زیادہ ہوجاتا اور اُسکے زیادہ ہونے سے مالگزاری مین افزونی ہوتی اور بیگار کام لینے کا قاعدہ اور غلام بنا ڈالنے کا دستور بالکل موقوف ہوجاتا اور عدل و انصاف جاری ہوتا اور اور بھلائیان عمل مین آتین مگر حضرت ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ اور انگلستان کی رائے جمہور نے اس شق کو نامنظور کیا ہے لیکن اگرچہ ہمارا ارادہ مصمم یہ ہو کہ سلطنت جدید قائم کرنے سے اس ملک (مصر) کا انتظام علی الدوام کرنے کی تکلیف مالا یطاق ہمپر عائد ہونے پائے اور ہمکو اُسکا انتظام صریحاً یا ضمناً ہمیشہ نکرنا پڑے تاہم ہپر ضرور ہے کہ ہم اُس عمارت کو گرنے نہ دین جسکو ہمنے بنایا ہے اور جب ہم اپنا ہاتھ کھینچ لینگے تو وہ فوراً منہدم ہوجائیگی۔ اور جب وہ منہدم ہوجائیگی تو اس ملک (مصر) مین پھر غدر مچ جائیگا اور یورپ مین پھر نفاق پیدا ہوگا۔ بالفعل تو ہم ساری دنیا کی خاطر سے یہ زحمت گوارا کر رہے ہین کیونکہ ہر شخص کی یہی آرزو ہے کہ مصر مین امن و امان رہے اور یہ ملک آباد اور رعایا خرم و شاد رہے تا اپنا قرضہ ادا کرسکے نہر سویز کے رستہ کا انتظام درست رکھے۔ اور اُسکے معاملات مین ایسی ابتری نہو کہ بیرونی آدمیون کو دست اندازی کرنے کا حیلہ ہاتھ لگے مگر مصر کے انتظام کے استحکام کے لیے مدت درکار ہے تب تو وہ ملک اُن اسباب داخلی و خارجی کی مقاومت کرسکے گا جو اُسکو توڑ دینے کی فکر مین ہین اور جو لیاقتین اُسکو خدا نے عطا کی ہین اُنکی قدردانی کرکے اُنسے مستفید ہوگا۔ اگر اُس مختلف الصورت اور متساوی الوزن انتظام مین جو ہمنے جاری کیا ہے کامیابی حاصل کرنی منظور ہے تو اُسکو بے تکلف جاری رکھنا چاہیے سب سے مقدم یہ ہے کہ جن لوگون نے اپنی آئندہ بہبود کو اس انتظام کے باقی رہنے پر

موقوف رکھا ہے کسی تدبیر سے انکا اطمینان کرنا ضرور ہے کہ یہی انتظام باقی رہیگا۔ جو لوگ ایک مطلق العنان حاکم جابر کی حکومت مین پیدا ہوے ہین اور نشو و نما پایا ہے اُنسے یہ توقع کیونکر ہو سکتی ہے کہ پارلیمنٹ مین ایسے حاکم کے مقابلہ اور مخالفت پر آمادہ ہونگے یا فریق مخالف کا شیوہ اختیار کرینگے (جو باقاعدہ سلطنت کا جزو اعظم ہے) اور حکام وقت کی کارروائی پر جرح و قدح کرینگے یا اُسکی مذمت یا تردید کرینگے درحالیکہ انکو یہ یقین ہے کہ باقاعدہ سلطنت کی کشتی جسپر ہمنے بھروسا کیا ہے ہمارے پانُون کے نیچے کل ہی پارہ پارہ ہو جائیگی جب قسطنطنیہ مین ایک پارلیمنٹ مقرر کی گئی اسوقت آزادی پسند اور آزاد منش آدمیون نے صداے تحسین و آفرین بلند کی مگر چند ہی مہینہ مین وہ پارلیمنٹ تشریف لیگئی اور جو شخص اُسکا بڑا حامی و مددگار تھا وہ اب ملک طائف کے جیلخانہ مین پڑا ہوا ایڑیان رگڑ رہا ہے مشرقی ملکون کے ارباب سیاست ایسے بزدل ہوتے ہین کہ جو انتظام ہمنے مصر مین جاری کیا ہے اُس سے وہ کبھی اتفاق نکرینگے تاوقتیکہ انکو یہ یقین نہو جاے کہ ہمکو اُسکی حفاظت کرنا اور اُسکو ترقی دینا منظور ہے بلکہ یہ بھی کافی نہوگا۔ ہمکو یہ بھی لازم ہے کہ ایسی تدبیر کرین کہ جو کام ہمنے ان جدید اور ناآزمودہ آلات ملکی سے لینا چاہا ہے وہ انکو بہت گران نہ گذرے اُس ملک کی حالت ایسی ابتر ہے اور جو مسائل اُسکے حکام کو فوراً حل کرنے ہین وہ ایسے اہم و اعظم ہین کہ اب فلسفۂ سیاست کی خاطر سے بھی اُنمین لیت و لعل نہین ہو سکتا چند وجوہ سے فلاحین کی حالت نہایت سقیم ہو گئی ہے اور جن اہل یورپ کے وہ مقروض ہین وہ اُنسے روز بروز کشیدہ خاطر اور چین بجبین ہوتے جاتے ہین۔ اس ملک کی زراعت مین جلد جلد انحطاط ہوتا جاتا ہے کیونکہ کثرت اور تواتر فصول کے سبب سے اور دیگر اسباب سے بھی زمین کی قوت زائل ہو گئی ہے اور اب بیگار کام کا قاعدہ بھی نہرون کو صاف کرنے کے لیے کافی نہین ہے۔ اور اگر کوئی علاج جلد نہ کیا جائیگا تو اس ملک کا مالی انتظام غارت ہو جائیگا۔ اگر مصر کے ارباب سیاست کو ان جدید ملکی کمیٹیون سے مدد ملے تب بھی وہ ایسی ایسی دقتون کو رفع نہ کر سکینگے تاوقتیکہ چند مدت تک

ہم لوگ اُنکی اعانت اور رفاقت نہ کرین پس ایسی حالت مین ہمین گستاخانہ عرض کرنا لازم ہے کہ مصر کے انتظام کو درست کرنے کا کام ہنوز ناتمام ہے اور جو دوسرے ارباب اتفاقات زمانہ کے ہمپر عائد ہوگئے ہین وہ کافی طور سے ادا نہین ہوئی ہین اور یہ اُسوقت تک نہوگا جب تک کہ مصر اُن ابتدائی دقتون کو نہ رفع کریگا جنکو مین نے سابق مین بیان کیا۔ جب یہ مقصد ایکبار حاصل ہوجائیگا تو ہم مصر سے خدا حافظ کہکر رخصت ہونگے اور پھر ہمارے دل مین کسی بات کی ندامت نہوگی بلکہ ہم یورپ کی تحسین و آفرین کے مستحق ہونگے کہ ہمنے اُس کام کو انجام دیا جسکے ختم ہونیکی ہر شخص کو آرزو تھی مگر سوا ہمارے کوئی شخص اُس کام کو اپنے ذمہ لینا نہ چاہتا تھا لیکن تب بھی جس انتظام کو ہمنے درست کیا ہے اُسکے استحکام کا یقین ہوگا تاوقتیکہ وہ سب لوگ جو اس معاملہ سے کچھ تعلق رکھتے ہین یہ بات خوب سمجھ لین کہ کسی غیر کی یہ مجال نہین ہے کہ انگلستان اور اس مصر کے درمیان مین دخل دے جسکو انگلستان نے خاک سے پاک کیا ہے۔ فقط۔

باب سیزدہم
اس امر کے بیان مین کہ گورنمنٹ انگلشیہ کے
کیا اغراض مصر کے مسئلہ سے متعلق ہین

یہانتک تو مین نے مصر کے مسئلہ کی تحقیق فقط مصریون کے فوائد پر نظر کرکے کی ہے۔ اور مجھکو یہ گمان ہے کہ ناظرین کے دل مین میری نسبت اکثر یہ اعتراض آیا ہوگا کہ اس شخص کی تحریر تو مصر کے آدمی کی تحریر معلوم ہوتی ہے انگریز کی تحریر نہین معلوم ہوتی بعضے ناظرین یہ سوال کر سکتے ہین کہ جب ہمارا ارادہ یہ نہین ہے کہ مصر کو اپنی سلطنت مین شامل کر لین تو پھر ہم اُسکی ترقی معیشت اور تہذیب اخلاق کی خاطر اتنی زحمت کیون گوارا کرین اور یہی ذمہ داریان اپنے اوپر کیون عائد کرین۔ ربع مسکون مین جتنا ہمارا واجبی حصہ ہے اُس سے زیادہ ملک پر تو ہم صریحًا یا ضمنًا حکمرانی کر رہے ہین اُسپر بھی ہماری ہوس نہین کم ہوتی۔ سلطنت کی ذمہ داریون کا بوجھ ہماری گردن پر اتنا ہے کہ اُس سے زیادہ ہم برداشت نہ کر سکینگے۔ یہی عین موقع اس بات کا ہے کہ ہم اپنے ملکی اقتدار کو کم کرین نہ یہ کہ اُسکو وسیع کرتے جائین اور اپنی توجہ و التفات تمام تر اُسی ملک پر مبذول رکھین جو ہمارے پاس بالفعل موجود ہے۔

ہمارے ملک کے سرآوردہ ارباب سیاست مین جو لوگ نہایت چیدہ و برگزیدہ ہین اُنکی بھی یہی رائے اس حکمت عملی کی نسبت ہے جو ہمکو ممالک نوآباد اور غیر سلطنتون کی نسبت اختیار کرنی چاہیے۔ فی الواقع میرا قصد یہ نہین ہے کہ اس رائے کی توہین کرون بلکہ مین خود قائل ہون کہ اس رائے سے دانشمندی اور دور اندیشی عیان ہے اگر مین

سنہ ۱۸۸۲ء کے آغاز مین یہ کتاب تالیف کرتا تو مین گورنمنٹ انگلشیہ کو جتا دیتا کہ دیکھو تم
نے ذمہ داریون مین پھنس رہی ہو اور اسکو صلاح دیتا کہ مصر کے معاملات مین بلا ضرورت
دست اندازی نکرو مگر اب گورنمنٹ مذکور کو ایسی تنبیہ کرنا یا ایسا مشورہ دینا ایسا ہے
جیسے ہیضہ کے مریض کا جب برا حال ہوجائے تو اسوقت اُس سے کہا جائے کہ اس
مرض متعدی سے خبردار رہو اور اُسکے انسداد کا تدارک کرو۔ سابق کے باب مین بیان
ہوچکا ہے کہ مدت ہوئی کہ وہ وقت جاتا رہا جبکہ اس بات پر غور ہوسکتا تھا کہ آیا مصر کے
معاملات مین ہمکو خوب زور وشور سے دست اندازی کرنی چاہیے یا نہین کرنی چاہیے۔ اب یہ
بحث اُن مورخین کی نذر کیجاتی ہے جو خیالی پلاؤ پکانے کا شوق رکھتے ہین اور اُن ارباب سیاست پر
موقوف رکھی جاتی ہے جو اغراض ذاتی یا فریقی اغراض کے خیال سے حالات ماضیہ پر
نکتہ چینی کرکے گورنمنٹ کو ضعیف کردینا چاہتے ہین۔ جو لوگ حالات موجودہ یا آیندہ کے
امور پر نظر رکھتے ہین اُنکے نزدیک اب یہ بحث کرنا بالکل بیکار ہے اور کوئی نتیجہ یا فائدہ عملی اُس سے
نہین متصور ہے۔ ہم مصر کے معاملات مین جتنی دست اندازی کرنی تھی کرچکے اور خوب
زور وشور سے کرچکے یعنے اولاً۔ اسکندریہ کو غارت کرچکے ثانیاً۔ **قومی فریق** کو (جسکا سرا
عربی تھا) مٹا چکے ثالثاً۔ خدیو کو اپنی حکومت اور وقعت دوبارہ قائم کرنے سے
مانع ہوچکے۔ رابعاً۔ دورویہ **نظارت** کو موقوف کرچکے۔ خامساً۔ مصر کے قدیم اور
خودرایانہ انتظام کو بالکل توڑ پھوڑ چکے۔ اور ساتھ اسکے یہ عہد و میثاق بھی کرچکے کہ مصر کے
انتظام کو شکست کرکے از سر نو درست کرینگے اور **قومی تحریک** کے باعث سے
جو بدنظمی ہوگئی تھی اور تلاطم پڑگیا تھا اُسکی جگہ پر ایسا مضبوط و مستحکم انتظام کرینگے جسے دیکھکر
سب کو اطمینان ہوگا پس جو ذمہ داریان ہمنے اپنے اوپر اسطور سے عائد کرلی ہین اگر
اُنسے جان چرا کر بھاگ آئینگے تو ہمکو خلقت کیا کہے گی۔ ایسی حرکت سے ہماری قوم بہت
بدنام ہوجائیگی اور اُسپر سخت الزامات لگائے جائینگے جنکو بیان کرنا مین اور لوگون پر موقوف

رکھتا ہون اور ہمارے ملک (انگلستان) مین چاہے کیسی ہی قومی گورنمنٹ ہو اُسکو بھی لوگ بدنام کرینگے کہ ہماری قومی عزت کو خاک مین ملا دیا اور قومی اغراض کو مفت فوت کیا۔ لیکن اگر کوئی شخص پوچھے کہ وہ قومی اغراض کیا ہین جنکو آپ قومی عزت کا ہم پلہ اور ہمعنان قرار دیتے ہین تو اُسکا جواب یہ ہے کہ سب سے اہم و اعظم غرض تو ہمکو مصر مین امن و امان قائم رکھنے سے یہ ہے کہ اُسپر ہماری تجارت کی ترقی اور سرسبزی موقوف ہے یہ خیال محض لغو ہے کہ یورپ کے جنوب و مشرق مین جو بالفعل ملکی مصالحہ ہو گیا ہے اُس سے مشرقی مسئلہ دوامًا حل ہو گیا ہے اور یہ توقع کرنا بھی حماقت ہے کہ یہ پیچیدہ مسئلہ بے جنگ عظیم کے حل ہو سکتا ہے۔ ایک دن یہ آفت آنی ضرور ہے مگر البتہ یہ امر ہمارے اختیار مین ہے کہ یہ آفت جلد نازل ہو یا دیر مین آئے اور ہمارا فائدہ اسی مین ہے کہ جہانتک ممکن ہو حالت موجودہ کو باقی رکھین۔ اسی وجہ سے مشرقی مسئلہ مین انگلستان نے مدت سے نظام

سن ۵ قدیم کی پابندی اختیار کی ہے اور اب تک اُسکا پابند ہے اور اگر سلطان روم اپنے اصلی نفع و ضرر کو سمجھنے کی لیاقت رکھتے ہین اور انگلستان کو اپنا رفیق ہمیشہ کے لیے بنا لینگے اور اپنی رعایا کے سب فرقون مین سچی انتظامی اصلاحین عمل مین لا کر انگلستان کی رفاقت کو ممکن الوقوع کر دینگے جزیرہ نمائے بلقان مین جہان مادۂ آتشین اکثر جمع رہتا ہے ہماری قوم کو کچھ ملکی اقتدار نہین حاصل ہے لہذا ہمارے اختیار مین یہ بات نہین ہے کہ اُس مادۂ آتشین کو خود بخود بھڑک سے اُڑا دین یا دیر مین اُسکو مشتعل کرین۔ البتہ یہ امر ہمارے اختیار مین ہے کہ دولت عثمانیہ کے دوسرے حصہ (مصر) مین جہان آج کل ہمارا طوطی بول رہا ہے فساد کو روک دین یا غدر مچوا دین جب اُس مریض (دولت عثمانیہ) کے کسی عضو کو صدمہ ہوتا ہے تو اُسکا اثر اُسکے سارے جثہ پر پہونچتا ہے پس جب اُسکے اقاصی بدن مین کوئی زخم تازہ پیدا کیا جائیگا یا زخم کہنہ شگافتہ کیا جائیگا تو اُسکے امراض باطنی مین خواہ مخواہ شدت ہو جائیگی اور آخرکار اُسکی ہلاکت کا باعث ہوگا۔ بہرحال تقدیر اگر اُس مریض مین ہنوز اتنی قوت باقی ہے

کہ امراض متعددہ و دیرینہ پر چند مدت تک غالب آسکتا ہے تو بھی اس بات کا اندیشہ ہے کہ
غیر ملک کے رہنے والے اطبا جنکا یہ قاعدہ ہے کہ جب کبھی اُن امراض دیرینہ مین شدت
ہو جاتی ہے تو خواہ مخواہ اصرار کرتے ہین کہ ہم اس مریض کو دیکھکر نسخہ مفید لکھینگے اسکو
داخل جنت نہ کردین وہ مریض خواہ مخواہ یہی چاہتا ہے کہ یہ غیر ملک کے رہنے والے اطبا میرا
علاج نہ کرنے پائین کیونکہ وہ جانتا ہے کہ انکو میرے وارث ہونے کا دعوے ہے پس
انکی تدبیر اور علاج سے غالباً مجھکو شفاء حاصل ہوگی۔ تجربۂ گذشتہ سے ہمکو یقین ہوگیا ہے
کہ اگر یہ اطبا باہم اتفاق راے کرسکین تو میرے لیے کوئی ایسا نسخہ لکھینگے جو مجھکو اور
زیادہ ضعیف و ناتوان کردیگا اور اپنا پورا نہین مجھے چھوڑینگے اور اگر نہین اتفاق راے ہوا تو
آپسمین لڑمرینگے اور انکی جوتی پیزار مین میری جان مفت ہلاک ہوگی۔ مگر اس مریض کی کوئی
کوشش کارگر نہین ہوتی اور عموماً ایسا نتیجہ پیدا ہوتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس بات کا آگے
اندیشہ تھا آخر وہی بات ہوئی۔ آخر اُن اطبا نے ایک مجلس شورے مین جمع ہوکر متعدد نسخے
اسکے واسطے لکھے مگر اُن سب کو اُسنے ردی سمجھکر پھینکدیا۔ تب اُنھون نے اسکی جائداد منقولہ و
غیر منقولہ کی فہرست کو اس نیت سے جانچنا شروع کیا کہ چندروز مین جب یہ مرجائیگا تو اسکے
ترکہ کو باہم تقسیم کرلینگے۔ یہ بندوبست عہدنامہ مین نہین درج کیا گیا بلکہ پوشیدہ رکھا گیا مگر
اسکا پوشیدہ رکھنا بھی قابل اعتراض تھا مثلاً برلین کانگریس (یعنے سفیران یورپ کی کونسل
جو بمقام برلین منعقد ہوئی تھی) نے حکم دیا کہ چند اصلاحین دولت عثمانیہ کے اضلاع واقع
یورپ اور نیز اُن اضلاع واقع ایشیا مین جنمین ارامنہ یعنے ارمنی لوگ رہتے تھے عمل مین
لائی جائین اور علاوہ اسکے جو عہدنامہ بمقام سٹین اسٹیفینو مین تحریر ہوا تھا اسکے بعض
نہایت مکروہ فقرات کو بھی بحال رکھا اور سلطان روم کے دو عظیم الشان صوبون کو سلطنت
آسٹریا کے حوالہ کردیا اس کانگریس مذکور کے باقاعدہ جلسون کے مابین جو زمانہ گذرا اسمین جملہ
سفیران یورپ کے دو شخصون نے پوشیدہ اور دوستانہ طور سے باہم ایسا انتظام کرلیا جسکے

بموجب فرانس نے صوبۂ ٹیونس کو اپنی زیر حراست کر لیا کیونکہ انگریزون نے جزیرہ سایپرس پر قبضہ کر لیا تھا اُسکے معاوضہ مین فرانس کو صوبۂ ٹیونس مین دخل کرنے کی اجازت دی گئی ۔ اگر اُس کانفرنس نے جو کہ بعد قسطنطنیہ مین مقرر ہوئی تھی انتظام موجودہ مین کچھ تغیر و تبدل نہین کیا اور کچھ ملکی جھگڑے نہین پیدا کیے تو اسکا سبب یہ ہوا کہ گورنمنٹ انگلشیہ نے مصر مین ایسی چست کارروائی کی تھی کہ کانفرنس مذکور کی کچھ نہ چلی اور ہنوز وہ کوئی کار نمایان نہ کرنے پائی تھی خود بخود شکست ہو گئی ۔

چونکہ ہماری گورنمنٹ (انگلشیہ) نے یورپ کے جنوب و مشرق مین انتظام موجودہ کو بدستور قائم رکھنا چاہا ہے لہذا اُسکو لازم ہے کہ اُس مریض (دولت عثمانیہ) کے اقاصی بدن (بعید صوبجات) کو کوئی صدمہ نہ پہونچنے دے اور یہ خیال رکھے کہ غیر ملک والے اطبا کو اُسکے واسطے نسخہ لکھنے کا موقع نہ ملے ۔ اس مقصد کو بر لانے کی سب سے عمدہ تدبیر یہ ہے کہ جو کام ہمنے برضا و رغبت خود مصر مین اختیار کر لیا ہے اُسکو استقلال اور ایمانداری اور خوبی کے ساتھ انجام دین ۔ ابواب سابقہ مین وہ کام اور اُسکو انجام دینے کی سب سے عمدہ تدبیر بیان کی گئی لہذا اُسکا اعادہ کرنا بیکار ہے لیکن ایک امر ایسا ہے جسکی نسبت مجھکو چند کلمات عرض کرنا ضرور ہے ۔ وہ امر یہ ہے کہ مصر مین انگریزون کو رہنا مدت مدید تک ضرور ہے سابق مین بیان کیا گیا کہ خود اہل مصر کے فائدہ کی نظر سے دیکھا جائے تو بھی فوج انگریزی کا اور چند مدت وہان رہنا اولیٰ و انسب ہے ۔ لیکن کلام اسمین ہے کہ خود ہمارے اغراض کا کیا مقتضی ہے بعض مستند القول اشخاص نے فرمایا ہے کہ مصر مین زیادہ رہنے سے ہم لوگ اپنے تئین ایک مہلکۂ عظیم مین ڈال رہے ہین اس واسطے کہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرقی مسئلہ مین سال آیندہ پھر چھیڑ چھاڑ شروع ہوگی اور اگر ایسا ہوا تو مصر کی سرزمین مین ہماری فوج کا موجود ہونا ہماری ملکی کارروائی مین حارج ہوگا جو حضرات یہ دلیل پیش کرتے ہین میرے نزدیک امور سیاست مین اُنکی سمجھ بڑی بھونڈی ہے ۔ فرض کیا کہ ہنوز ہماری

فوج مصر سے برخاست نہوئی ہو کہ یورپ کے جنوب و مشرق مین بڑے بڑے جھگڑے پیدا ہون اور مشرقی مسئلہ مین پھر چھیڑ چھاڑ شروع ہوجاوے اور یورپ کی سلطنتین جزیرہ نماے بلقن کے حدود اراضی کو جسطرح چاہین درست کرین یا اور جو تغیرات مناسب سمجھین عمل لائین مگر مصر ہمارے قبضہ مین رہے تو پھر ہمکو کیا غم ہے اور کسکی پروا ہے۔ دلیل مذکورۂ بالا سے مجھکو یہ ثابت کرنا نہین منظور ہے کہ ابھی ہماری فوج کو مدت تک مصر سے قبل از وقت برخاست کرلیجاوے۔ اگر دولت عثمانیہ مین فی الحقیقت فسادات عظیم برپا ہونیکا اندیشہ ہے تو خدا کرے وہ فسادات اس زمانہ مین برپا ہون جبکہ مصر فوج انگریزی کی حفاظت و حراست ہو۔

مجھکو امید ہے کہ تقریر مذکورۂ بالا مین مین نے یہ امر خوب ثابت کردیا ہے کہ ہمارے اغراض اور ہمارے فرض دونون کا مقتضی یہ ہے کہ جو کار خیر ہمنے مصر مین شروع کیا ہے اسے انجام کو پہونچائین۔ انگلستان اور مصر دونون کا فائدہ اسی مین متصور ہے کہ مصر مین ایسا مضبوط و مستحکم انتظام کیا جائے کہ اس ملک کے لوگون کو مدت تک امن و عافیت کی نعمت حاصل رہے۔ لیکن کلام اسمین ہے کہ انتظام جدید کی بنا ڈالنے کے بعد ہمکو کیا کرنا چاہیے کیا ہمکو یہ لازم ہے کہ اس ملک کو تقدیر پر اور اسکی رائے پر چھوڑ دین یا یہ کہ جو اقتدار عظیم ہمکو القاہرہ مین اب حاصل ہے اسکو بدستور باقی رکھین۔

اس امر کا فیصلہ فوراً کرنا چاہیۓ اسواسطےکہ اسکا فیصلہ صرف ہماری آیندہ ہی کی حکمت عملی پر موثر نہوگا بلکہ ہمارے حال کی کارروائی پر بھی موثر ہوگا۔

جن لوگون نے اس امر کو بدیہیات کے قبیل سے قرار دے لیا ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کا اقتدار ربع مسکون کے ہر حصہ مین باقی اور قائم رکھنا بلکہ اسکو اور زیادہ کردینا لازم ہے البتہ انکو تو اس سوال کا جواب دینا بہت آسان ہے مگر مین خود اس قول کا قائل نہین

ہون اور ناظرین کی نسبت بھی یہ قیاس کرنا مقتضی انصاف ہے کہ وہ اُس قول باطل کے ہرگز نہین قائل ہین۔ لہذا اس نفس مسئلہ کی تحقیق اُسکے نتائج عقلی اور فوائد عمل کے اعتبار سے کیجاتی ہے۔ اگرچہ بادی النظر مین یہ مسئلہ کسیقدر پیچیدہ ہے اور فرض سے متعلق ہے مگر یہ ایک نہایت آسان امر واقعی کے پیرایہ مین بیان ہوسکتا ہے۔ وہ امر واقعی یہ ہے کہ آیا کچھ اہم اور دائمی اغراض ہمارے مصر سے متعلق ہین یا نہین ہین۔ اسی آسان پیرایہ مین مین اس مسئلہ پر بحث کرنا پسند کرتا ہون۔

پہلے تو مین ایسا دعوے کرتا ہون جسکا انکار کوئی نہین کرسکتا۔ وہ یہ ہے کہ دوآبہ کے ملک اور وادی نیل مین ہمارے کسی قسم کے صریحی اغراض ایسے نہین ہین جنسے ہمکو یہ جائز ہو جاے کہ بڑے بڑے ملکی جھگڑون کو اسلیے گوارا کرین کہ ہمارا اقتدار القاہرہ مین علی الدوام قائم رہے یعنے ہمارے اغراض ایسے نہین ہین جنکا مقتضی یہ تھا کہ ہمنے دور ویہ نظارت کو موقوف کردیا اور اسوجہ سے فرانس کو ناحق رنجیدہ کردیا اسمین شک نہین ہے کہ ایک جزو کثیر مصر کے قومی قرضہ کا انگریزون کے قبضہ مین ہے اور ایک جزو اعظم مصر کی تجارت کا انگلستان مین جاتا ہے لیکن اگر ہمارا مقصد یہی ہے کہ جو لوگ ہمسے بہت سا روپیہ قرض لے یا ہمسے تجارت کا سلسلہ جاری رکھے اسمین ہمارا ملکی اقتدار باقی رکھا جاے تو پھر مصر پر کیا منحصر ہے ساری دنیا مین ہمارا ڈنکا بجنا چاہیے پس اگر صرف دوآبہ کا ملک اور وادی نیل ہی مصر مین داخل ہوتا تو ہمکو یا مر جائز ہو جاتا کہ مصریون کو اُنکی تقدیر اور اُنکے حال پر چھوڑ دیتے کہ جو چاہین کرین اور جس غیر ملک کے چاہین محکوم بنین مگر افسوس ہے کہ مصر کے حدود اربعہ مین وہ لق و دق ریگستان بھی داخل ہے جسکے ایک حصہ مین نہر سویز جاری ہے اور نہر سویز ہی سے ہماری آمد و رفت کا رستہ ہندوستان اور مشرقی ملکون سے ہے اسکا نتیجہ ضروری یہ ہے کہ جس زمانہ مین لڑائی بھڑائی نہین ہوتی تب تو مصر کی گورنمنٹ کو جملہ امور متعلقہ نہر سویز کے نقصان مین مداخلت تامہ رہتی ہے

نکریب کوئی لڑائی ہوتی ہے تو جس سلطنت کے اختیار مین مصر کی فوج ہوتی ہے وہی
نہر سوئیز کی حاکم بنجاتی ہے اور نہر سوئیز سے قریب تر کوئی راستہ ہماری مشرقی عملداری کا
نہین ہے پچیس برس سے زیادہ عرصہ گذرا ہے جبکہ لارڈ پامرسٹن صاحب وزیر اعظم
انگلستان نے پیشین گوئی کی تھی کہ اگر کوئی دریا کا راستہ درمیان خلیج پلوسیم اور بحر احمر کے
نکالا جائے تو انگلستان کو آئندہ فوراً مصر اپنی عملداری مین مجبوری شامل کر لینا پڑیگا اور
چونکہ لارڈ صاحب موصوف کی رائے مین دنیا کے اس حصہ مین (مصر) انگریزی عملداری کا
ہونا مناسب نتھا لہذا انھون نے ایم ڈی لیسپس کی تجویز کی تردید بڑے زور و شور سے
کی۔ مگر انکی تردید موثر نہوئی اور نہر سوئیز بنائی گئی جسکا نتیجہ اب یہ ہوا ہے کہ جس امر کا احتمال
لارڈ صاحب موصوف کو تھا اور جسکی تردید انھون نے کی تھی وہ عنقریب پیش آنے والا ہے
اب تک تو ہمارا مصمم ارادہ یہی ہے کہ حتے الامکان مصر کو اپنی عملداری مین نہ شامل
کرین مگر ہمارا قصد حتمی یہ بھی ہے کہ اور کسی یورپ کے بادشاہ کی عملداری مصر مین ہونے دین
اور اتفاقاً ہو مین کسی قوم کا اقتدار اپنی قوم کے اختیار سے زیادہ ہونے دین۔ مین
یہ دعوے نہین کر سکتا کہ ہماری فوج کے برخاست ہونے کے بعد کیا تدبیر اس بات کی
ہوسکتی ہے کہ ہمارے اس منشا کو یورپ کی ہر سلطنت ملحوظ خاطر رکھے۔ مجھکو اندیشہ ہے
کہ جیسا عموماً خیال کیا جاتا ہے اس سے زیادہ وقت اس کام مین پڑیگی۔ ایک لائق
و فائق روسی مصنف نے اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ انگلستان اور مصر مین آیندہ شاید
اسی قسم کے تعلقات ہوجائینگے جیسے تعلقات بالفعل روس اور بلگیریا (ولایت بلغار) مین
ہین۔ خدا کرے ایسا ہی ہو مگر مجھکو ہرگز یقین نہین ہے کہ ایسا ہوگا کیونکہ ان دونون
صورتون مین بظاہر تو مشابہت تامہ ہے مگر نفس الامر مین مغایرت بہت ہے کیونکہ روس
جو اقتدار بلگیریا مین حاصل ہے وہ اتحاد قوم اور اتحاد مذہب پر مبنی ہے اور اس مرتبہ
موقوف ہے کہ بلگیریا کے لوگ زار روس سے نہایت حسن ظن رکھتے ہین اور یہ سمجھتے ہین

کہ اسی کی بدولت ہمنے ترکون کی ظالمانہ حکومت سے نجات پائی ہے اور اسکو ہماری حفاظت کا ہمیشہ خیال رہتا ہے اور آیندہ اسکی حمایت ہمارے حق مین بہت مفید ہوگی۔

مگر مصر مین گورنمنٹ انگلشیہ کا اقتدار کسی ایسی وسیع اور مستحکم بنیاد پر نہین قائم ہے اور اسمین اخلاقی اور ملکی خیالات کو کچھ دخل نہین ہے۔ کیونکہ مصر کی خلقت ہمکو ہمیشہ کافر سمجھیگی
اور یہ خیال کریگی کہ اس قوم (انگریز) سے ہمکو نہ امید نفع ہے نہ خوف ضرر۔ اور عہدہ داران ۱۱۵
سرکاری یعنے تعلیم یافتہ فرقون کے لوگ ہماری مخالفت اس وجہ سے کرینگے کہ ہماری بدولت وہ اپنے ماتحتون پر ظلم و تعدی نہین کرسکتے اور انکی رشوت ستانی اور حرام خوری بھی ہمارے طفیل سے کم ہوگئی ہے اب ہم یہ تدبیر کر رہے ہین کہ مصریون کو اپنے اوپر آپ حکمرانی کرنیکی لیاقت آگئی تو ایک تازہ قومی فریق سے ہمکو مقابلہ کرنا پڑیگا جو نظارت انگریزی پر حملہ کرکے عوام الناس کو اپنے موافق کرلیگا۔ اور اگر مصریون مین اپنے امور کا خود انتظام کرنے کی لیاقت نہ آئیگی تو غالبا کوئی ایسا ہنگامہ برپا ہوجائیگا کہ غیر ملک والون کو دست اندازی کرنے کا حیلہ ہاتھ لگیگا اور یہ بھی ہمکو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ جب ہماری فوج مصر سے برخاست کرلی جائیگی تو پھر غالبا اس ملک کے معاملات مین ہم اکیلے دست اندازی نہ کرنے پائینگے کیونکہ فرانس غالبا دوبارہ وہ غلطی نہ کریگا جو سال گذشتہ اسنے کی تھی اور جسپر وہ ابتک کف افسوس مل رہا ہے۔

پس ہمکو دو مکروہ باتون مین سے ایک بات کرنی پڑیگی۔ اس صورت مین فرانس ہمیشہ اس تاک مین رہیگا کہ انھین کی تحریک سے دورویہ نظارت موقوف ہوئی ہے لہذا اب انسے اسکا انتقام لینے کا موقع ہے۔ یا ہمکو یہ بات کرنی پڑیگی کہ جو رتبہ اب ہمکو حاصل ہے وہ فرانس کو حاصل کرنے دین اور ایک غیر سلطنت کو نہر سویز کا مالک و مختار بنا دین جو ہندوستان کی آمد و رفت کے سلسلہ کا جزو اعظم ہے۔

عمل میں انگریز اپنے دل میں سوچ رہے ہیں کہ آیندہ ایسا سانحہ ہونے والا ہے بلکہ
بعض دور اندیش آدمی تو گورنمنٹ کو حفظ ما تقدم کی صلاح دے رہے ہیں اصول کے
اعتبار سے تو یہ مشورہ نہایت درست اور بجا ہے مگر اس بات کا خیال رکھنا بھی ضرورت کہ
جس چیز کا تقدم با لحفظ کرنا ہمکو منظور ہے وہ نفس الامر میں ہماری ہے یا نہیں ہے افسوس
ہے کہ بعض اوقات اسی امر سے چشم پوشی کیجاتی ہے مثلاً چند ہی مدت گذری ہے کہ ایک
جلیل القدر صاحب کو ہمنے وہ مسائل علانیہ بیان کرتے سنا ہے جنکو اگر تیرھوین صدی
عیسوی میں چنگیز خان کا سفیر بیان کرتا تو ہمکو زیبا تھا مگر جنکی توقع آج کل کے پابند قانون
انگریزون سے نہیں ہو سکتی ہے صاحب موصوف نے بے تکلف ارشاد کیا کہ ہمنے مصر کو
فتح کیا ہے اور فتح سے ہمکو یہ حق حاصل ہو گیا ہے کہ نہر سویز کو جو چاہین کرین کیونکہ
وہ نہر مصر ہی کی عملداری میں تو جاری ہے۔ انکے اس ارشاد سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ
گویا یورپ کی سلطنتون کی اجازت ضمنی سے ہمنے مصر میں اس غرض سے دخل تصرف
کیا ہے کہ خوانین و سلاطین تاتاریہ کے عہد دولت میں جس قانون کے موافق مختلف قومین
باہم برتاؤ کرتی تھین اس قانون کے اصول پارینہ اب دوبارہ جاری کیے جائین البتہ
گورنمنٹ انگلشیہ نے مصر کے مقدمہ مین اس تحکمانہ اور نادرشاہانہ رائے کو تو نہین قبول فرمایا
مگر گورنمنٹ مذکورہ نے یہ خیال کیا کہ جو اقتدار جائز ہمکو مصر مین حاصل ہو گیا ہے اگر وہ
اعتدال کے ساتھ عمل مین لایا جاے تو نہر سویز کا جھگڑا پاک ہو جاے اور ہمکی حق تلفی
اور دلشکنی بھی نہو پس اس غرض سے اُسنے ایم ڈی لیسپس سے بحیثیت قائم مقام کمپنی مہتمم
نہر سویز اس معاملہ مین گفتگو شروع کی۔

جو شرطیہ قول و قرار اس معاملہ مین ایم ڈی لیسپس سے ہوا اسکی کیفیت سنکر انگلستان
کی خلقت ایسی افروختہ خاطر اور چراغ پا ہوئی کہ گورنمنٹ نے براہ دانشمندی اس گفتگو کو
قطع کیا اور جب تک خلائق کی شورش کم نہین ہوئی اسوقت تک یہ مقدمہ یونہین پڑا رہا

مجھکو ہرگز یہ یقین نہین ہے کہ حکومت کی صنعت بھی قابل ہے کہ بغیر نفسانیت اور
بلا روے رعایت اس حالت مین غور کرکے لڑائی مین جیپڑنا بحث نکریگا۔ مگر مین چند
عمل پذیر امور جو میرے نزدیک مطلب مین کار آمد ہین عرض کرتا ہون۔
اولاً تو مین یہ گزارش کرتا ہون کہ جابرانہ کاموں سے پرہیز کرنا اور جملہ حقوق
جائز کا لحاظ کامل رکھنا صرف ہمپر فرض ہی نہین ہے بلکہ ہمارا فائدہ بھی اسی مین ہے
برلین کی کانفرنس مین جو یورپ کی سلطنتون نے ہمکو پوری آزادی فعل بخشی تھی تو یہی
سمجھکر بخشی تھی کہ ہم جو فعل کرینگے ایسی دیانتداری سے کرینگے جیسا ہماری قوم (انگریز) کا دستور ہے
پس ہمکو کسیقدر یقین اس امر کا ہوسکتا ہے کہ اگر ہمارے کردار سے تصدیق اس قیاس
کی نہ ہوئی جو یورپ کی سلطنتون نے ہماری نسبت کیا تھا تو ان مین سے چند سلطنتین باہم
اتفاق کرکے مصر مین ہماری زندگی تلخ کرینگی۔ اگر ہم ٹھیک ٹھیک قانون کی پابندی
کرین تو فرانس کی نازک مزاجی اور زود رنجی ہمارا کیا کرسکتی ہے اور اگر ہم کُل یورپ کی
تجارت کے ترقی خواہ نہین اور فقط انگلستان ہی کے اغراض کی تائید پر حصر نہ کرین تو
سفیران یورپ اس جھگڑے کے طے کرنے مین ہماری اعانت وحمایت ضرور کرینگے۔
کیونکہ جب اہل یورپ کو یہ معلوم ہوگا کہ سب تجارت پیشہ قومون کی اغراض معرض خوف و
خطر مین ہین تو ایک خاص کمپنی کے مخصوص حقوق کا خیال نہ کیا جائیگا بلکہ مصالح عامہ پر
نظر کیجائیگی اور یہ امر بیشک عموماً تسلیم کیا جائیگا کہ جو قوم آمد و رفت کے محصول کا
چار خمس ادا کرتی ہے اور نہر سویز مین تقریباً نصف حصون کی مالک ہے اسکی نسبت
مقتضاے انصاف یہی ہے کہ اس مسئلہ کو حل کرنے مین اسکی راے غالب سمجھی جاے
اس جھگڑے کو طے کرنے مین ہمکو یہ امر مد نظر رکھنا چاہیے کہ جہانتک ممکن ہو آمد و رفت
کے نہایت صحیح ذرائع بہت کم خرچ سے پیدا کیے جائین اور کم خرچ و بالانشین کا
نقشہ ہو۔ اگر ہم اس مقصد کو حاصل کرنے مین برابر کوشش کیے جائین تو ہماری یہ

کوشش صرف ہمارے نفع ذاتی پر محدود نہوگی بلکہ ساری دنیا کے فوائد پر حاوی ہوگی۔
جن صاحبون نے نہر سویز کی نسبت شرطیہ قول و قرار کی گفتگو ایم ڈی لیسپس سے کی تھی جسکی تکمیل منہون نے پائی غالبًا یہ مقصد اُنکے پیش نظر تھا اور یہ امر ضرور تسلیم کرلینا چاہیے کہ اس قول و قرار کا ایک جزو اس مقصد کو حاصل کرنے کی بخوبی صلاحیت رکھتا تھا یعنے یہ امر کہ جس زائد سرمایہ کی ضرورت ہے وہ ایک خفیف شرح سود یعنے سوا تین پونڈ سیکڑا پر مہیا کیا جائیگا۔ مگر ساتھی اسکے اُنھون نے تجارت کے فوائد اور عامہ خلائق کے اغراض سے نادانستہ چشم پوشی کی (کیونکہ اسباب تجارت کی آمد و رفت کے مصارف آخر کو انھین لوگون پر عائد ہوتے ہین جو اُس اسباب کو اپنے استعمال مین لاتے ہین) اسواسطے کہ اول تو انھون نے یہ امر منظور کرلیا کہ نہر سویز خاص کمپنی مہتمم کے اختیار مین بلاشرکت غیر مدت تک رہے دوم اُنھون نے یہ امر قبول کرلیا کہ کمپنی مذکور اپنے حصہ دارون کے فائدہ کے لیے ممالک یورپ کی اُس تجارت سے جو مشرقی ملکون سے ہوتی ہے ایک خراج سالانہ لیا کرے جسکی تعداد برابر نصف اس روپیہ کے ہو جو نہر سویز کے بنانے مین صرف ہوا تھا۔ سوم اُنھون نے نہر مذکور کا انتظام اُن پایکار اہل کارون کے اختیار مین رکھا جو تجارت مین یقینًا خلل اندازی کرتے ہین اور جنکی نسبت قوی شبہہ اس بات کا ہے کہ فرانس کے تجارتی جہازون کی عمدًا رعایت کرتے ہین جس سے اور قومون کے جہازون کا نقصان ہوتا ہے۔ چہارم اُنھون نے تدارک شدید اس امر کا نہین کیا کہ جو روپیہ گورنمنٹ انگلشیہ نے دیا ہے وہ جہانتک ممکن ہو کفایت کے ساتھ خرچ کیا جاے اور اسطور سے صرف کیا جاے کہ حتی الامکان تجارت کو فوائد کثیر حاصل ہون۔ اب اگر کوئی جدید قول و قرار اس معاملہ مین کیا جاے تو میری راے مین ان امور ضروریہ کا ضرور لحاظ رکھا جاے اسمین شک نہین ہے کہ اور امور بھی اسیقدر توجہ طلب ہین لہذا ہماری گورنمنٹ کو مناسب ہے کہ ایم ڈی لیسپس سے دوبارہ

گفتگو شروع کرنے سے پیشتر اس مقدمہ مین استشارہ بسا مقصود اب نہ صرف اُن لوگون سے کرے جو انگلستان کے اہل جہاز اور اصحاب تجارت مین اہل الرائے سمجھے جاتے ہین بلکہ اور ملکون کے ذی وقعت تجار سے بھی اس باب مین مشورہ طلب کرے۔ اس معاملہ مین ہمارے اغراض اور قومون کے اغراض سے متحد ہین۔ پس ہمکو ساری دنیا پر یہ ثابت کردینا چاہیے کہ ممالک یورپ اور مشرقی ملکون کے ذرائع آمدورفت کی ترقی مین جو ہم کوشش کر رہے ہین تو اسلیے کر رہے ہین کہ سب کو فائدہ ہو نہ اس غرض سے کہ فقط ہمین کو نفع ہو۔ جو قوم (انگریز) تقریباً نصف سرمایہ نہر سویز کی حصہ دار ہے اگر وہ ایسی تجویز پیش کرے جس سے اُسکے محصول مین جو بالفعل سنگین ہے بہت تخفیف ہو جاے تو کیا معیوب بات ہو اور جو حصہ دار ایسی فیاضانہ کارروائی کرے اُسکو یہ دعویٰ کرنا بجا ہے کہ جسقدر دخل ہمکو نہر مذکور کے انتظام مین اب ہے اُس سے زیادہ ہونا چاہیے اور جو حصہ دار ہمارے مانند مشرقی ملکون کی تجارت سے کوئی غرض صریحی نہین رکھتے ہین اور جو یہ امر ثابت کر سکتے ہین کہ محصول مین کمی ہونے سے ہمارا بڑا نقصان ہوگا اُنکو ایک رقم معقول بطور معاوضہ کے دینی چاہیے۔ چونکہ ہندستان کی خاطر ہم لڑائیون مین مبالغ خطیر صرف کرنے کو ہمیشہ آمادہ رہتے ہین جیسا افغانستان کی لڑائی مین ہوا لہذا اگر ہم اُس سے کم روپیہ ایسے مفید کام مین صرف کرین جسپر ہندوستان کی سرسبزی سراسر موقوف ہے تو کیا بات ہے۔ اور اگر علاوہ ان سب امور کے ہم فرانس کی نازک مزاجی اور زودرنجی کا بھی واجبی لحاظ رکھین اور اپنے افعال سے یہ امر ثابت کردین کہ ہم یہ بات بھول نہین گئے ہین کہ نہر سویز کے بانی مبانی اہل فرانس ہین اور باوجودیکہ انگریزون نے ص ۵ بڑی مخالفت کی مگر اُنھون نے نہر مذکور کو بنا ہی لیا تو مجھکو کچھ شک نہین ہے کہ جو کوشش ہم اسلیے کر رہے ہین کہ دنیا کی تجارت کو دائمی فائدہ ہو تو ہمین ضرور کامیابی حاصل ہوگی

مسٹر ایڈورڈ ڈایسی نے جو مصر کے معاملات مین نہایت مستند القول ہین یہ تجویز

پیش کی ہے کہ ہمکو لازم ہے کہ نہر سویز کو خرید لین تاکہ یہ دقتین جاتی رہین اور
انھون نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ تقریباً تیس کروڑ پونڈ کسی منفعت خیز طور سے
صرف کر کے ہم نہر مذکور کو خرید سکتے ہین شاید انگلستان کے فوائد کے لحاظ سے تو یہ تجویز
بہت عمدہ ہے مگر ہمکو یہ بھی تو یاد رکھنا واجب ہے کہ ایک ہماری ہی غرض نہر سویز سے
نہین لاحق ہے۔ اور اگر ہم ہمکو اپنے قبض و تصرف مین لانے کی کوشش بلیغ کرینگے تو فرانس
پر کیا منحصر ہے یورپ کی سلطنتین مزاحمت شدید کرینگی۔ اسوجہ سے میری راے یہ ہے
کہ مسٹر ایڈورڈ ڈایسی کی تجویز کو منظور کرنا مناسب نہین ہے بلکہ ہمکو لازم ہے کہ اپنے اغراض کو
یورپ کے اغراض سے عموماً متحد کر لین۔

اسی قسم کی اور خیالی تدبیرین بھی بیان کی گئی ہین مثلاً یہ تجویز پیش ہوئی ہے
کہ ساحل شام سے وادی دریاے یردن تک اور وہان سے خلیج عقبہ واقع
بحر احمر تک ایک نہر جہازون کی آمد و رفت کے لیے کھود دی جاے۔ اول تو اس تجویز مین
فن انجنیری سے متعلق ایسی ایسی دقتین ہین جنپر غور کامل کبھی نہین کیا گیا ہے۔ علاوہ اسکے
باب العالی سے اس تجویز کی مزاحمت شدید ہوگی اسواسطے کہ سلطان روم کو یہ خیال ہے
کہ ایسی تجویز کو عمل مین لانے سے صوبۂ شام دولت عثمانیہ سے بہت جلد جدا ہو جائیگا
شاید حضرت سلطان المعظم کا یہ اندیشہ بالکل بے اصل نہین ہے یعنے جس بات کا انکو خوف ہے
اگر وہ وقوع مین آئے تو غالباً صوبۂ شام کو فرانس اپنی عملداری مین شامل کر لیگا اور
ہمکو یہ دیکھکر کمال حسرت و افسوس ہوگا کہ ہمارا نیا راستہ ہندوستان کو فرانس کی
عملداری مین سے ہے۔ ص ۱۵

اور تجاویز بھی جنکا مضمون یہ ہے کہ ایک نہر آب شیرین کی جہازون کی آمد و رفت
کے لیے اسکندریہ سے نہر سویز تک جاری کیجاے تجویز مذکورہ بالا سے زیادہ عمل پذیر نہین ہین
ایک بڑی لمبی نہر جسکے پانی کو روکنے کی تدبیرین خواہ مخواہ کرنی پڑینگی اور جسکو ایسے دریا سے

قہارہین سے لیجانا پڑیگا جسمین ہمیشہ سیلاب آیا کرتا ہے اس مختصر نہر کا کیا مقابلہ کرسکیگی جسمین اس قسم کے موانع وعوائق بالکل نہین ہین۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ بڑی نہر کو کام مین لانے سے جو تاخیر اور رغوت اور خرچ ایاب و ذہاب مین ہوگا اُسکا معاوضہ اسطور سے مل سکتا ہے کہ نئی آب شیرین کی نہر سے آبپاشی اور جہازرانی دونون کام لیے جائین اور جو جہاز اس نہر سے گذرینگے اُنکو یہ فائدہ ہوگا کہ اُنکے پیندے آب شیرین کی رگڑ سے صاف ہو جایا کرینگے۔ میرے نزدیک یہ سب فوائد محض خیالی ہین کیونکہ جو نہر آبپاشی کے لیے بنائی جاے اُسکا مقابلہ اُس نہر سے ہرگز نہین ہوسکتا جو جہازرانی کیواسطے بنائی جاے اور جو لوگ ان دونون کے ملالینے کی کوشش کرینگے غالباً اُنکو مشکل پیش آئیگی کہ چوبے جی چھبے ہونے کو گئے تھے دوبے رہگئے۔ اب رہا یہ امر کہ جہازون کے پیندے آب شیرین سے صاف ہو جایا کرینگے جسپر اس تجویز کے حامیون نے بڑا زور دیا ہے سو اسکی نسبت مجھسے معتبر اشخاص نے فرمایا ہے کہ جو دودکش جہاز مشرقی ملکون مین تجارت کی غرض سے بھیجے جاتے ہین اُنکے پیندے ایک ہی سفر مین نہین خراب ہو جاتے ہین اور اگر وہ میلے ہو بھی جائین تو آب شیرین کی نہر سے صاف نہین ہوسکتے۔

ابھی مجھکو اُن لوگون کا جواب دینا باقی ہے جو گورنمنٹ انگلشیہ سے یہ عرض کرتے ہین کہ ایم ڈی لیسپس کو جو نہر سویز کے ٹھیکہ کا دعوی ہے قانوناً دیکھا جاے کہ آیا وہ دعوی جائز ہے یا ناجائز۔ مجھکو اس امر کا فیصلہ کرنے کی ضرورت نہین ہے کہ آیا ایم ڈی لیسپس یا کمپنی یونیورسل نفس الامر مین یہ حق بلاشرکت غیر رکھتی ہے کہ خاکنا سویز مین ایک نہر کھودے۔ بلکہ جس عملی مسئلہ پر ہمکو غور کرنا لازم ہے وہ یہ ہے کہ آیا کوئی عدالت ذی اختیار یہ امر تجویز کریگی کہ نہر موجودہ کے قریب ہم ایک نئی نہر کھودنے کا حق رکھتے ہین اسمین کچھ شک وشبہہ نہین ہے کہ اس مقدمہ کی تحقیقات مصر کی مختلف القوم عدالتون مین ہوگی جنمین فرانسیسیون کا غلبہ ہے اور جب اُن عدالتون مین فرانسیسیون کا حکم

حاشیہ

غلبہ ہوا تو پھر ہمکو اُنسے یہ توقع کیونکر ہو سکتی ہے کہ اُس امر قانونی کا فیصلہ ہمارے موافق
کرینگے جسکا فیصلہ خود ہمارے ملک کی عدالتین ہمارے خلاف کر چکی ہین۔ پس اس مضمون کو
جاہے جس نظر سے دیکھیے بہرکیف مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ کمپنی موجودہ سے
دوستانہ معاملہ کر لینے کی کوشش کیجاے اور کمپنی مذکور کو بھی اپنے فوائد پر نظر کر کے لازم
ہے کہ ہمسے کچھ دب کر معاملہ کرلے کیونکہ اگر وہ ہمکو اپنی مخالفت پر آمادہ کریگی تو اُسکا یہ
نقشہ ہو جائیگا کہ دھوبی کا کُتّا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ اگرچہ جو فرمان شاہی اور قواعد اُسکے پاس
ہین اُنسے استاجری بلاشرکت غیر تو نکلتی ہے مگر دوسری نہر کھودنے کا حق نہین ثابت ہوتا اور
دوسری نہر کھودنے کی رعایت اُسکے ساتھ بے ہماری منظوری کے نہین ہو سکتی۔ پس کیا
ہمکو بعض اشخاص کے اس مشورہ پر عمل کرنا نہین لازم ہے کہ اس معاملہ مین اسوقت تک
توقف کیا جاے جب تک ایم ڈی لیسپس اپنے عہدہ سے استعفا دیکر چلے جائین۔ میرے
نزدیک یہ مناسب نہین ہے کیونکہ نہر سوئز کی نسبت جو تحریرات اور قواعد ہین اگرچہ اُنکے
ظاہر و باطن امر منشا اور عبارت پر نظر کر کے کمپنی مذکور کا پریسیڈنٹ بجاے صاحب
موصوف کے کوئی انگریز مقرر ہو سکتا ہے جو ہمارے مقاصد کی ضرور تائید کریگا تاہم اُسکو
حصہ داروں سے وہ رسوخ نہ حاصل ہوگا جو ایم ڈی لیسپس کو حاصل ہے اور یہ امر تسلیم کر لینا
ضرور ہے کہ صاحب موصوف مین اکثر وہ لیاقتین موجود ہین جو اس معاملہ کو لائق اطمینان
طور سے انجام دینے کے لیے درکار ہین۔ وہ ایک روشن ضمیر اور وسیع النظر آدمی ہین اور مطلب
مالی کو طمع زر پر ہمیشہ مقدم رکھتے ہین اور جہانتک اُنکی طمع ذاتی متعلق ہے وہانتک تو یہی
چاہینگے کہ اخلاف و آیندگان مین حاتم کہلائین قارون نہ مشہور ہون اور ایک دوسری نہر کو
کھود کر اپنے کار عظیم کی تکمیل کرنا زیادہ تر اُنکی مسرت کا باعث ہوگا بہ نسبت اسکے کہ نہر موجودہ
کی منفعت مین کچھ افزونی ہو۔ لہذا ہمکو مطمئن رہنا چاہیے کہ اپنے حتی المقدور موجودہ وقتون کو
رفع کرنے مین وہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرینگے بحیثیت پریسیڈنٹ اُنکو یہ بھی واجب ہے کہ اس

معاملہ مین انگریزون کو کامل قابض و متصرف ہونے دین - مگر جو سوچ کا مادہ رکھتے ہین یقین ہے کہ اُنکو کام مین لا کر اُنکو اس بات پر آمادہ کرینگے کہ اس کام عظیم کو پورا کرنے کے لیے کچھ روپیہ کا نقصان بلکہ کچھ قومی آبرو کا نقصان بھی گوارا کرین - البتہ یہ معاملہ ایسا نازک ہے جسمین زیادہ اصرار کرنا خلاف عقل ہے مگر مجھے امید ہے کہ مینے یہ امر بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ جو لوگ اس معاملہ مین گفتگو کر رہے ہین اُنکے گنجیفہ مین بہت اچھی بازی ہے بشرطیکہ وہ خوب سوچ کر پتے پھینکین -

یہانتک تو ہمنے نہر سویز کا ذکر اِن حیثیت کیا ہے کہ وہ بڑا معبر یعنے شاہراہ تجارت کی ہے - مگر ناظرین یہ گمان نکرین کہ مینے اِس امر سے چشم پوشی کی ہے کہ فوج کی آمد و رفت کے اعتبار سے بھی نہر سویز ہمارے حق مین اکسیر اعظم ہے - اگر مین اس مضمون مین طول دینا نہین چاہتا تو صرف اسوجہ سے کہ مین اہل قلم ہون اہل سیف نہین ہون کہ فوجی معاملہ مین راے دون اور نیز اسوجہ سے کہ میرے نزدیک اس مقدمہ مین اس مصرع پر عمل کرنا چاہیے کہ ع گر سو رہا ہو فتنہ جگانا نچاہیے ۔ جب تک سمندر ہمارے قبضہ مین رہیگا اور ہم مصر مین کسی اور سلطنت کی دال نہ گلنے دینگے اُسوقت تک تو لڑائی کے زمانہ مین نہر سویز مین ہمارا ہی ڈنکا بجیگا اور لطف یہ ہے کہ جو لوگ متخاصمین مین سے کسی کے شریک ہونگے اُنکے حقوق و اغراض مین بھی کچھ دست اندازی نہ لازم آئیگی - جو حضرات اس قانون کی عملیت کا دعوے رکھتے ہین جو ایک قوم کو دوسری قوم کی نسبت برتنا چاہیے شاید وہ اپنی لیاقت کو صرف کر کے چند پیچیدہ قواعد ان سلطنتون کی حمایت کے لیے بنائین جنکی نسبت گمان ہے کہ نہر سویز پر باہم لڑمرینگے مگر مجھکو نہین معلوم ہوتا کہ ایسے قواعد سے کوئی فائدہ ہوگا بلکہ مجھکو گمان ہے کہ ان قواعد کی بدولت ایسی قیدین لگجائینگی کہ لوگون کا ناک مین دم ہو جائیگا اور ممکن ہے کہ ایسے امور ظہور مین آئین کہ ہمکو فوراً چٹ کارروائی

فصل ۵

کرنی پڑے پس اس احتمال پر نظر کرکے نہایت مناسب ہوگا کہ جو قیود اس قانون کی بدولت جو قومون کو باہم برتنا چاہیے ہم پر عائد ہون حتی الامکان وہ بہت ملائم ہون —

اب میری عرض ناظرین کی خدمت مین یہ ہے کہ یہانتک تو آپ نے میرا خوب ساتھ دیا لیکن اب خدا حافظ۔ بندہ رخصت ہوتا ہے۔ کیونکہ مین اپنے سفر کی انتہا تک پہونچ چکا اور جب مین مشرقی مسئلہ کی اگلی وپچھلی کو تحقیق کرونگا تب انشاء اللہ ناظرین سے پھر ملاقات ہوگی۔ اگر طول مخل اور اطناب ممل میری تحریر مین ہوا ہو یا کوئی گستاخی مجھسے ہوگئی ہو تو ناظرین اسکو بحل فرمائین۔ اگر مین نے سہواً کوئی راے لکھی ہے مگر اُسکے وجوہ کافی اور دلائل وافی نہین بیان کیے ہین تو اُس راے کو کالعدم تصور فرمائیے کیونکہ مین مسلم الثبوت اور مستند القول ہونے کا مدعی نہین ہون۔ مگر جو دلائل مین نے بیان کیے ہین اُنکو نظر غور سے اور بار بار بہ نہایت ملاحظہ کیجیےگا مجھکو اس بات کی آرزو ہے کہ مشرقی مسئلہ کی پیچیدہ راہون مین انگشت شہادت اُٹھاکر صرف اتنا اشارہ کرون کہ دیکھو ہماری قومی عزت اور قومی اغراض کا راستہ وہ سامنے دکھائی دیتا ہے۔ اگر یہ ذرا ہی سا کام مجھسے بن پڑا ہو تو خیر مین نے بھر پایا اور میری محنت سوارت ہوئی فقط

فرہنگ الفاظ و اصطلاحات انگریزی تحفہ مصریہ

دشت لیبیا - ایک نہایت وسیع اور ہولناک ریگستان کا نام ہے جو حوالی مصر میں واقع ہے

لوانٹ - اُس ملک کا نام ہے جو صوبہ شام کے مغرب میں ساحل بحیرۂ روم پر واقع ہے -

مریوتس - ابوقیر - ادکو - بورلوس - منزلہ - اُن جھیلون کا نام ہے جو دوآبۂ مصر مین واقع ہین اور جنکا پانی کھاری ہے -

اناٹولیا - ملک شام کے مغرب مین ایک صوبہ کا نام ہے -

براری جمع برکی ہے جسکے معنی خشکی ہین - براری دوآبۂ مصر کے اُس حصہ کا نام ہے جسمین ترائیان اور نرکل کا جنگل کثرت سے ہے -

آسٹریلیا - چند وسیع جزائر کا نام ہے جو بحرالکاہل مین واقع ہے اور ممالک نو آباد کے نام سے مشہور ہین اور جنمین انگریزی عملداری ہے - منجملہ اُنکے تسمینیا - نیوزیلینڈ - نیوگنی - بہت وسیع اور مشہور جزیرے ہین -

رسوط - دمیاط - قنۃ - طنطہ - بندر سعید - لسیوط - یہ سب مشہور و معروف شہر اور قصبے ملک مصر مین ہین - اور قفرالدوار قفر سلیمان نبنہا شہین وغیرہ مصر کے مشہور دیہات کا نام ہے -

ممفوس - یہ ایک نہایت قدیم شہر مصر مین تھا جسکے حیرت انگیز آثار و علامات ابتک باقی ہین

مردنیا در قبطی - یہ دو نہایت قدیم قومین عیسائیون کی مصر مین اب تک موجود ہین علی الخصوص قبطی ایک مشہور و معروف قوم ہے جو حضرت موسی کے وقت سے ابتک چلی آتی ہے

فراعنہ - فرعون کی جمع ہے اور مصر کے قدیم بادشاہون کا لقب ہے -

بطلیموس۔ مصر کے قدیم پادشاہون کے ایک خاندان کا نام ہے جو بڑے ذی علم اور علم دوست تھے اور جنھون نے ایک نہایت عظیم الشان کتبخانہ اسکندریہ مین قائم کیا تھا جو علوم قدیمہ علی الخصوص علوم یونان کا مخزن تھا۔ یہ یادگار کتبخانہ خلیفہ ثانی کے عہد مین جلا دیا گیا علم ہیئت اور نجوم قدیم جو نظام بطلیموسی کے لقب سے مشہور ہے اور مسلمانون مین اب تک جاری ہے اسکا بانی انھین مین سے ایک بادشاہ ہوا تھا

سُرکاشیئن۔ صوبہ سرکاشیا کے باشندون کا نام ہے اور سرکاشیا ایک صوبہ دامن کوہ قاف مین ہے۔

مملوک جمع ممالیک۔ یہ اُس قوم کا نام ہے جو محمد علی پاشا بانی سلطنت خدیویہ کے عہد کے پیشتر مصر مین حاکم و فرمانروا تھے اور جنکا استیصال پاشاے موصوف کے عہد مین اور اُسکے جد و جہد سے ہوا۔

قومی فریق نیشنل پارٹی کا ترجمہ ہے۔ یہ اُس فریق کا لقب ہے جسنے عربی پاشا کا ساتھ دیا اور خدیو سے بغاوت کی۔

دورویہ نظارت۔ یہ ڈیوال کنٹرول کا ترجمہ ہے۔ اس سے وہ کونسل مراد ہے جو حسب تجویز وزراے انگلستان و فرانس اسلیے مقرر ہوے تھے کہ مصر کے انتظامات اور معاملات کی نگرانی کیا کرے اور جسکے دو ممبر تھے۔ ایک انگریز اور ایک فرانسیسی۔ گورنمنٹ انگلشیہ کیطرف سے سر کلینڈ کالون صاحب بہادر کونسل مذکور کے ممبر تھے۔

قانون ادا‌ے قرضہ۔ یہ لیکویڈیشن لا کا ترجمہ ہے۔ یہ قانون منجانب پادشاہان یورپ مصر کے قومی یعنی سرکاری قرضہ کے ادا کرنے کے باب مین جاری ہوا تھا

مجلس صناوید۔ یہ چیمبر آف نوٹیبلس کا ترجمہ ہے جسکو مصر کی پارلیمنٹ کہہ سکتے ہین۔

مختلف القوم عدالتین۔ یہ انٹرنیشنل ٹریبونلس کا ترجمہ ہے۔ اور اس سے

مرادوہ ممالک ہین جنہین بیچ اہل یورپ ہین اور بخاص اس غرض سے مصر مین مقرر ہوے ہین کہ یورپ کی قومین جو مصر مین آتی جاتی ہین یا وہان مقیم ہین اُنکی نالشات کی تحقیقات اور فیصلہ کیا کرین۔

کمپنی مہتمم نہر سویز۔ یہ کمپنی یونیورسیل کا ترجمہ ہے۔ اسی کمپنی کے اہتمام سے نہر سویز کھودی گئی تھی اور اُسکے پریسیڈنٹ ایم ڈی لیسیپس صاحب تھے جو ایک نہایت لائق و فائق اور تجربہ کار اور مشہور و معروف فرانسیسی ہین۔

مشرقی مسئلہ۔ یہ ایسٹرن کوسچن کا ترجمہ ہے۔ اس سے مراد وہ جھگڑا ہے جو بادشاہان یورپ مین دولت عثمانیہ یعنی سلطنت روم اور اُسکے مضافات و متعلقات کے نسبت مدتہاے مدید سے ہوتا چلا آیا ہے۔

دولت عثمانیہ۔ یہ ٹرکی یا اوٹمان پاورکا ترجمہ ہے۔ اور اس سے مراد ممالک محروسہ حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ ہین۔

اہرام مصریہ۔ یہ پرمڈس کا ترجمہ ہے۔ یہ چند نہایت عالیشان و رفیع البنیان بروج قدیم کا نام ہے جو مضافات القاہرہ دار الخلافت مصر مین واقع ہین۔ یہ بروج مخروطی شکل کے ہین اور اُنسے بلند تر دنیا مین کوئی عمارت نہین ہے اور محققین یورپ کی تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ یہ فراعنہ مصر کے مقبرے ہین اور تعجب انگیز اور ہوش ربا امر یہ ہے کہ فراعنہ مصر کی لاشین ہزارہا برس کے بعد بالکل صحیح و سالم صندوقون مین بند ان مقبرون سے اب برآمد ہوئی ہین۔ نہین معلوم کس غضب کا مصالح اُنمین ملا ہوا تھا کہ ذرا بھی نہین سڑین گلین اور اب تک ہیئت کذائی باقی ہین گویا کل ہی دفن ہوئی تھین۔ ان برجون پر خط طغراے عجب قسم کا کندہ ہے یعنی جانورون اور درختون وغیرہ کی شکلین کندہ ہین اور تحقیق سے معلوم ہوا کہ مصر قدیم کے حروف تہجی یہی ہین کہ ہر چیز کا نام اُسکی صورت سے پہچانا جاتا ہے۔

فلاحین - فلاح کی جمع ہے - اور فلاح فلاحت سے مشتق ہے جسکے معنی زراعت
ہین - لہذا فلاحین کے معنی زراعین یعنی کسان ہوے -

انتظامی کمیٹیان - یہ پولٹکل انسٹیٹیوشنس کا ترجمہ ہے - یہ لفظ انگریزی ایسا
وسیع المعنی ہے کہ اسکا ٹھیک ترجمہ اردو مین نہین ہوسکتا - لیکن خیر جس لفظ سے اسکا
ترجمہ کیا گیا ہے اوس سے کچھ مطلب نکل آتا ہے - غرض یہ ہے کہ مصر کی رعایا کو اس
قسم کی انتخابی کمیٹیون کے ذریعہ سے اپنے ملک کے انتظام مین دخل دیا جاے
جس قسم کی انگلستان کی پارلیمنٹ ہے -

قرباش ایک خاص قسم کا آلۂ تعزیر مثل کوڑے کے ہے جس سے مجرمون
وغیرہ کو مصر مین سزا دی جاتی ہے -

باشی بزوق - سیاہ ترک کے ایک نہایت ظالم اور خونخوار فرقہ کا نام ہے

تاریخ مصر

فہرست مضامین بہ ترتیب حروف تہجی

مضمون	صفحہ اردو	صفحہ انگریزی	مضمون	صفحہ اردو	صفحہ انگریزی
باشی بزوق (ترکی فوج)	۲۵۴	۳۰۰	تناسب طول و عرض	۲	۳
بلاد الاسلام	۲۶۷	۳۱۳	تعجب انگیز لعبت	۵	۵
بیت المال	,,	,,	تہذیب اور شائستگی جدید	۷	۹
(پ)			توفیق پاشا	۵۱	۶۳
پادشاہان یورپ کی جنگ زرگری			تحقیقات سرسری بذریعہ		
اور افواج حقیقی	۲۶	۳۳	کورٹ مارشل	۶۷	۸۳
پرائشنٹ	۳۴	۴۲	تگریق پاشا	۱۳۳	۱۶۱
پنچرنگی وزارت	۱۰۱	۱۲۳	(چ)		
پلم پاشا	۱۲۰	۱۴۶	چندۂ محبان وطن	۱۹۲	۲۲۹
پیرس (پایۂ تخت فرانس)	۵۴۱	۱۲۲	چیف انجینران و دیگر عہدہ داران		
پاشا	۲۸۱	۱۵۶	صیغۂ تعمیرات سرکاری	۲۱۳	۲۵۳
پادشاہان سابق کی بدنظمی اور			چلب ابن الچلب (کلب		
طوائف الملوکی	۲۵۴		ابن الکلب یعنی سگ پسر سگ		
پیاسٹر (رومی سکہ)	۴۰۰		عربی گالی ہے)	۲۴۸	
پارلیمنٹ	۴۲۵	۴۹۵	(ج)		
			جزو اعظم	۶	۷
تختۂ سرسبز و شاداب	۱	۱	جزیہ	۲۸	۳۵
تیز گام	۱	۱	جزیرہ سائپرس یعنی صنوبر	۶۳	۷۸
تمبو	۱	۱	جرمنی کا صوبہ لیسوگ ہوسٹن	۱۰۸	۱۳۲
تصویر خیالی	۲	۲	جہان عدالت	۱۳۴	۱۶۱